# السیف الصارم

لمنکر

## شان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کے جوابات

تالیف

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی المتوفی [illegible]

# السیف الصارم

لمنکر

## شان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

یعنی

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کے جوابات

تالیف

حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی المتوفی ۱۳۲۲ھ

الهادی للنشر والتوزیع

۳۸۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور۔

Ph:0423-7361473

Mob:0345-7492334-0300-6609226

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں


نام کتاب ــــــــــ السیف الصارم

[illegible]

تالیف ــــــــــ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

تصحیح کردہ ــــــــــ مولانا قاری محمد صاحب [illegible]

تعداد ــــــــــ 1100

کمپوزنگ ــــــــــ محمد شاکر حامی


انتساب

امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نام جنہوں
نے امت کو قرآن اور حدیث کے سمجھنے
کی نئی راہوں سے آگاہ کیا



بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

کچھ عرصہ سے گکھڑ سے ایک رسالہ موسوم اہل الذکر کسی متعصب گستاخ
غیر مقلد نے شائع کرنا شروع کیا ہے جس کا اہم مقصد (جیسا کہ اس کے مضامین
سے ظاہر ہے) حضرت امام الائمہ سراج الامۃ ابو حنیفہؒ کی توہین اور مسلمانوں کے
سواد اعظم وگروہ کثیر، حنفیوں کی دل آزاری ہے۔ مجھے ایک دوست کے ذریعہ
اس کے چند نمبرات دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے کسی نمبر میں بھی کوئی علمی یا
اخلاقی مضمون نہیں دیکھا بجز اس کے کہ ہر ایک نمبر میں حضرت امام ہمامؒ کی شان والا میں
بے ہودہ اور بے جا حملے کیے گئے اور حنفی مسلمانوں کو پانی پی پی کر کوسا گیا ہے
ایڈیٹر اہل الذکر کی طرز تحریر اور روش بحث سے ظاہر ہے کہ علمیت سے وہ
بالکل بے بہرہ ہے اور تہذیب سے اس کو مطلق مس نہیں اور یہی وجہ ہے
کہ رسالہ اہل الذکر پبلک کی نگاہ میں نفرت و نفرین کا مستحق سمجھا گیا ہے اور اس
کے لچر اور دل آزار مضامین سے ہر طبقہ کے مسلمانوں نے بیزاری اور ناراضگی کا
اظہار کیا ہے اہل الذکر کی گستاخ اور بے ادبانہ تحریرات سے نہ حنفی ہی مسلمانوں
بلکہ اس کے ہم مذہب اہل حدیث مسلمانوں کے بھی دل کانپ اٹھے ہیں اور
اگر حنفی مسلمان صبر و حوصلہ سے کام نہ لیتے اور عدالت تک نوبت پہنچتی تو اہل الذکر
کا مدیر کب کا جیل ہو گیا ہوتا اور اب بھی اندیشہ ہے کہ اگر یہی سلسلہ جاری رہا

تو آخر عدالت تک نوبت پہنچے گی۔ اہل الذکر کے دل آزار اور فحش مضامین کی نسبت جو رائے اُس کے ہم مذہب اہل حدیث نے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں شائع کرائی ہے وہ قابل غور ہے جس کو ہم بجنسہٖ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ روزانہ "پیسہ اخبار" لاہور مطبوعہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۸ء میں اہل حدیث امرتسر نے اہل الذکر کے مضامین کی نسبت اپنی منصفانہ رائے یوں درج کرائی ہے کہ:

"ہم اہل حدیث کسی خاص امام کے مقلد نہیں۔ لیکن ہم کو کسی خاص بزرگ سے کوئی خاص بحث نہیں اور نہ کسی خاص بزرگ سے عداوت ہے۔ ہماری نظر میں تمام ائمہ مجتہدین اور تمام محدثین بڑے متقی اور واجب التعظیم بزرگ تھے۔ اس لیے ہم ان مضامین سے نفرت رکھتے ہیں جو ائمہ مجتہدین کی توہین کے لیے لکھے جائیں۔ اہل الذکر نے ائمہ مجتہدین کی شان میں جس قدر بُرے الفاظ سے کام لینا شروع کیا ہے۔ اس سے ہمارے دل کانپ اُٹھتے ہیں پس کسی ایمان دار اہل حدیث کا یہ حوصلہ نہیں کہ اہل الذکر کے مضامین کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے۔"

اہل حدیث امرتسر کی تحریر بالا بالخصوص اس حصہ عبارت سے جس پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے امور ذیل کا صریح فیصلہ ہو گیا ہے:

۱۔ اہل حدیث مسلمان بھی حنفی مسلمانوں کی طرح ایسے مضامین کو حقارت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو ائمہ مجتہدین کی توہین کے لیے لکھے جائیں۔

۲۔ اہل الذکر کے مضامین ائمہ مجتہدین کی توہین کے لیے لکھے گئے ہیں اور اس لیے ان سے اہل حدیث مسلمانوں کو حنفی مسلمانوں کی طرح سخت نفرت ہے۔

۳۔ اہل الذکر نے ائمہ مجتہدین کی شان میں سخت بُرے الفاظ سے کام لینا



شروع کیا ہے اور اسی لیے ان سے اہل حدیث مسلمانوں کے دل بھی حنفیوں کی طرح کانپ اُٹھتے ہیں۔

۴۔ کسی ایماندار مسلمان (اہل حدیث ہو یا حنفی) کا یہ حوصلہ نہیں کہ اہل الذکر کے مضامین کو بنظر استحسان دیکھے۔

۵۔ جو شخص برخلاف اس کے، ایسے مضامین کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے وہ ایماندار نہیں۔

ہم خیال کرتے ہیں کہ رسالہ اہل الذکر کے مضامین کی نسبت اہل حدیث امرتسر کی اس زبردست شہادت کے بعد کسی مزید بحث کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور نہ ایسے شخص کے پُر مضامین قابل جواب ہو سکتے ہیں جن کو بیگانے بلکہ اپنے ہی دھتکار رہے ہوں۔ لیکن تاہم بمقول شخصے: شعر

خدا پنج انگشت یکساں نکرد

ممکن ہے کہ کوئی ناواقف مسلمان اہل الذکر کے بیہودہ مضامین کی وجہ سے مغالطہ میں پڑ جائے یا خود اہل الذکر کا ایڈیٹر اسی بات پر مغرور ہو کر ہمیشہ کے لیے گمراہ رہے کہ اس کے کسی مضمون کا کسی نے جواب نہیں لکھا بنا بریں ہم صرف ابتغاءً لمرضاۃ اللہ اپنا یہ فرض سمجھتے ہیں کہ اس کے ان اباطیل کا قرار واقعی تعاقب کر کے اس کے بودے دلائل کا قلع قمع کر کے حضرت امام الائمہ سراج الامت ابوحنیفہؒ کے فضائل مسلمہ کا بیان کریں اور ثابت کریں گے بیشک حضرت امام ہمام آفتاب شریعت تھے اور ان کا مخالف دشمن دین وہ اندھا ہے جو نور آفتاب کا منکر ہے۔ والشمس شمس ولو لم یرہ ضریر۔

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اس وقت میرے سامنے رسالہ اہل الذکر کا وہ نمبر ہے جو بابت ماہ

رمضان ۱۳۹۲ھ شائع کیا گیا تھا اور جس میں ابتدا سے انتہا تک حنفیوں اور ان کے امام کو بیہودہ گالیاں دی گئی ہیں لیکن ہم اس کی گالیوں سے قطع نظر کر کے صرف اس کے دو مضامین کا جواب لکھیں گے۔

پہلا مضمون وہ ہے جس کا عنوان مہذب ایڈیٹر اہل الذکر نے یوں لکھا ہے "کیا لسانی اہل بدعت ذریت شیطان نہیں؟"

اور دوسرا وہ مضمون جس کا ہیڈنگ "امام ابوحنیفہؒ اور ان کا اجتہاد" رکھا گیا ہے۔

سو واضح ہو کہ پہلے مضمون میں جس کا عنوان پہلے لکھا گیا ہے۔ بے ادب اور غیر مہذب ایڈیٹر اہل الذکر نے ہمارے مقتدیٰ حضرت امام ابوحنیفہؒ کو جن کی مدح و تعریف میں جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔ تمام ائمہ مجتہدینؒ اور ائمہ محدثین کرامؒ رطب اللسان ہیں اور جن کے تابع نہ صرف مسلمانان ہند و پنجاب کا گروہ عظیم ہے جن کے مقابلہ میں غیر مقلدین آٹے میں نمک بھی نہیں بلکہ خود والیٔ ملک عرب خادم حرمین شریفین سلطان روم خلد اللہ ملکہ اور اس کی رعایا برایا اہل عرب وغیرہ کی رہنے والی ہے۔ نعوذ باللہ شیطان کا خطاب دیا گیا ہے۔ (والی اللہ المشتکی) اور تمام مسلمانان حنفیہ کرام کثرہم اللہ کو جن میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء اور صلحاء و علماء اور اہل باطن ہو گزرے ہیں اور موجود ہیں ذریت شیطان کہا گیا ہے اور کوئی درجہ توہین و ہتک کا باقی نہیں چھوڑا گیا ایڈیٹر اہل الذکر کی اس گستاخی اور بے ادبی کا اجر تو منتقم حقیقی کے ہاں ہے جس نے قرآن کریم میں فرما دیا ہے: اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ

البتہ ہم کو ایڈیٹر اہل الذکر کی اس جرأت پر سخت تعجب ہے کہ اس نے کس طرح اصل قصہ کو چھپا کر ایک غلط روایت کی بنا پر کہ گویا کہ امام ابوحنیفہؒ کو امام جعفر صادقؒ نے معاذ اللہ ایسا خطاب دیا ہے۔ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ



اہل الذکر کی اصل عبارت کو جو اس نے اس بارہ میں لکھی ہے پہلے نقل کر دیں اور پھر اس کا جواب لکھیں۔ گستاخ اہل الذکر عنوان مذکورہ بالا لکھ کر یوں گل افشانی کرتا ہے "یہ ایک سوال ہے جس کا جواب جو ہم دیتے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ وہ جواب امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام جعفر صادقؒ کے ایک قول کا مفہوم ہے اس سے پبلک پر روشن ہو جائے گا کہ لسانیوں کو ذریت شیطان کا خطاب کب سے ملا ہے اور کس نے دیا ہے۔ اور کیوں دیا ہے اور کیسا ٹھیک دیا ہے اور کیسے معقول الفاظ میں دیا ہے۔ حیات الحیوان میں ہے: قال ابن شبرمۃ

دخلت انا وابو حنیفۃ علی جعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ فقلت ھذا الرجل فقیہ العراق فقال لعلہ یقیس الدین برایہ وھو نعمان بن ثابت ولم اعرف اسمہ الا ذلک الیوم فقال ابو حنیفۃ نعم انا ذاک اصلحک اللہ فقال لہ جعفر الصادق اتق اللہ ولا تقس فی الدین برایک فان اول من قاس ابلیس اذ قال: انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ فاخطا بقیاسہ وضل الی ان قال فانا نحن ومن خالفنا فنقول قال اللہ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقول انت واصحابک سمعنا ورأینا فیفعل اللہ بنا وبکم ما شاء۔

میں کہتا ہوں کہ اگر اہل الذکر کے ایڈیٹر کی نظر کتب دینیہ پر ہوتی تو وہ کبھی حیات الحیوان ایک گمنام کتاب کے حوالہ سے ابن شبرمہ کی بے اصل یہ روایت لکھ کر حضرت امام ہمامؒ کی توہین کی جرأت نہ کرتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر مذکور یا تو کتب دینیہ سے محض نابلد ہے اور یا تعصب کی پٹی اس نے آنکھوں پر مضبوط باندھ رکھی ہے۔ بہرحال ایڈیٹر مذکور کی یہ حرکت نہایت بُری

ہے کہ اس نے اصل قصہ کو چھپا دیا اور تلاش خراش کر کے ابن شبرمہ کی روایت
کو پبلک کے پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

آؤ ہم تمھیں بتائیں کہ اس قصہ کی اصلیت کیا ہے اور اس قصہ سے حضرۃ
امامؒ کی مدح ثابت ہوتی ہے یا ذم؟ سو واضح ہو کہ امام جعفر صادقؒ اور سفیان
ثوریؒ وغیرہ کا اصل قصہ بقول ابو مطیع (جو فقہ اور زہد و عبادت میں مشہور امام
ہیں اور جنھوں نے چار ہزار مسئلہ امام ابو حنیفہؒ سے امتحاناً استفسار کے لیے جمع
کیا تھا۔ جیسا کہ امام کردری کے جمع کردہ مناقب کے صفحہ ۱۸۳ میں مصرح ہے)
میزان الشعرانی کے صفحہ ۷۱، ۷۲ میں اس طرح پر لکھا ہے: وکان ابو مطیع
یقول کنت عند الامام ابی حنیفة فی جامع الکوفة فدخل
علیه سفیان الثوری ومقاتل بن حیان وحماد بن سلمة و
جعفر الصادق وغیرهم من الفقهاء فکلموا الامام ابا حنیفة وقالوا
قد بلغنا انك تکثر من القیاس فی الدین وانا نخاف علیك
منه فان اول من قاس ابلیس فناظرهم الامام من بکرة نهار
الجمعة الی الزوال وعرض علیهم مذهبه وقال انی اقدم
العمل بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضیة الصحابة مقدما
ما اتفقوا علیه علی ما اختلفوا فیه وحینئذ اقیس فقاموا کلهم
وقبلوا یده ورکبته وقالوا له انت سید العلماء فاعف عنا فی ما مضی
منا من وقیعتنا فیك بغیر علم فقال غفر الله لنا ولکم اجمعین.
یعنی ابو مطیع فرماتے ہیں کہ میں کوفہ کی جامع مسجد میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس
بیٹھا تھا کہ سفیان ثوری اور مقاتل بن حیان اور جعفر صادقؒ اور دیگر فقہاء ان کے
پاس آئے اور امام ابو حنیفہؒ سے گفتگو کرنے لگے اور کہا کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے



کہ آپ دینی امور میں زیادہ کام قیاس سے لیتے ہیں اور یہ بات آپ کے حق میں
خوفناک ہے کیونکہ پہلا شخص جس نے صرف قیاس سے کام لیا ابلیس تھا۔ پھر
حضرت امام نے روز جمعہ کی صبح سے وقت زوال تک ان سے مناظرہ کیا اور اپنا
مذہب ان کو بتایا اور کہا کہ میں سب سے پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث
پر اور پھر صحابہ کرامؓ کے فیصلوں پر اور ان کے متفق علیہ فتووں کو مختلف فیہ پر مقدم
رکھتا ہوں اور اس کے بعد قیاس سے کام لیتا ہوں۔ پھر سب فقہاء اٹھ کر حضرۃ
امام کے ہاتھ اور زانو چومنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ تو سید العلماء ہیں ہم نے آپ
کے بارہ میں لاعلمی کی وجہ سے جو کچھ کہا اس سے معافی مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
خدا ہم تم سب کو بخش دے۔

حضرات ناظرین اس قصہ کو پڑھ کر انصاف کریں کہ اس میں حضرت امام ہمام
کی کہاں تک بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اہل الذکر اور اس کے ہم خیالوں کی
کیسی تردید کی ہوتی ہے۔ حضرت امام کا اپنا مذہب یہ بتانا کہ سب سے پہلے
میرا عمل قرآن پر ہے پھر حدیث پر اور پھر صحابہ کرامؓ کے متفقہ فتووں پر اور ان
سب کے بعد قیاس سے کام لیا جاتا ہے کہاں تک مخالفین کو مسکت جواب
ہے اور پھر تمام جلیل القدر فقہاء کا جن میں سفیان ثوری اور حضرت امام جعفر
صادقؒ بھی تھے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے حضرت امامؒ سے معافی مانگنا اور ان
کے دست و پا کو چومنا اور سید العلماء کا خطاب دینا کہاں تک حضرت امام ابو حنیفہؒ
کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔

یہ تھا اصل قصہ جس کو متعصب اور خائن اہل الذکر نے چھپا کر ابن شبرمہ کا
ادھورا قول نقل کر کے حضرۃ امامؒ کی توہین کی جرأت کی ہے اسی طرح ایک دوسرے
واقعہ کا بیان کتب معتبرہ وغیرہ میں موجود ہے اور اس سے بھی حضرۃ امامؒ کی فضیلت

ثابت ہوتی ہے چنانچہ امام کردری کی کتاب ج ۱ صـ۲۳ اور علامہ ابن حجر مکی شافعی کی کتاب خیرات الحسان صـ۳۵ میں ابن مبارک امام اہل حدیث سے مروی ہے: عن عبد اللہ بن المبارک قال حج الامام ابو حنیفة فلقی فی المدینة محمد علی بن الحسین بن علی الباقرؒ فقال انت الذی خالفت احادیث جدی علیه السلام بالقیاس فقال معاذ اللہ عن ذلک اجلس فان لک حرمة کحرمة جدک علیه السلام علی اصحابه فجلس وجلس ابو حنیفة بین یدیه وقال اسالک عن ثلاث مسائل فاجبنی فقال الرجل اضعف ام المرأة فقال المرأة فقال کم سهم المرأة قال سهم المرأة نصف سهم الرجل قال لو قلت بالقیاس لعکست الحکم والثانی الصلوٰة افضل ام الصوم فقال الصلوٰة فقال لو قلت بالقیاس لقلت الحائض تقضی الصلوٰة لا الصوم۔ الثالث البول افحش ام النطفة۔ قال البول۔ قال لو قلت بالقیاس لقلت لا غسل من المنی انما الغسل من البول معاذ اللہ ان اقول علی خلاف الحدیث بل اخدم قوله فقام وقبل وجهه۔

یعنی عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے حج کیا اور مدینہ میں علی بن حسین بن باقرؒ سے ملاقات کی۔ انہوں نے کہا کیا تو ہی وہ شخص ہے جس نے میرے نانا کی احادیث کی مخالفت کی ہے۔ قیاس کی بنا پر ابو حنیفہؒ نے کہا معاذ اللہ ایسا نہیں ہے۔ آپ ذرا بیٹھ جائیں میرے دل میں آپ کی وہی عزت ہے جو آپ کے نانا پاک کی صحابہ کرامؓ کے نزدیک تھی۔ پھر ابو حنیفہؒ انکے سامنے بیٹھ گئے اور کہا میں آپ سے تین مسئلے پوچھتا ہوں۔ آپ جواب دیں۔ پوچھا کہ مرد ضعیف ہے یا عورت؟ آپ نے کہا



عورت۔ پوچھا عورت کا کیا حصہ ہے؟ کہا مرد سے نصف۔ کہا اگر میرا عمل قیاس پر ہوتا تو میں اسکے برخلاف حکم کرتا۔ دوسرا یہ کہ نماز افضل ہے یا روزہ؟ آپ نے کہا نماز۔ کہا اگر میں قیاس پر عمل کرتا اور نص کی مخالفت کرتا تو کہتا کہ حائضہ نماز کو قضا کرے نہ روزہ کو۔ تیسرا یہ کہ بول بہت پلید ہے یا منی؟ آپ نے کہا بول۔ کہا اگر میرا عمل قیاس پر ہوتا تو کہتا کہ منی سے نہیں بلکہ بول سے غسل فرض ہوتا ہے۔ معاذ اللہ میری کیا مجال ہے کہ حدیث کی مخالفت کروں بلکہ احادیث رسول کا میں خادم ہوں۔ پھر علی بن حسینؓ نے اٹھ کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا منہ چوما۔

آپ روایات مندرجہ بالا سے جو معتبر کتب میں فقیہ راویوں کی روایت سے بیان کی گئی ہیں۔ صاف ثابت ہو گیا کہ اہل بیت نبوی اور فقہاء وقت نے حضرت امام ہمامؒ کی کمال تعظیم کی اور آپ کو سید العلماء کا خطاب دیا۔ اور ادھر اڈیٹر اہل الذکر ہے جو اس جلیل القدر امام کی جس کے ہاتھ اور منہ اہل بیت نبوی نے چومے ہوں اور علمائے امت محمدیہ کا سردار مانا گیا ہو اور جس کے پیرو اقطاع الارض میں بڑے بڑے بزرگ اولیاء، اتقیاء، علماء، امراء و سلاطین موجود ہوں۔ کمال گستاخی اور سوء ادبی سے توہین کرکے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتا ہے۔ او بے ادب انسان کچھ تو اللہ کا خوف کر۔

؎ از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

روایات بالا سے اصلیت قصہ کی تو ظاہر ہو گئی اب دیکھنا ہے کہ ابن شبرمہ کی روایت جو اہل الذکر نے نقل کی ہے اس کی اصلیت کیا ہے سو اول ہم بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ ابن شبرمہ کی روایت کو اہل الذکر نے

پورا نقل نہیں کیا ہے۔ ورنہ اصلیت ظاہر ہو جاتی۔ "فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ" پر عمل کرنا اور "وَاَنْتُمْ سُكَارٰى" سے اغماض کرنا اہل الذکر اور اس کے ہم خیالوں کا مذہب ہے۔ چنانچہ پچھلے سال کا ذکر ہے کہ اڈیٹر اہل حدیث امرتسر نے اپنے ۷، فروری ۱۹۰۸ء کے اخبار میں تمام حنفیوں کو فرقہ مرجیہ میں قرار دینے کی غرض سے غنیۃ الطالبین جیسی مشہور اور متداول کتاب میں سے اپنے مطلب کی عبارت نقل کرتے ہوئے، لفظ بعض کا عمداً و قصداً ترک کر دیا تھا جس کا تعاقب سراج الاخبار مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۹۰۸ء میں ایسے طور سے کیا گیا تھا کہ جس کی شرمساری ان کو عمر بھر نہ بھولے گی۔ خیر یہ معاملہ تو ایک سال کا ہے لیکن اب ایسی ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک متعصبانہ خیانت کی حرکت خود بدولت اڈیٹر اہل الذکر ہی سے ماہ محرم ۱۳۲۷ھ کے رسالہ نمبر ۱۰ صفحہ ۱۱ میں حنفی مذہب کے رواج اور کثرت کا سبب بحوالہ کتاب بستان المحدثین ابن حزم کا قول مندرجہ ہے۔ اس طرح پر نقل کرنے میں سرزد ہوئی ہے: "قاضی ابو یوسف قضاۃ کل ممالک بدست آورد وہ از طرف او قضاۃ می رفتند پس بر ہر قاضی شرط می کرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید۔" حالانکہ اصل عبارت بستان المحدثین کی اس طرح پر ہے "ابن حزم در جائے نوشتہ است کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج و امتیاز گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابو یوسف قضائے کل ممالک بدست آوردہ و از طرف او قضاۃ میرفتند پس بر ہر قاضی شرط می کرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید و در اندلس یحیٰی بن یحیٰی را نزد سلطان آں وقت بحدی مکنت و جاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی و حاکم بے مشورہ او منصوب نمیشد پس او بجز یاران و ہم مذہبان خود را متولی نمی ساخت۔" انتہی۔



دیکھو آپ کو چونکہ حنفی مذہب کے رواج اور اس کی کثرت کی منقصت اور مالکی مذہب کی عظمت و جلالت ثابت کرنی مدنظر تھی، اس حالت میں اگر آپ ابن حزم کا پورا قول نقل کرتے تو امام مالک کے مذہب کی اشاعت پر بھی وہی اعتراض آتا جو حنفی مذہب کی کثرت پر آپ ثابت کرنا چاہتے تھے کیونکہ مالکی مذہب کے حامی یحیٰی بن یحیٰی کو بھی سلطان وقت کے پاس اس کا مشیر ہونے کی وجہ سے ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ قاضی ابو یوسف کو باوجود ایک ملازم ہونے کے خواب و خیال میں بھی میسر نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے آپ نے بڑے شد و مد سے ابن حزم کا قول اس قدر تو لکھ دیا جو حنفی مذہب کے متعلق تھا اور مالکی مذہب کے متعلقہ حصہ کو بالکل چھوڑ دیا اور اشارہ تک نہ کیا۔ پس جب آپ نے ایک ایسی متداول کتاب میں سے جس کے وجود سے شاذ و نادر ہی کسی حنفی عالم یا غیر مقلد مولوی کا کتب خانہ خالی ہوگا، اصل عبارت کے نقل کرنے میں اس قدر خیانت کی ہے تو کیا حیات الحیوان جیسی ایک غیر مشہور اور کمیاب کتاب میں سے پوری عبارت کے نقل کرنے میں آپ نے خیانت نہ کی ہوگی۔ پس اس سے اظہر من الشمس ثابت ہو گیا کہ آپ نے ما نحن فیہ قصہ مذکورہ میں ابن شبرمہ کا صرف پہلا حصہ جس سے آپ کا مدعا ثابت ہوتا تھا لکھ دیا ہے اور اس کا آخری حصہ جس سے آپ کے مدعا کی تردید ہو جاتی تھی ضرور ہی ترک کر دیا ہے۔

دوئم اگر ہم فرض کر لیں کہ ابن شبرمہ نے ہی آخری حصہ حذف کر دیا ہے تو بھی بوجود کئی دوسری معتبر روایات کے ابن شبرمہ کی اس روایت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے بالخصوص جب اس امر کی طرف خیال کیا جائے کہ ابن شبرمہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ہم عصر اور ہم وطن تھے اور حضرت امامؒ کی وجہ سے ابن شبرمہ اور اس کے دیگر معاصر فقہاء کی بالکل کساد بازاری ہو گئی تھی اور اس وجہ سے پھر

وقت دل میں حسد رکھتے تھے جیسا کہ کتاب موفق ص ۳۴ میں یحییٰ بن آدم سے جو ائمہ صحاح ستہ کے اہل شیوخ میں سے ہیں اس طرح پر مروی ہے:

سمعت یحییٰ بن ادم یقول کانت الکوفة مشحونة بالفقه فقہاؤھا کثیر مثل ابن شبرمة وابن ابی لیلیٰ والحسن بن صالح وشریک وامثالھم فکسدت اقاویلھم عند اقاویل ابی حنیفة وسیر بعلمه الی البلدان وقضی به الخلفاء والائمة والحکام واستقر علیه الامر۔ یعنے یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ کوفہ اہل فقہ سے پُر تھا فقہاء اس میں کثرت سے تھے جیسا کہ ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلیٰ اور حسن بن صالح اور شریک وغیرہ لیکن ان سب کے اقاویل امام ابوحنیفہؒ کے اقاویل کے مقابلہ میں ہیچ ہو گئے اور امام ابوحنیفہؒ کے علم کی تمام بلاد میں شہرت ہو گئی اور آپ کے فتویٰ پر تمام بادشاہوں اور اماموں اور حکام کا عمل درآمد ہو گیا پھر اگر ابن شبرمہ کوئی روایت حضرت امام کے برخلاف بھی لکھ دیں تو ہم اسے عداوت و حسد پر محمول ہو گا خصوصاً جب دوسری معتبر روایات اس کے برخلاف موجود ہوں۔

سوئم بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ قصہ مذکورہ کے بعد حضرت امام جعفر نے امام ابوحنیفہؒ کی ملاقات کے وقت ان کی بڑی عزت کی اور جب وہ چلے گئے تو پیچھے تعریف کر کے ان کو افقہ اہل بلدہ کا خطاب دیا۔ چنانچہ علامہ موفق احمد مکی نے مناقب امام کے ص ۲۳ میں عبدالعزیز بن ابی رواد سے جو سنن اربعہ کے شیوخ میں سے ہیں اس طرح پر روایت کی ہے: قال کنا مع جعفر بن محمد جلوسا فی الحجر فجاء ابو حنیفة فسلم وسلم علیه جعفر وعانقه وسائله حتی سأله عن الخدم فلما قام قال له بعض اھله یا ابن رسول الله ما اراك تعرف الرجل فقال ما رأیت احمق



منك اساله عن الخدم وتقول تعرف ھذا ابو حنیفة من افقه اھل بلده۔ یعنی ہم امام جعفرؒ کے پاس حجرے میں بیٹھے تھے کہ یکایک ابوحنیفہؒ آ گئے اور سلام دیا۔ امام نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور بغل گیر فرما کر مزاج پرسی کی۔ یہاں تک کہ ان کے خدام تک کو پوچھا۔ جب ابوحنیفہؒ اٹھ کر چلے گئے تو امام کے اہل میں سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ اس شخص کو جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تو بڑا ہی احمق ہے۔ اگر میں اس کو نہیں جانتا تھا تو اس کے خادموں کی خیریت کیسے پوچھتا۔ یہ ابوحنیفہؒ ہے جو اپنے شہر کے فقہاء میں سے افقہ ہے۔

دیکھو اس روایت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اگر حسب روایت ابو مطیع کے فقہائے کوفہ نے جن میں امام جعفرؒ بھی شامل تھے۔ بعد مناظرہ کے امام ابوحنیفہؒ سے اپنے باطنی خیالات کی معافی نہ مانگ لی ہوتی اور ان کی متفقہ جماعت نے ان کو سید الفقہاء کا خطاب نہ دیا ہوتا تو اس کے بعد امام موصوف اجواب محدث عبدالعزیز بن ابی رواد کے امام ابوحنیفہؒ کی اس قدر عزت محض ان کی فضیلت کی وجہ سے کیوں کرتے اور ان کے چلے جانے کے بعد ان کو فقہائے کوفہ سے افقہ ظاہر فرما کر افقہ الفقہاء کا سب سے معزز خطاب کیسے دیتے؟ پس ثابت ہوا کہ ابن شبرمہ کی روایت کو یا تو اڈیٹر اہل الذکر نے پورا پورا نقل نہیں کیا۔ یا مصنف حیات الحیوان سے ہی اس کا آخری حصہ چھوٹ گیا ہے یا خود ابن شبرمہ ہی نے کسی وجہ سے اس قصہ کو پورا بیان نہیں کیا۔

آخر میں ہم لگے ہاتھوں اس اعتراض کی بھی قلعی کھول دیتے ہیں جو اڈیٹر اہل الذکر نے حنفی مذہب کی کثرت اشاعت پر کیا ہے اور اس کو مد جلد ۲ کے صفحہ میں عنوان "حنفی مذہب کے بارے میں امام ابن حزم کی رائے" سے معنون کیا ہے جس میں پہلے محی الدین ابن عربی کے کشف سے بڑے فخر کے ساتھ

ابن حزم کو آسمان پر چڑھایا ہے۔ پھر اس کا وہ قول ادھورا نقل کیا ہے جو بستان المحدثین کے صفحہ ۱۱ میں درج ہے چونکہ ہم وہ قول بتمامہ پیچھے درج کر آئے ہیں اس لیے اس کے مکرر یہاں لکھنے کی کوئی حاجت نہیں۔ صرف اس کے جواب پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور کہتے ہیں اول تو ابن حزم کی یہ رائے کہ حنفی مذہب صرف امام یوسف کی قضاۃ کی وجہ سے مروج ہوا ہے کہ وہ قاضیوں کو امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی شرط سے مقرر کر کے بھیجا کرتے تھے آپ کے نزدیک بھی مسلم نہیں ہے۔ کیونکہ امام مالکؒ کے مذہب کی اشاعت کی نسبت بھی ابن حزم کی یہی رائے ہے کہ وہ یحییٰ بن یحییٰ شاگرد امام مالکؒ کی وجہ سے مروج ہوا ہے۔ جن کا سلطان وقت کے دربار میں اتنا رسوخ اور مرتبہ و اختیار حاصل تھا کہ کوئی قاضی ان کے مشورہ کے بغیر مقرر نہ ہوتا تھا اور حضرت یحییٰ وہی قاضی مقرر کیا کرتے تھے جو ان کا ہم دم و ہم مذہب ہوتا تھا دوسرے مذہب کا آدمی مقدمات کے فیصلوں کے لیے ہرگز قاضی نہ ہو سکتا تھا۔ پس جبکہ آپ نے امام مالکؒ کے مذہب کی حمایت کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے "ہاں مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے دینِ اسلام کی پُرنور روشنی پھیلانے کے لیے ہر زمانہ میں اہلِ حدیث کے آفتاب عالمتاب کو طالع ہی رکھا یعنی امام مالکؒ، شافعیؒ، احمدؒ، بخاریؒ، مسلمؒ، ابن تیمیہؒ، ابن حزمؒ سے لیکر حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور نذیر حسین محدث دہلوی تک اور اس زمانہ میں بھی" تو اس سے اظہر من الشمس ہے کہ ابن حزم کی حنفی مذہب کی نسبت رائے مذکور آپ کے نزدیک بھی مسلم نہیں۔ اور بالکل غیر معتبر ہے اور آپ نے حنفیوں کو محض الزام دینے کی غرض سے یہ دھوکہ دہی کی کارروائی کی ہے۔ ورنہ حنفی مذہب کی نسبت تو اس کی رائے سے سند پکڑ کر اعتراض کرنا اور مالکی کی نسبت



تو اس کی رائے سے سند پکڑ کر اعتراض کرنا اور مالکی کی نسبت بالکل اغماض کر جانا کیا معنی رکھتا ہے؟

دوم: اگرچہ آپ نے ابن حزم کی بزرگی، ابن عربی کے کشف سے ثابت کرنی چاہی ہے مگر علمائے شریعت کے نزدیک اس کی رائے کی کچھ وقعت نہیں اور وہ محض اس کے تعصب مذہبی اور اس حسد پر مبنی ہے جو اس کو ائمہ مجتہدین خصوصاً امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اور ان کے مذہب سے تھا۔ کیونکہ یہ شخص پہلے امام شافعیؒ کا مقلد تھا، پھر داؤد ظاہری کا معتقد ہوا۔ آخر میں اس کے ربقہ تقلید سے بھی نکل کر خود پیشوا و مقتدا بننے کی ہوس میں چھوٹا منہ بڑی بات بڑے بڑے دعوے اور اختراع شریعت محمدیہ میں کر کے اپنی ڈھائی اینٹ کی مسندِ مشیخت علیحدہ قائم کرنے اور ائمہ کبار کی تقلید سے لوگوں کو منحرف کرنے کی غرض سے ایسی ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کرنی شروع کیں جو انھوں نے کبھی نہیں کہیں جس کا نتیجہ حسب مثل مشہور "چاہ کن را چاہ در پیش" یہ ہوا کہ لوگوں نے خود اس کے حال میں اس طرح پر لکھا ہے: كان من بادية اشبيلية يعرف بابن حزم فنشاء وتعلق بمذهب الشافعي ثم انتسب الى داؤد ثم خلع الكل واستقل بنفسه وزعم انه امام الامة يضع ويرفع ويحكم ويشرع وينسب الى دين الله ما ليس فيه ويقول عن العلماء ما لم يقولوا تنفيرًا للقلوب عنهم۔

پھر صفحہ ۲۲۸ پر اس طرح پر لکھا ہے: وقد امتحن هذا الرجل وشدد عليه وشرد عن وطنه وجرت عليه امور لطول لسانه واستخفافه بالكبار ووقوعه في ائمة الاجتهاد بافج عبارة وافظ محاورة وامنع رد۔

اور نواب صدیق حسن کی کتاب اتحاف النبلاء کے صفحہ ۲۲۱ میں بھی اس کی
نسبت یوں لکھا ہے: "وبود کثیر الوقوع در علمائے متقدمین نزدیک نیست کہ
ہیچ یکے از بالش سالم، مدار بر حجت و لب از وے گریخت و ہدف نقد علمائے
وقت شد و بر بعض ذلیل کردند و قول او را رد نمودند و اجماع کردند بر تضلیل و
تشنیع نمودند بروے و تحذیر کردند سلاطین را از فتنہ او و نہی نمودند عوام را از
نزدیک شدن بوے و اخذ کردن از وے لہٰذا ملوک او را مدعشند و از بلاد
بدر کردند۔" دیکھو جب کہ ابن حزم کی عداوت و شرارت اور حسد کا ائمہ مجتہدین
کی نسبت یہ حال تھا تو پھر اس کی رائے نسبت شاعت مذہب امام ابوحنیفہؒ
و مالکؒ جو بالکل خلاف واقع ہے کس طرح قابل التفات ہو سکتی ہے۔ حالانکہ
اس کی یہ رائے بعینہٖ اس رائے کے مشابہ ہے جو یہود و نصاریٰ کو اسلام کی اشاعت
کی نسبت ہے کہ معاذ اللہ وہ تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو ابن حزم
نے ایسی لچر و پوچ رائے یہود و نصاریٰ ہی سے اخذ کی ہے اور تعصب و حسد
سے اس کو کچھ نہیں سوجھا۔

سوم۔ ابن حزم اور اس کے متبعین کی یہ رائے عقل و نقل کے بھی خلاف
ہے اور تمام دنیا کی تواریخ اس امر کی شاہد ہیں کہ کبھی کوئی مذہب محض سلطنت و
سیاست سے مسلّم و مروج نہیں ہوا۔ اور مشہور قول "الناس علیٰ دین
ملوکہم" مذہب سے متعلق نہیں ہے بلکہ وہ صرف طرز تمدن اور فیشن کے
متعلق ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں کہ ہم جس سلطنت کے زیر سایہ امن و چین
سے رہتے ہیں اس کی طرز تمدن اور فیشن کو اکثر لوگ کس قدر پسند کر کے اختیار
کر رہے ہیں بلکہ اس کی پسندیدگی کی یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اب
پرانے فیشن کے ہندو مسلمان لوگ خال خال دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن ان



کی مذہبی پابندی کا نمونہ بھی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے کہ خود اسی سلطنت
کے عہد سلطنت میں ۱۸۵۷ء میں جب لوگوں کو صرف اپنی ہی غلط فہمی سے
بندوق کے کارتوسوں کی نسبت جو ولایت سے تیار ہو کر آئے تھے یہ اشتباہ
پیدا ہوا کہ ان میں ممنوعہ جانور کی چربی کی آمیزش ہے اور ان کے استعمال سے
مذہب بگڑتا ہے تو یکایک ہندو و مسلمان افواج نے بگڑ کر کس قدر غدر مچا دیا
تھا جو بڑی مشکلات کے بعد فرو ہوا۔

پس جب کہ مثال بالا سے اظہر من الشمس ہے کہ حکومت کے اثر سے
صرف فیشن اور طرز تمدن کی ہی تبدیلی ہو سکتی ہے اور مذہب کے تبدل پر اس کا کوئی
اثر نہیں پڑ سکتا تو اب ہم خاص معاملہ زیر بحث کی طرف رجوع کر کے ایڈیٹر اہل الذکر
اور اس کے ہم خیال غیر مقلدین سے پوچھتے ہیں کہ اگر اسلام میں کوئی شخص حکومت
و سیاست کے دباؤ سے لوگوں کا دینی مقتدا و پیشوا بن سکتا ہے اور بزرگ۔ اس
کے مذہب و عقائد کی تقلید بطور وجوب تسلیم کر سکتے ہیں تو آپ ہمیں بتلا دیں کہ
محمد بن عبد الوہاب نجدی عرب کے ملک میں سیاست سے حرمین شریفین کے
کس قدر آدمیوں کو اپنے عقائد و مذہب کا پیرو و معتقد بنا سکا تھا جس نے اوائل
تیرھویں صدی ہجری میں نشو و نما پا کر پہلے اپنے عقائد کا اثر گاؤں بہ گاؤں پھر
کر لوگوں کے دلوں میں ڈالنا شروع کیا تھا اور جب کچھ لوگ اس کے ساتھ متفق
ہو گئے تو پھر اس نے کچھ اہل علم درعیہ مکہ شریف کے لوگوں کے عقائد بگاڑنے
کے لیے بھیج دیے مگر اہل مکہ اس کے دام میں نہ آئے بلکہ علمائے وقت
نے اس کی تکفیر کے فتوے دیے۔ اسی اثناء میں اتفاقاً جب محمد بن سعود
امیر درعیہ ملک مسیلمہ کذاب اس کے عقائد و مذہب کا پیرو ہو گیا تو اس کے بعد
اس نے اس کو یہ جگہ دے کر سیاست سے ان عقائد کی تشہیر و اشاعت

اس کی سلطنت کی وسعت کا ذریعہ ہوگی۔ ۱۲۰۵ ہجری میں حرمین شریفین پر چڑھائی
شروع کر دی اور اہل مکہ سے اپنے عقائد کو بزور شمشیر منوانا چاہا اور کئی ایک لڑائیاں اہل
مکہ سے کیں مگر اہل مکہ سے کوئی شخص بھی اس کے عقائد کا پیرو نہ ہوا۔ چنانچہ آپ
تو ۱۲۰۶ ہجری میں مر گیا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں و متبعین نے اس سے بھی
زیادہ اس کے عقائد کے پھیلانے اور لوگوں کو اس کے مقلد بنانے کی غرض سے
کئی سال تک بہت سی کارروائیاں کیں اور بڑے کشت و خون کیے۔ چنانچہ ۱۲۱۷ھ
میں شہر طائف میں بلحاظ عقیدے کے حنفیہ اور شریف و شیعہ کے وہابیوں نے ایسا
قتل عام مچایا تھا کہ جس کے بیان سے قلم کانپتی ہے۔ شیر خوار بچوں کو والدین
کی چھاتیوں پر رکھ کر ذبح کیا۔ دوکانوں اور مکانوں میں جو ملا اس کو قتل کر ڈالا
نمازی کو سلام پھیرنے کی مہلت تک نہیں دی رکوع کی حالت میں اور ساجد کو سجدہ
میں قتل کر دیا۔ ایک مکان میں بہت سے لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھ رہے تھے ان
سب کو تہ تیغ بے دریغ کیا اور مکہ شریف میں جس قدر قبے اور گنبد تھے سب
گرا دیئے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مولد کی جگہ میں جو قبہ تھا اس کو
بھی گرا دیا اور ۱۲۱۸ھ تک مکہ معظمہ میں ایسا ہی ظلم رہا لیکن مکہ والوں نے انکے
عقائد کو تسلیم نہ کیا۔ اس کے بعد ۱۲۲۰ھ سے ۱۲۲۷ھ تک ان وہابیوں نے گرد و نواح
میں [illegible] کو کما حقہ نہ ہونے دیا۔ سنہ ۱۲۲۷ھ کو اللہ تعالیٰ نے
وہابیوں پر [illegible] بھیج دی جس نے ان کو [illegible] کیا جس پر وہ
مکہ مکرمہ سے بھاگ گئے اور اہل مکہ کو ان کے شر سے نجات ملی لیکن مدینہ منورہ
اور طائف وغیرہ میں بدستور وہابیوں کا عمل و دخل رہا۔ جن کے قلع و قمع کے لیے
سلطانی حکم سے ۱۲۲۶ھ میں مصر سے ایک جرار لشکر جس کے ساتھ علامہ سید احمد
طحطاوی شارح در مختار بھی تھے روانہ ہوا جس نے ماہ ذی قعدہ ۱۲۲۷ھ میں



مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابن مضیان کو جو وہابیوں کی طرف سے حاکم تھا گرفتار
کیا چنانچہ طائف میں آکر وہابیوں کی فوج کو وہاں سے نکالا۔ جدہ [illegible] وہاں سے
[illegible] کیا اور جو سردار گرفتار ہوئے تھے ان کو مصر روانہ کیا۔ آخر کار ۱۲۳۳ھ کو مصر
درعیہ [illegible] سعود کو فتح کر کے [illegible] سعود کو گرفتار کیا اور دیگر بڑے
بڑے وہابیوں سمیت [illegible] سلطان کے حضور میں بھیج دیا جہاں شہر [illegible]
[illegible] کے آگے اس کو قتل کیا گیا اور اس طرح سے ان کے شر سے عرب کو
نجات حاصل ہوا۔ چنانچہ یہ سب حال شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان شافعی مفتی
مکہ کی کتاب خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام مطبوعہ مصر ۱۳۰۵ھ میں
۲۲۷ سے ۲۳۳ تک مفصل لکھی ہے۔ پس جبکہ خود محمد بن عبدالوہاب نجدی اور
اس کے متبعین وہابیہ عقائد کو آپ کے خیال میں سراسر احکام قرآن و اتباع سنت
[illegible] سمجھتے تھے اس خیر زمانہ میں جب کہ بدعت کا [illegible]
اہل مکہ سے بزور سیاست و حکومت تسلیم نہیں کرا سکے اور ان کو وہابیہ عقائد کے
مقلد نہیں بنا سکے تو پھر کچھ عقل کو بھی تو کام میں لانا چاہیئے کہ [illegible]
[illegible] اپنی [illegible] خیر القرون کے زمانہ میں جب کہ قرآن و سنت
کے [illegible] ابوحنیفہ کے مذہب کی تقلید [illegible]
[illegible] اس کے ہم خیال لوگوں کے نزدیک مشرک فی الصورۃ و بدعت
ہے کس طرح مروج کر سکتے تھے۔

اسی طرح جب مولوی محمد اسمعیل دہلوی نے ہندوستان سے عرب میں [illegible]
[illegible] وہابیوں کے وقت پہنچ کر محمد بن عبدالوہاب کے عقائد سے مستفید ہو کر ان
کو ہندوستان میں رواج دینا چاہا تو مولویوں کی مخالفت سے تنگ آکر جہاد و
احیائے سنت کے بہانہ سے سرحد پشاور کا رخ کیا اور وہاں کئی ایک لڑائیاں بھی

کیں جو سوائے کچھ نتیجہ نکلا کر بالاکوٹ کے معرکہ میں ۱۲۴۶ھ میں خود
اپنی بھی جان کھو دی اور کسی کو سیاست سے وہابی عقائد کا معتقد نہ بنا سکے۔ ہر
وہابیہ مذہب کو جو ہندوستان میں کسی قدر رواج ہوا ہے تو وہ صرف مولوی اسمٰعیل
کے دھکوں اور ان کی تالیف و تصنیف سے ہوا ہے۔ مگر ان مرحوم کی مستقلہ
رائے پر کاربند ہو کر دہلوی مولوی صاحب نے جو کارروائی شروع کی تھی اس کا نتیجہ
جو انگریزوں نے بھگت لیا ہے وہ ظاہر ہی ہے۔

چہارم: امام ابو حنیفہؒ کی تقلید تو ان کی حیات ہی میں شروع ہو گئی تھی اور
زمانہ کے حالات بھی اس امر کے مقتضی تھے کہ ان کی تقلید فوراً شروع ہو جاتی۔
کیونکہ جس زمانہ میں امام ہمام نے نشوونما پایا تھا اس وقت علم کی حالت ایک دریائے
ناپید اکنار کی شان تھی۔ احادیث و روایات کے سلسلے کے صرف زبانی یاد ہونے
سے ان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ لگ رہا تھا۔ علمائے نامدار و فقہائے امصار
استفتا کے وقت جب اپنی اپنی یادداشتہ روایات سے کام نہ لے سکتے تھے۔
تو اجتہاد سے فتویٰ دیتے تھے مگر اجتہاد و استنباط کا کوئی قاعدہ نہ تھا اور نہ ہی
صحیح و ضعیف، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، محکم و متشابہ اور اقوال و روایات
کی شناخت کا کوئی معیار مقرر تھا۔ اس پر جب امام ابو حنیفہؒ نے ۱۲۰ ہجری میں بعد
وفات اپنے استاد امام حماد کے اہل کوفہ کی استدعا سے مسند تدریس پر زینت
جلوس فرمایا تو آپ نے اپنے ایک جم غفیر اصحاب کے مشورہ و امداد سے پہلے پہل
جس امر کی طرف اپنی ہمت کو مصروف کیا وہ یہی تدوین علم اور اصول فقہ و حدیث
کی داغ بیل تھی جس نے دوسرے ائمہ کو بھی بیدار کر دیا۔ بلکہ بعض نے آپ
کی تقلید میں تدوین حدیث وغیرہ شروع کر دی۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی
شافعی نے تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۳۲ میں امام ابو حنیفہؒ کی نسبت یوں لکھا



ہے: ثم انه اول من دون علم الشريعة ورتبه ابوابا ثم تابعه مالك
بن انس في ترتيب الموطا ولم يسبق ابا حنيفة احد لان الصحابة
رضي الله عنهم والتابعين لم يضعوا في علم الشريعة ابوابا
مبوبة ولا كتبا مرتبة وانما كانوا يعتمدون على قوة حفظهم
فلما رأى ابو حنيفة العلم منتشرا وخاف عليه الضياع دونه
فجعله ابوابا مبوبة فبدأ بالطهارة ثم بالصلاة ثم بسائر العبادات
ثم المعاملات ثم ختم الكتاب بالمواريث وانما ابتدأ بالطهارة
والصلوة لانهما اهم العبادات وانما ختم الكتاب بالمواريث
لانها آخر احوال الناس وهو اول من وضع كتاب الفرائض وكتاب
الشروط ولهذا قال الشافعي رضي الله تعالى عنه الناس
عيال على ابي حنيفة في الفقه۔

اور غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں بحوالہ مسند خوارزمی سیف الائمہ سائلی سے
اس طرح پر مروی ہے کہ "یہ بات مشہور ہے کہ حضرت امام نے علماء تابعینؒ سے
چار ہزار اساتذہ کی شاگردی کی اور علم فقہ و حدیث کو حاصل کیا لیکن اپنے علم پر
کبھی اس وقت سے فتویٰ نہ دیا جب تک کہ حضرت نے اجازت دی تو آپ
جامع مسجد کوفہ میں مجلس کے صدر بیٹھے اور ایک ہزار شاگرد آپ کے پاس جمع
ہوئے جن میں سے فاضل تر و بزرگ تر چالیس شخص تھے جن کو اجتہاد کا رتبہ
حاصل تھا سو ان کو آپ نے اپنا مقرب کر کے کہا کہ تم میرے راز دار و غمگسار
ہو میں نے اس فقہ کے گھوڑے کو تمہارے لیے لگام دے کر اور زین کو کس
کر تیار کر دیا ہے سو تم میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھ کو دوزخ کا پل بنایا ہے۔ غیر
لوگ پار ہوتے ہیں اور بوجھ میری پیٹھ پر ہے بعض وقت تقلید سے بات

چاہیے تھے جس [illegible] [illegible] قابل ہوگا تو اس کا علم [illegible] سے
ہوگا۔ پس امام کی [illegible] [illegible] تو مجتہد [illegible] سے مشورہ
اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے پاس تھے
ان کے [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] مسائل [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] فقہ کو
اسی طرح [illegible] [illegible] [illegible] جو [illegible]
انتہی۔

[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
اور [illegible] [illegible] [illegible] اس کو [illegible]
اور [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
فقہ کی ترقی ہوئی [illegible] [illegible]
مدون کیا [illegible] [illegible]
اور آپ [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] کر دیا۔
اور [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
فائدہ پہنچ رہا ہے۔ انتہی۔
پس جب امام [illegible] [illegible] [illegible]



[illegible] مجتہد [illegible] [illegible] سب [illegible]
[illegible] اصول فقہ و حدیث [illegible] قرآن و حدیث [illegible]
[illegible] کوشش [illegible] [illegible] مسائل [illegible]
[illegible] اجتہادی [illegible] مسائل کی تحقیقات [illegible] سے
[illegible] [illegible] امام ابو یوسف [illegible]
[illegible] روایات [illegible] کتب [illegible] جامع صغیر، جامع کبیر
[illegible] سیر کبیر، کتاب الآثار [illegible] [illegible] سے
جمع کر کے [illegible] [illegible] کی طرف رجوع
[illegible] [illegible] [illegible] کوشش [illegible]
[illegible] فرمان [illegible] [illegible] حضرت علی
[illegible] [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
مقدمات [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] فتوے دینے میں
ان دقتوں [illegible] مشکلات سے [illegible] [illegible]

کہ مسئلہ قاعدہ اجتہاد سے حکم میں اختلاف کرانے کے وقت عامۂ خلائق کے اس قائم رہنے کی مانند ہو جاتی تھیں۔ اس لیے بادشاہانِ وقت نے بھی اسی مذہب کی تقلید کی اور تمام مخلوقات میں تو اسی مذہب کا اس قدر رواج ہوا کہ عرب و عجم کے علاوہ تھوڑے ہی عرصہ میں غیر اقوام میں چین تک بھی جا پہنچا چنانچہ دیگر تواریخ کے علاوہ مقتدائے غیر مقلدین نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب ریاض المرتاض و غیاض الریاض کے صفحہ ۲۱۲ میں سد سکندری کا حال بیان کرتے ہوئے اس طرح پر لکھتے ہیں: در کتاب مسالک الممالک نوشتہ علاقی عباسی [illegible] حقیقت سد آگاہی یافتہ شد در صد و بیست و ہشت ۲۲۸ [illegible] تمام ترجمان را با پنجاہ نفر [illegible] دور اعلام تحیص آن فرستاد [illegible] گزشتہ بسر زمینی رسیدند کہ [illegible] ناخوش بوی آمدہ [illegible] و بسر زمینی [illegible] بنظر پریشان آمد و قلعہ کوچکی در آن نشستہ بودند [illegible] آبادی نشانی نداشت [illegible] کردند بعضی رسیدند نزدیک کوہی [illegible] در شب آب است [illegible] ملک بود [illegible] آنجا [illegible] اسلام داشتند و مذہب حنفی و زبان عربی و فارسی میگفتند۔ الخ۔ دیکھو اس سے مذہب حنفیہ کی قدامت و اشاعت کا کیسا صریح پتہ ملتا ہے پھر کس قدر [illegible] ہے کہ یہ مذہب سلطنت کی مدد سے رواج پذیر ہوا۔ جب کبھی نہیں کر دیتے کہ اس مذہب نے اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اوپر ہو چکا ہے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا اور چار دانگ عالم میں اس کا ڈنکا بج گیا تھا۔ اب ذیل میں ہم اہل انصاف سے پوچھتے ہیں کہ حدود ملک چین یا سد سکندری کے پاس رہنے والے مسلمانوں کو کس صاحب سلطنت نے مذہب حنفیہ کا مقلد بنایا؟ کیا وہاں بھی امام ابو یوسف کی سیاست کا پہنچ گیا تھا؟



[illegible] یہ بحث تو درمیان میں بجواب معترض کے طور پر آگئی ہے اب ہم پھر اپنے اصل مقصد کی طرف عود کرتے ہیں کہ غیر مقلد یا معترض کا [illegible] کا کذب ہے خیانت اور دھوکہ دہی سے عبارت میں ترمیم کرکے یہ حصہ دکھا دیتے ہیں تاکہ عوام کو اس طرح [illegible] اور ایسے حصے کو دانستہ حذف کر دیتے ہیں جس سے بات صاف ہو کر معترض کا خود [illegible] ہو جائے [illegible] کہیں کہیں [illegible] ان عبارت میں ابن [illegible] کی روایت [illegible] صورت سے [illegible] کی ہے اور اگر [illegible] وسعت [illegible] تسلیم کر لیا جائے [illegible] اس سے بیان [illegible] ہے۔ تو حیات الحیوان کا یہ حوالہ خود بخود کچھ فائدہ نہیں دیتا [illegible] کے متعلق [illegible] ہوگا کہ حیات الحیوان کیسی کتاب ہے معتبر ہے یا نامعتبر اور کس زمانہ میں کس نے تصنیف کی ہے [illegible] کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری شافعی متوفی ۸۰۸ھ کی تصنیف ہے [illegible] ۷۷۳ھ [illegible] کی پھر ایسی کتاب [illegible] صدی میں تصنیف کی گئی اور جو کوئی مسند بھی نہیں ہے [illegible] سے لکھا جانا [illegible] ہونا [illegible] کے ہے کونسی حجت ہو سکتی ہے علاوہ [illegible] معتبر کتاب نہیں ہے۔ [illegible] اس کتاب کی نسبت لکھا ہے [illegible] رطب و یابس کا مجموعہ ہے پھر ایسے غیر معتبر مجموعہ رطب و یابس کتاب سے استدلال کرنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ مزید کشف الظنون میں [illegible] سخاوی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ہو ضعیف مع کثرۃ [illegible] شیء انی شیء ما [illegible] فیہ ما ہو موضوع [illegible] الصغیر [illegible] اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ ابن [illegible] کے [illegible]

نقل کردہ قصہ صحیح ہو ... [illegible] واقع ہو ... [illegible] کس کتاب میں
کتاب الاستطراد ... [illegible] کی طرز اختیار کی گئی ہے۔ پھر ... [illegible]
... [illegible] مصنف کی ... [illegible] کتاب کی روایت کا کیا ... [illegible]
کی اصلیت ... [illegible] ایک ... [illegible] نقل ... [illegible]
... [illegible] اپنا معتقد ... [illegible] دونوں میں ... [illegible]
صاحب ... [illegible] کتاب ... [illegible] ۲۲۵ ... [illegible]
ہیں۔ یہ حکایت ... [illegible]
... [illegible] سمجھتے تھے ... [illegible]
... [illegible] قیاس سے ... [illegible]
... [illegible] حضرت صادق علیہ السلام کی ... [illegible]
... [illegible]۔

... [illegible] حال ... [illegible]
... [illegible] سے ... [illegible]
حضرت ... [illegible] صادق ... [illegible]
... [illegible] رکھتے تھے اور ... [illegible]
... [illegible] قیاس سے ... [illegible] امام ابو حنیفہ ... [illegible]
... [illegible] حضرت امام جعفر صادق ... [illegible]
... [illegible] تحقیقات ... [illegible]



... [illegible] سبب ... [illegible] کی باتوں کی بنا پر
... [illegible] نے ... [illegible] ثابت ... [illegible]
... [illegible] کا ... [illegible] اہل ... [illegible]
... [illegible] صدیق حسن ... [illegible] ہو۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

... [illegible] کے اس قول سے صاف ثابت ہو گیا کہ ... [illegible] قصہ
... [illegible] ہے اور ... [illegible] حضرت امام ابو حنیفہؒ ... [illegible] جعفر صادق
... [illegible] نقل کر ... [illegible]
صاحب کی ... [illegible] فضیلت ثابت ہوتی ہے ... [illegible]
... [illegible] اللبیب ... [illegible]
... [illegible] معتبر ... [illegible]۔

## امام ابو حنیفہؒ اور انکا اجتہاد

... [illegible] مضمون کا جواب ... [illegible]
... [illegible] ۱۳۲۶ھ میں ... [illegible]
... [illegible] مضمون ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] مضمون ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] مضمون ... [illegible]۔

ہم نے جہاں تک اس مضمون پر غور کیا ہے یہی کہ از سر تا پا معیوب و مردود پایا ہے اور مضمون نگار اگر جہل مرکب کی مرض میں مبتلا نہ ہوتا اور اس کو اس مضمون کی لغویت معلوم ہوتی تو اس کو شائع کر کے اپنی خفت نہ کراتا۔ کاش وہ خیال کرتا کہ جھوٹ اور بے ہودہ کہنے سے اپنا منہ ملوث ہوتا ہے اور پاک لوگوں کی شان میں گستاخی کرنے سے اپنی ہی عاقبت خراب ہوتی ہے۔

• چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد      میلش اندر طعنہ پاکان کند

مضمون نگار کی غرض و غایت اس مضمون کے لکھنے سے یہ ہے کہ وہ حضرت امام الائمہ ابو حنیفہؒ کی نسبت یہ ثابت کرے کہ وہ نہ مجتہد تھے اور نہ محدث اور نہ ان کی کچھ علمیت تھی اور نہ فقاہت۔ حالانکہ تمام اسلامی دنیا شرق سے غرب تک اس بات کی قائل ہو چکی ہے کہ علم و فقہ اور اجتہاد و محدثیت میں کوئی امام بھی امام ممدوح کے پایہ کو نہیں پہنچا۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس مضمون پر بالاستیعاب بحث کر کے اس کی پوری تردید کریں اور پہلے اس کی عبارت کا اصل نقل کر کے پھر اس کا جواب بترتیب دیں۔ چونکہ مضمون نگار غیر مقلد وہابی ہے اور راقم کمترین حنفی۔ اس لیے اس کی عبارت کے اوپر لفظ وہابی اور اپنے جواب کی ابتدا میں حنفی کا لفظ لکھا جائے گا۔ اب ناظرین غور سے سنیں۔

**وہابی:** ہمیں یہ غور کرنا چاہیے کہ مجتہد جن بزرگوں میں گزرے ہیں اور جن کو اب ہم مجتہد مانتے ہیں ان کی شان نفس اجتہاد میں کیسی ہے ان کے اجتہاد کو محدثین وقت نے تسلیم کیا ہے یا نہیں۔ ہم اس اصول پر جہاں تک غور و نظر ڈالتے ہیں امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ وغیرہم مجتہد مانے گئے ہیں۔ ان کے اجتہاد میں کسی امام محدث کو انکار نہیں۔ ان حضرات کے نفس اجتہاد پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا بجز امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد پر اکثر محدثین اور خود ائمہ ثلاثہ کو اعتراض رہا ہے۔



**حنفی:** بیشک ہے کہ اس موقع پر ہمارے دوست وہابی نے ائمہ ثلاثہ کو تو مجتہد مان لیا ہے کیونکہ ان لوگوں کا اصول تو یہ ہے کہ: ؎ من خود پدرم پدر را چہ کنم ۔ ہم خود مجتہد ہیں دوسرے کا اجتہاد کیوں مانیں۔ ہاں ہمارے مہربان حیدرآبادی کے نزدیک ائمہ اربعہ میں سے تین امام تو مسلم الاجتہاد ہیں اور ان کے اجتہاد پر کوئی (حنفی ہو یا وہابی) اعتراض نہیں کر سکتا۔ لیکن امام الائمہ ابو حنیفہؒ کو وہ مجتہد نہیں مانتا اور اس کی دلیل یہ گردانتا ہے کہ باقی ائمہ کے اجتہاد سے کسی امام یا محدث کو انکار نہیں، لیکن امام ممدوح کے اجتہاد پر اکثر محدثینؒ اور خود ائمہ ثلاثہ کو اعتراض رہا ہے اس کا جواب ہم بجز اس کے کیا عرض کریں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ ہمیں تعجب ہے کہ گستاخ وہابی نے کس دلیری سے علی رؤس الاشہاد یہ جھوٹا جملہ لکھ دیا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد پر محدثین اور ائمہ ثلاثہ کو اعتراض رہا ہے حالانکہ تمام محدثین اور ائمہ ثلاثہ امام ممدوح کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں اور موافق و مخالف سب ان کے اجتہاد و فقاہت کی تعریف کرتے ہیں۔ اس بارہ میں مخالف کی تکذیب کے لیے ہم پہلے ائمہ ثلاثہ کے اقوال اور بعد ازاں کبار محدثین کی شہادتوں سے ثابت کریں گے کہ حضرت امام ہمام علم و فقہ و ورع و زہد، اجتہاد و محدثیت میں سب سے بڑھ کر تھے۔

## امام مالکؒ کی شہادت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم اور فقہ و اجتہاد کے بارہ میں امام مالکؒ کی رائے حسب ذیل تھی کتاب کردری صفحہ ۲۱ ج۲ میں لکھا ہے۔ ذکر الصیمری باسنادہ عن ابن المبارکؒ قال کنت عند مالکؒ اذ جاءہ رجل فرفعہ فلما خرج قال اتدرون من ھذا۔ ھذا ابو حنیفۃ لو قال ھذہ الاسطوانۃ من ذھب لقام بحجتہ لقد وفق اللّٰہ تعالیٰ لہ الفقہ حتی ما علیہ کثیر

مؤنة مشر قدم علیه الثوری فجلس دونه فلما خرج قال هذا
صعب ان دوذکر فقهه و ورعه۔ یعنی محدثین کے پیشوا ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں
امام مالکؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا امام مالکؒ نے اس کو بلند جگہ پر جگہ دی جب
چلا گیا تو کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ شخص کون ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ ہے۔ ان کی حیثیت کا یہ عالم ہے،
کہ اگر وہ اس ستون کو کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو دلیل سے اس دعویٰ کو ثابت کر دکھائے۔ انہیں
اس کا عقل میں ایسی توفیق بخشی ہے کہ اس میں اس کو کوئی مشکل حائل نہیں ہوتی۔ پھر امام ثوریؒ
آئے تو ان کو اس درجہ سے نیچے جگہ دی جب چلے گئے تو کہا یہ سفیان ہے اور ان کی
فقاہت اور تورع کا ذکر کیا۔ علامہ موفق بن احمد مکی نے کتاب مناقب ابی حنیفہؒ ص ۳۳ ج ۲
میں لکھا ہے حدثنی اسحق بن ابی اسرائیل سمعت محمد بن عمر الواقدی
یقول کان مالک بن انس کثیرا ما کان یقول بقول ابی حنیفة وینتقده
وان لم یکن یظهره یعنی اسحٰق بن اسرائیل جو ابو داؤد و نسائی کے شیوخ میں سے
ہیں روایت کرتے ہیں کہ اسحٰق بن عمر واقدی شاگرد امام مالکؒ کہتے تھے کہ امام مالکؒ اکثر
امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق حکم دیتے تھے اور ان کے قول کو تلاش کرتے تھے خواہ ظاہر
نہ کریں۔ نیز اسی صفحہ میں اسحٰق بن محمد بن عبد الرحمن عمر القروی شاگرد امام مالکؒ سے اسی
طرح روایت کی ہے۔ قال کان مالک ربما اعتبر بقول ابی حنیفة فی
المسائل یعنی امام مالکؒ اکثر مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کے قول کو معتبر سمجھتے تھے۔
دیکھو پہلی روایت سے ثابت ہے کہ امام مالکؒ نے ملاقات کے وقت امام ابو حنیفہؒ
کی فضیلت کا خود خیال کر کے ان کو بلند جگہ دی۔ پھر جب سفیان ثوریؒ صاحب
آئے تو ان کو ان سے نیچے بٹھایا اور پھر ان کے روبرو امام صاحب کی قابلیت اور
قوت استدلال کو اس مبالغہ سے بیان کیا کہ اگر آپ بالفرض ایک امر مستحیل الثبوت
پر بھی دلیل قائم کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ اور دوسری دو روایتوں سے ثابت ہے کہ امام



مالکؒ باوجود خود مجتہد ہونے کے اکثر مسائل کے فیصلہ کے وقت امام ابو حنیفہؒ کے قول کی
تلاش کرتے تھے اور اکثر اوقات ان کے ہی قول پر فتویٰ صادر فرمایا کرتے تھے ان روایات
علاوہ ایسے ثبوتوں سے امام مالکؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی کمال مدح و تعریف ثابت ہوتی ہے یہ
بھی ثابت ہوتا ہے کہ امام کا رتبہ امام مالکؒ سے فضیلت و کمال اور علم و اجتہاد میں برتر تھا،
اور آپؒ واقعی امام اعظم تھے۔

## امام شافعیؒ کی شہادت

حضرت امام شافعیؒ نے تو حضرت امام ابو حنیفہؒ کی جا بجا تعریف و توصیف بیان فرمائی،
اور ان کی عظمت و فضیلت کا اعتراف کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے اپنی کتاب
خیرات الحسان کے ص ۳۳ میں لکھا ہے، عن الربیع قال قال الشافعی الناس
عیال فی الفقه علی ابی حنیفة ما رأیت ای علمت احدا افقه منه یعنی
ربیع بن سلیمان شاگرد امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ تمام لوگ فقہ میں
امام ابو حنیفہؒ کے عیال ہیں۔ میں نے کوئی شخص بھی ابو حنیفہؒ سے افقہ نہیں دیکھا۔ نیز انہی کی
دوسری روایت میں ہے۔ من لم ینظر فی کتبه لم یتبحر فی العلم
ولا یتفقه۔ یعنی جس شخص نے امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں میں نظر نہیں کی، وہ علم و فقہ
میں کبھی تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔ نیز کتاب مذکور میں حرملہ بن یحییٰ شاگرد امام شافعیؒ سے
روایت ہے۔ قال الشافعی من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال
علی ابی حنیفة ممن وفق له الفقه۔ یعنی امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص فقہ
میں تبحر ہونا چاہے وہ امام ابو حنیفہؒ کا محتاج رہے کیونکہ آپ ہی کو فقہ میں کامل توفیق ملی
ہے۔ علامہ کردری نے اپنی کتاب ص ۵۵ ج ۲ میں امام محمد شاگرد امام ابی حنیفہؒ کے ذکر میں
لکھا ہے: ذکر الدیلمی عن الامام الشافعی قال ما لقیت اعتبر من بین حماقت

من [illegible] لو کان یکلمهم علی قدر عقله ما فهموا کلامه ولکنه کان یکلمنا علی قدر عقولنا۔ یعنی ربیع نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دس سال امام محمدؒ کی صحبت کی [illegible] تصنیفات اس قدر [illegible] اٹھاتے مگر امام محمدؒ اپنی عقل و فہم کے مطابق ہم سے کلام کرتے تو ہم ان کی کلام کبھی نہ سمجھ سکتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقل و فہم کے مطابق کلام کرتے تھے۔ نیز کتاب مذکور کے صفحہ ۵۸ میں ہے: ذکر السمعانی عن الشافعی [illegible] من الله علی فی العلم برجلین فی الحدیث بابن عیینة وفی الفقه بمحمد۔ یعنی امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علم میں دو شخصوں سے مدد دی، حدیث میں ابن عیینہ اور فقہ میں امام محمدؒ سے۔ اور کتاب درمختار صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے: قال الامام الشافعی من اراد الفقه فلیلزم اصحاب ابی حنیفة فان المعانی قد تیسرت لهم واللہ ما صرت فقیها الا بکتب محمد بن الحسن۔ یعنی امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جو فقہ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب سے سیکھے کیونکہ معانی ان کو ہی میسر ہوئے ہیں۔ بخدا میں امام محمدؒ کی کتابیں پڑھ کر فقیہ بنا ہوں۔

روایات بالا پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ کے دل میں کس قدر عظمت حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی تھی۔ آپ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فقہ میں تمام فقہاء [illegible] حضرت امام محمدؒ کی عیال ہیں۔ اور جس نے امام صاحب کی کتب [illegible] وہ فقاہت یا تبحر فی العلم کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا۔ امام صاحب تو کجا خود حضرت امام محمدؒ جو امام صاحب کے شاگرد ہیں ان کے علم کی نسبت امام شافعیؒ [illegible] اگر وہ اپنی حیثیت کے مطابق کلام کرتے تو امام شافعیؒ جیسے امام مجتہد اس کو سمجھ بھی نہ سکتے ورنہ آپ نے جو کچھ سیکھا ان سے اور ان کی کتب [illegible]



سے سیکھا ہے [illegible] جو کچھ ہیں [illegible]
[illegible] چہ کمی است کہ چشم [illegible]

## امام احمدؒ بن حنبل کی شہادت

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے امام صاحب اور ان کے شاگردوں کی نسبت روایت [illegible] ہے۔ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان کے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے: قال [illegible] حنبل [illegible] ابی حنیفة [illegible] یعنی امام احمد بن حنبلؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی نسبت کہا ہے کہ آپ علم و ورع و زہد و ایثار آخرت میں ایسے درجہ پر تھے جو کسی کو نہیں ملا۔ علامہ کردری نے اپنی کتاب مناقب صفحہ ۲۰۲ میں امام ابو یوسفؒ شاگرد امام ابوحنیفہؒ کے ذکر میں لکھا ہے: [illegible] قال [illegible] یعنی عباس بن محمدؒ سے [illegible] روایت ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جب [illegible] طلب حدیث میں امام ابو یوسفؒ کے [illegible] اور لوگوں سے حدیث لکھی۔ [illegible] روایات [illegible] ان دونوں [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے [illegible] اسی مستند کتب سے اور [illegible] وہ تو سب امام کے اجتہاد [illegible]

اسے سیلاب میں بہ گئے کا حق نہیں ہے کہ لَقَنْتُ اللُّؤْلُؤَ الْمُخْبِي۔

## محدثین کی شہادت

[illegible] کی شہادتیں گزر چکی ہیں، اب ہم علم و فن حدیث اور محدثین کی شہادتیں پیش کرتے ہیں جن سے حضرت امام صاحب کی صحابیت، واقفیت وغیرہ کی تعریف کی ہے۔ سوتے ذیل ہے کہ محدثین حضرت سفیان ثوری کے حوالے سے تقریب امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تعبیر [illegible] امام کرتے تھے قول کیے جاتے ہیں جو کہ امام صاحب کے ہم عصر [illegible] کرنے والوں نے امام صاحب کی عظمت کو ماں تک تسلیم کی ہے۔

**سفیان ثوریؒ:** کتاب کردری جلد ۲ و حضرت عثمان کے صفحہ [illegible] میں بروایت عبد اللہ بن مبارک امام ابو حنیفہ کی نسبت حضرت سفیان ثوریؒ کا قول اس طرح پر روایت ہے۔ وکان والله شديد الاخذ للعلم [illegible] عن محارم الله يأخذ بما صح عنه عليه السلام شديد المعرفة بالناسخ والمنسوخ وكان يطلب احاديث الثقات والآخر من فعل النبي [illegible] وما ادرك عليه علماء الكوفة [illegible] اخذ به وجعله دينه وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما [illegible] نستغفر الله [illegible] یعنی ابو حنیفہ علم کے اخذ کرنے میں بہت سخت و محتاط تھے، حرام کا انسداد کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو پایہ صحت کو پہنچی ہو، ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی طاقت رکھتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی تلاش رہتے تھے جس کی پیروی پر جس بات پر جمہور علماء کو متفق دیکھتے تھے، اس سے تمسک پکڑتے اور اسی کو



[illegible] دین و مذہب قرار دیتے تھے۔ قوم نے آپ پر بے جا طعن و تشنیع کی تو ہم نے بھی خاموشی اختیار کی جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی آپ کے حق میں بعض غلط الفاظ نکلے۔

۲۔ **عبد اللہ بن مبارکؒ نے کہا ہے** من [illegible] عن [illegible] [illegible] مسالة [illegible] [illegible] صحابه ويقول [illegible] [illegible] یعنی ثابت ہے شاگرد ثوری جو امام بخاری کے استاذ و ثوری کے راوی سے ہیں، کہتے ہیں کہ جب ہم ثوری کو کسی مسئلہ میں کوئی مشکل پیش آتی تو کہتے تھے کہ اس کا بہتر جواب وہی شخص دے سکتا ہے جس سے ہم حسد کرتے ہیں۔ (یعنی امام ابو حنیفہؒ) پھر امام صاحب کے شاگردوں سے پوچھتے تھے کہ تمہارے امام نے اس بارے میں کیا فتویٰ دیا ہے۔ پھر جواب کو یاد کر لیتے تھے اور اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

۳۔ **حافظ جلال الدین سیوطی** (جو شافعی المذہب ہیں) تبییض الصحیفہ کے صفحہ [illegible] میں لکھتے ہیں: روى الخطيب عن محمد بن [illegible] المشرقي [illegible] اختلف الى ابى حنيفة والى سفيان فآتي ابى حنيفة [illegible] من حيث ما قول [illegible] سفيان [illegible] من عند رجل [illegible] عنقمة والاسود [illegible] [illegible] في مسألة [illegible] [illegible] يعقوب من ابن جئتنا قول من عند ابي حنيفة فيقول لقد جئت من عند افقه [illegible] [illegible] سے [illegible] روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور امام سفیان دونوں کی صحبت میں مختلف اوقات میں جایا کرتا تھا۔ جب امام ابو حنیفہ کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے تھے کہ کہاں سے آتے ہو۔ میں کہتا تھا

سفیان کے پاس سے [illegible] تھے [illegible] شخص کے [illegible]
گزرے [illegible] میں اس وقت موجود ہوتے تو ہر شخص کے [illegible]
سفیان کے پاس جا [illegible] بیٹھے تھے [illegible] سے پہلے [illegible]
کہ امام ابوحنیفہ کے [illegible] کہتے تھے کہ [illegible] شخص کے پاس سے آیا
ہے جس [illegible] پر کوئی تعجب نہیں ہے۔

فوائد میں لکھا ہے: قال سفیان الثوری کنا بین یدی ابی حنیفة
کالعصافیر [illegible]
یعنی سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ہم امام ابوحنیفہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے
چڑیاں ہوتی ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ سید العلماء ہیں۔

دیکھو امام سفیان ثوری کے [illegible] آل حضرت [illegible] تو ثابت
فقاہت [illegible] حدیث کے [illegible]
امام ابوحنیفہ [illegible] کے [illegible]
آپ کا [illegible] حدیث [illegible]
[illegible]
[illegible] کی تحقیق [illegible]
نہیں قول پر فتوی دیتے تھے اور آپ کو [illegible] الارض تسلیم کرتے اور آپ کے
مقابلہ میں اپنے آپ کو [illegible]
[illegible] ہوں گے [illegible] تھے [illegible]
کے [illegible] حدیث [illegible]
[illegible] ہے۔

ع چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر



۷۔ امام الاعمش: جن سلیمان بن مہران متوفی ۱۴۸ھ جن کی تعریف میں تقریب
تقریب نے ثقہ، حافظ، عارف بالقراءۃ، ورع کے الفاظ لکھے ہیں اور [illegible]
صحاح کی اعلیٰ روات سے ہیں۔ خیرات الحسان کے ص۳۳ میں ان کی [illegible]
کے حق میں [illegible] ہے۔ وسئل الاعمش عن مسئلة فقال انما یحسن
جواب هذا النعمان بن ثابت [illegible] بارک له فی علمه یعنی اعمش
سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے کہا اس کا اچھا جواب نعمان بن ثابت ہی دے سکتے
ہیں اور میرے خیال میں خدا نے ان کے علم میں بڑی برکت بخشی ہے۔

[illegible] کتاب کے ص[illegible] میں لکھا ہے: وروی الحمیدی عن ابی یوسف
[illegible] الاعمش [illegible] فقال [illegible]
ما تقول [illegible]
[illegible] فقال الاعمش [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اعمش کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان سے چند مسائل پوچھے۔ آپ نے
امام ابوحنیفہ سے [illegible] کہ آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ جب آپ نے جواب دیا تو
اعمش نے کہا کہ آپ کو یہ معلومات کہاں سے حاصل ہوئے۔ امام ابوحنیفہ نے [illegible]
ان احادیث سے جو کہ آپ سے روایت کی ہیں [illegible] حدیث کو مع
اسناد کے بیان کر [illegible] اعمش نے فرمایا کہ آپ سے [illegible] ہے جو
احادیث میں نے سو دنوں میں آپ کو بیان کی تھیں وہ آپ نے ایک ساعت میں
[illegible] جماعت [illegible]

آپ اگر طبیب ہیں تو ہم لوگ دوا فروش ہیں اور اے شخص تو نے تو دونوں طرف ، فقہ و حدیث سے حصہ وافر حاصل کیا۔

دیکھو ان دو روایات سے امام اعظم کی کس حیثیت کی کیسی زبردست شہادت ملتی ہے کہ امام اعمش جیسے جلیل القدر امام حدیث ان سے مسئلہ دریافت ہونے پر یہ فرماتے ہیں کہ اس کا حسن جواب تو امام ابوحنیفہؒ ہی دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے علم میں عجیب برکت بخشی ہے اور پھر دوسری روایت میں امام صاحبؒ کے اس کمال کی داد دیتے ہوئے کہ جو حدیثیں ہم نے بیان کیں آپ نے ایک گھڑی میں ان کا بیان کر دیا ہے تو یہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دوا فروش ہیں اور تم لوگ طبیب ہیں اور ہم لوگ محدثین دوا فروش ہیں۔ غیر مقلد صاحب کو تبہ مقلدہ وائمہ تین اس دلیل سے قرار دیتے ہیں کہ آپ تو شمار نہ ہر دو کمال رکھتے ہیں یعنی دوا فروش بلکہ تنہا ہی ہیں اور طبیب اور فقیہ بھی۔ اللہ اکبر امام صاحبؒ کی حیثیت پر اس سے بڑھ کر شہادت کیا چاہیے۔

شعر آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۳۔ عبد اللہ بن المبارکؒ متوفی ۱۸۱ھ جن کی تعریف تقریب میں ثقہ ثبت فقیہ عالم جواد مجاہد جمعت فیہ خصال الخیر لکھی ہے اور صاحب اتحاف النبلاء نے لکھا ہے کہ آپ نے امام مالکؒ سفیان الثوری سفیان بن عیینہؒ وغیرہ وغیرہ جیسے مشاہیر سے روایت کی اور علم حاصل کیا ہے اور امام احمدؒ ان کے شاگردوں سے ہیں پھر یہ بھی لکھا ہے کہ آپ پہلے امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سے تھے ان کی وفات کے بعد مدینہ منورہ میں جا کر امام مالکؒ کی شاگردی کی اور ان سے تفقہ حاصل کیا تو آپ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی نسبت اس طرح سے شہادت دیتے ہیں جو حیرات الحسان کے صفحہ ۲۱ میں اس طرح پر لکھی ہے، قال عبد اللہ لیس احد احق ان یقتدی من ابی حنیفۃ لانہ کان اماما تقیا ورعا عالما فقیہا کشف العلم



کشفا لم یکشفہ احد ببصر وفہم وفطنۃ وتقی یعنی امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی شخص اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اس کی تقلید کی جائے کیونکہ وہ ایک امام متقی پرہیزگار، عالم فقیہ تھے انہوں نے علم کو ایسی بصارت فہم، ذکاوت اور تقویٰ سے کھولا ہے ایسا کسی نے نہیں کھولا۔

دیکھو محدثین کے پیشوا نے کس زور سے امام اعظمؒ کی فضیلت کو دلائل سے ثابت کر کے امام مالکؒ متوفی ۱۷۹ھ پر بھی ان کو کامل ترجیح دی ہے حالانکہ امام مالکؒ کے تربیت یافتہ اور مشہور ہیں کہ شاگرد پہلے آخری استاد کو ترجیح دیا کرتے ہیں مگر آپ نے انصاف کو مد نظر رکھ کر صاف صاف فرما دیا کہ کوئی شخص امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کی تقلید کی جائے۔ اس شہادت کو دیکھ کر حیدر آبادی کو چاہیے کہ وہ چپنی میں پانی ڈال کر مر رہے بجز افسوس۔

شعر شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید

۴۔ معمر بن راشدؒ متوفی ۱۵۴ھ جن کو تقریب میں ثقہ ثبت فاضل کہا ہے اور ترمذی وغیرہ کے یہ اعلیٰ رواۃ سے ہیں تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۲۰ میں ان کی شہادت امام اعظمؒ کے حق میں اس طرح لکھی ہے روی الخطیب عن عبد الرزاق قال کنت عند معمر واتاہ ابن المبارک فسمعت معمرا یقول ما اعرف رجلا یحسن التکلم فی الفقہ ویسعہ ان یقیس ویشرح الحدیث فی الفقہ احسن معرفۃ من ابی حنیفۃ ولا اشفق علی نفسہ من ان یدخل فی دین اللہ شیئا من الشک من ابی حنیفۃ یعنی عبد الرزاق کہتے ہیں کہ میں معمر کے پاس تھا عبد اللہ بن مبارک ان کے پاس آئے معمر کہنے لگے کہ میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا کہ جو فقہ میں اچھی طرح سے گفتگو کر سکتا ہو اور جس کو قیاس کرنے کی بھی وسعت ہو اور فقہ و حدیث کی شرح کی قدرت

رکھتے ہو۔ جب کہ امام ابوحنیفہ کو یہ سب باتیں حاصل ہیں اور مجتہد ہونے ابوحنیفہ کے ایسا
کوئی علم نہیں آتا تو اپنے نفس میں اس بات کا بہت ڈر رکھتے ہو کہ دین الہی میں کسی
طرح کی کوئی مشکوک بات داخل کر دے۔

دیکھو جب ایسی زبردست شہادت سے امام اعظم کا نہ صرف فقیہ اور شارح
حدیث اور صاحب الرائے ہونا ہی بلکہ ان اوصاف میں بے مثل ہونا ثابت ہے اور
نیز کہ آپ جب دینی امور میں محتاط اور خائف من اللہ دنیا بھر میں کوئی نہ تھا تو پھر کیا نہیں
کو امام ہمام کے برخلاف زبان طعن دراز کرنے سے سوائے اپنی عاقبت خراب کرنے کے
اور کچھ حاصل نہیں ہے۔

۵۔ عمرو بن دینار المکی متوفی ۱۲۶ھ جو کبار تابعین سے ہیں۔ ان کی
تعریف میں صاحب تقریب نے ثقہ ثبت کے الفاظ لکھے ہیں اور ائمہ صحاح
کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں۔ وہ امام ابوحنیفہ کی ابتدائی ہی حالت میں بڑی عزت
کرتے تھے ان کی نسبت خیرات الحسان کے صفحہ ۳۵ میں اس طرح پر لکھا ہے: وقال
حماد بن زید کنا نأتی عمرو بن دینار فاذا جاء ابوحنیفۃ اقبل علیہ
وترکنا فسألہ ابوحنیفۃ مسائلہ فیحدثنا یعنی حماد بن زید جو امام عمرو
کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن دینار کے پاس جایا کرتے تھے پس جبکہ
امام ابوحنیفہ آتے تو آپ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس بات پر ہمیں چھوڑ دیتے
کہ امام صاحب سے ہم مسائل پوچھیں پس ہم ان سے مسائل پوچھتے اور امام ابوحنیفہ
حدیثیں بتاتے تھے۔

دیکھو عمرو بن دینار جیسے جلیل القدر فقیہ، محدث جو بقول امام ذہبی اپنے زمانہ
میں علم و انتقاد اور اتقا تسلیم کیے گئے تھے جب امام ہمام کے ابتدائی زمانہ میں ہی ان
[illegible] عزت کرتے تھے تو انتہائی زمانہ میں جب ہر طرح سے آپ کو کمال حاصل



ہو گیا تھا۔ تو پھر وہ امام اعظم اور پیشوائے امت کیوں نہ تسلیم کیے جائے۔

۶۔ مسعر بن کدام متوفی ۱۵۳ھ جن کی تعریف تقریب التہذیب میں
ثقہ ثبت فاضل کے الفاظ سے کی گئی ہے اور ائمہ صحاح ستہ کے ہی شیوخ
سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی نسبت ان کی رائے خیرات الحسان کے صفحہ ۳۱ میں اس طرح پر
نقل ہے: وقال مسعر بن [illegible]
[illegible] لا تحفظ [illegible]
[illegible] فقال لصحته فانه ما صح منه
[illegible] لقد رأیت مسعرا في حلقة ابي حنيفة
[illegible] یعنی مسعر بن کدام نے
[illegible] جس شخص نے اپنے اور اللہ کے درمیان امام ابوحنیفہ کو واسطہ گردانا، امید
ہے کہ اس کو کچھ خوف و خطر نہ ہو گا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے جب صحابہ کی رائے کو
[illegible] اعتبار کیا ہو گا اس لیے کہ انہی کی رائے تھی علم کے
[illegible] (یعنی انہی کی رائے سے زیادہ صحیح
[illegible] کہتے ہیں کہ میں نے مسعر کو امام ابوحنیفہ کے حلقہ
میں [illegible] ان سے مسائل پوچھتے اور استفادہ کرتا تھا اور کتنا کہیں
نے آپ سے افقہ کوئی نہیں دیکھا۔ کتاب امام موفق صفحہ [illegible] میں لکھا ہے:
[illegible]
[illegible]
[illegible] هولاء [illegible]
هولاء يجهدون في احياء سنة النبي صلى الله عليه وسلم و
يجتهدون في اخراج الجهال من جهلهم هولاء افضل الناس.

یعنی ابو سحاق قاضی خوارزم کہتے ہیں کہ ایک روز مسعر بن کدامؒ ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب کی مجلس کے پاس سے جب گذرے تو دیکھا کہ وہ مسائل فقہ میں بحث کر رہے تھے کہ راستہ سے کچھ دیر کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر کہا یہ لوگ شب بیداروں، تہجد پڑھنے والوں سے افضل ہیں۔ یہ لوگ سنتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ کرنے میں مشغول ہیں اور جاہلوں کو جہل سے نکالنے میں کوشش کر رہے ہیں۔

اللہ اکبر!! دیکھو اہل حدیث کے پیشوا حضرت مسعر بن کدامؒ تو امام اعظمؒ کی نسبت کس قدر حسن اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اپنے درمیان امام ابو حنیفہؒ کو وسیلہ گردانے اس کو کوئی خوف و خطر نہیں ہوگا اور کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب احیائے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے شب بیدار اور عابدوں وغیرہ سے افضل ہیں۔ مگر علم اور فقاہت سب اعمال صالحہ سے افضل ہے اور کوئی عمل اس کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

۷۔ عبد الملک بن عبد العزیز ابن جریجؒ متوفی ۱۵۰ھ جن کی تعریف میں تقریب التہذیب میں ثقہ، فقیہ، فاضل کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ائمہ صحاح کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں۔ خیرات الحسان کے صفحہ ۳۳ میں امام ابو حنیفہؒ کی نسبت ان کا قول اس طرح پر لکھا ہے۔ عن [illegible] قال [illegible] جریج لما بلغه من علمه وشدة ورعه وصيانته لدينه وعلمه احسبه سيكون له في العلم شأن عجيب وذكر عنده يوما فقال اسكتوا انه لفقيه انه لفقيه۔ یعنی ابن جریجؒ کو جب امام ابو حنیفہؒ کا علم و ورع اور تقویٰ کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگے عنقریب اس شخص کی علم کے بارہ میں عجیب شان ہوگی۔ ایک روز آپ کے سامنے امام ممدوح کا ذکر ہوا تو کہنے لگے خاموش رہو یقیناً فقیہ ہے۔ خیرات الحسان کے صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے: لما بلغ ابن جریج



[illegible] بمكة وشيخ شيوخ الشافعي موته استرجع وقال اي علم ذهب یعنی جب ابن جریجؒ فقیہ مکہ کو جو امام شافعیؒ کے شیوخ کے شیخ ہیں امام ابو حنیفہؒ کی موت کی خبر پہنچی تو آپ نے استرجاع کے بعد کہا آج علم کا ایک بڑا بھاری حصہ ختم ہو گیا۔

۸۔ داؤد الطائیؒ متوفی ۱۶۰ھ جن کی تعریف میں صاحب تقریب نے ثقہ، فقیہ، فاضل کے الفاظ لکھے ہیں اور امام نسائی کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کی نسبت ان کی شہادت خیرات الحسان کے صفحہ ۳۵ میں اس طرح پر لکھی ہے: ذکر عند داؤد الطائی فقال ذلك نجم يهتدي به الساري وعلم تقبله قلوب المؤمنين یعنی داؤد طائیؒ کے پاس امام ابو حنیفہؒ کا ذکر ہوا تو آپ نے کہا کہ وہ ایک روشن ستارہ ہیں جس کی روشنی میں سب ہدایت پاتے ہیں اور آپ ایسے عالم ہیں کہ تمام مومنوں کے دل آپ کو قبول کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے جو آپ کو نہیں مانتا وہ مومن نہیں ہے۔

۹۔ محمد بن اسحاق امام المغازی متوفی ۱۴۲ھ جن کو امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے پکارتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کی نسبت جو ان کا خیال تھا اس کا حال کتاب المناقب موفق جلد ۲ کے صفحہ ۳۳ میں اس طرح پر لکھا ہے۔ عن یونس بن بکیر يقول قدم محمد بن اسحاق [illegible] [illegible] [illegible] عن [illegible] في مسائل [illegible] یعنی یونس بن بکیرؒ جو [illegible] کے رواۃ سے ہیں، کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق جب کوفہ میں آئے تو [illegible] سے ذکر مغازی سنا کرتے تھے اور وہ ان دنوں بار بار امام ابو حنیفہؒ کے مقام پر جا کر ملا کرتے تھے اور بہت دیر تک آپ کے پاس ٹھہرتے اور مسائل پیش آمدہ کا ان سے استفادہ کرتے تھے۔

دیکھو [illegible] محدثین کی حدیث [illegible] کا [illegible]
[illegible] حدیث ہیں۔ اب کا [illegible] ابو حنیفہؒ کی زیارت کو بھی قیامت کے
[illegible] مسئلہ [illegible] کی بیعت آپ سے [illegible]
[illegible] فضیلت [illegible] دلیل ہے [illegible] محبت ہے [illegible]
جب وہ محدثین [illegible] کا محدث ملتے ہیں اور [illegible] سے [illegible]
کی اعلیٰ فضیلت کی شہادت ملتی ہے [illegible] حدیث [illegible] سے کس
طرح انکار کرسکتے ہیں۔ سچ ہے:

[illegible] والفضل ما شهدت به [illegible]

۱۰۔ شعبة بن الحجاج متوفی سنہ [illegible] کی تعریف میں صاحب تقریب
نے ثقہ، حافظ، متقن، کان الثوری یقول ہو امیر المؤمنین فی الحدیث کے الفاظ
لکھے ہیں اور [illegible] کے [illegible] سے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کی نسبت [illegible]
کتاب [illegible] میں اس طرح پر لکھی ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible] ہیں کہ جب کبھی امام
ابو حنیفہؒ کی [illegible] حضرت شعبہ سے [illegible]
تھے [illegible] ابو حنیفہ [illegible] کرتے تھے۔ [illegible]
میں [illegible] لکھی ہے [illegible] وقال [illegible]
[illegible] والله [illegible]
یعنی شعبہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم امام ابو حنیفہؒ نہایت [illegible] تھے [illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible] اس وقت [illegible]



[illegible] میں لکھا ہے: فلما بلغ شعبة موته استرجع وقال طفئ عن
[illegible] نور العلم [illegible] بمثله ابدا۔ یعنی جب شعبہ کو آپ
کی وفات کی خبر پہنچی تو استرجاع کے بعد کہنے لگے آج کوفہ کا چراغ علم گل ہوگیا۔ اور
[illegible] کوفہ کو قیامت تک اس کی نظیر ملنا محال ہے۔

۱۱۔ مُحَمَّد بن مَيْمُون متوفی [illegible] جو [illegible] کے اعلیٰ [illegible]
[illegible] تقریب میں ان کی نسبت ثقہ، فاضل کے الفاظ لکھے ہیں۔ امام الائمہ کے
[illegible] ان کی شہادت خیرات الحسان کے [illegible] میں اس طرح لکھی ہے [illegible]
[illegible] الحافظ محمد بن ميمون [illegible] حنيفة [illegible]
[illegible] ولا ازهد ولا اعرف ولا افقه منه [illegible] والله [illegible]
[illegible] دينار۔ یعنی حافظ الحدیث محمد بن میمون کہتے ہیں کہ امام
ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں [illegible] اور [illegible] کوئی شخص ان سے بڑھ کر [illegible]
[illegible] اللہ کی قسم مجھے ان سے [illegible]
[illegible] کی خوشی [illegible] دینار کے مل جانے سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

دیکھو محدثین امام ابو حنیفہ سے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
[illegible] کس قدر مشتاق تھے اور ان سے ایک ایک حدیث کی کس قدر قدر کرتے تھے۔
[illegible] کے مل جانے سے بھی ان کو زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

۱۲۔ عبد الله بن المبارك متوفی [illegible] جو کبار تابعین سے ہیں [illegible] کی
[illegible] تقریب میں ثقہ، ثبت، فقیہ، فاضل کے الفاظ لکھے ہیں اور [illegible] میں
[illegible] ۔ [illegible] الفقه [illegible] ولا ائمة وكان ثقة [illegible]
[illegible] الفتوى [illegible] اور آئمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ [illegible] سے ہیں۔
[illegible] ان کی عمر ۳۲ سال کے [illegible] کیا کرتے تھے

ان کی نسبت کتاب امام موفق جلد ۲ صفحہ ۳ میں اس طرح پر مروی ہے: عن المحارب بن عبد الرحمٰن قال کنا نکون عند عطاء بن ابی رباح بعضنا خلف بعض فاذا جاء ابوحنیفة اوسع له وادناه. یعنی محارب بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم لوگ یکے بعد دیگرے پیچھے واسطے سماعت احادیث کے امام عطا بن ابی رباح کے پاس بیٹھے ہوتے تھے کرتے تھے جب ابوحنیفہؒ آجاتے تو وہ ان کے لیے جگہ فراخ کر دیتے اور اپنے بہت نزدیک بٹھا لیتے۔

دیکھو جس شخص کا استاد اس کے ساتھ شاگردی میں ہی اس کی اس قدر عزت و حرمت کرے وہ ذات والا کوئی معمولی استاد نہ ہو بلکہ اپنے وقت کا ایک مسلم امام و مقتدر ہو جب وہ شاگرد بنے کمال میں حتی ہونے پر کیوں مقتدائے امت مجتہد نہ ہوتا۔

۱۳۔ فضیل بن عیاض متوفی ۱۸۷ھ۔ جن کی نسبت ثقہ، عابد، امام کے الفاظ تقریب میں لکھے ہیں اور ترمذی کے علی رواۃ سے ہیں۔ ان کی شہادت امام کی نسبت تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۱۶ میں اس طرح پر لکھی ہے۔ روی احمد عن سعید بن منصور قال سمعت فضیل بن عیاض یقول کان ابوحنیفة رجلا فقیها معروفا بالفقه مشهورا بالورع وکان اذا وردت علیه مسألة فیها حدیث صحیح تبعه وان کان عن الصحابة والتابعین والا قاس واحسن القياس. یعنی سعید بن منصور جو رجال صحاح ستہ کے مشہور راویوں میں، کہتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض کو کہتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ ایک مرد فقیہ تھے جو فقہ اور ورع میں مشہور تھے اگر کوئی ایسا مسئلہ وارد ہوتا کہ اس کے متعلق کوئی صحیح حدیث مل سکے تو اس پر عمل کرتے تھے اگرچہ وہ صحابہؓ یا تابعین سے مروی ہو۔ ورنہ قیاس کرتے تھے اور اچھا قیاس کیا کرتے تھے۔

۱۴۔ سفیان بن عیینة متوفی ۱۹۸ھ جن کی نسبت تقریب میں ثقہ، حافظ،



فقیہ، امام، حجۃ کے الفاظ لکھے ہیں اور ائمہ صحاح کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں۔ امام کی نسبت ان کی شہادت خیرات الحسان کے صفحہ ۳۱ میں اس طرح پر لکھی ہے۔ وقال ابن عیینة ما رأت عینی مثله. یعنی ابن عیینہ نے فرمایا کہ میری آنکھ نے امام ابوحنیفہؒ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اور کتاب امام موفق جلد ۱ صفحہ ۲۸۵ میں مروی ہے۔ عن ابی یعقوب المروزی سمعت ابن عیینة یقول لم یکن فی زمان ابی حنیفة بالکوفة رجل افضل منه واورع ولا افقه منه۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ میں کوفہ میں کوئی شخص ان سے افضل اور اورع اور افقہ نہیں تھا۔

۱۵۔ یحییٰ بن سعید القطان متوفی ۱۹۸ھ جن کی تعریف تقریب میں ثقہ، متقن، حافظ، امام، قدوۃ کے الفاظ سے لکھی ہے۔ وفی الخطیب عن یحیی بن معین قال سمعت یحیی بن سعید یذهب فی الفتوی الی قول الکوفیین ویختار قوله من اقوالهم ویتبع رایه من بین اصحابه. یعنی یحییٰ بن معین جو امام جرح و تعدیل ہیں کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو سنا وہ کہتے تھے کہ بخدا ہم جھوٹ نہیں کہتے۔ ہم نے کوئی شخص امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ صحیح الرائے نہیں سنا۔ اور ہم نے اکثر آپ کے اقوال کو لیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ یحییٰ بن سعید فتوی میں کوفیوں ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور ان کے اقوال سے امام ابوحنیفہ کے قول کو اختیار کرتے تھے اور آپ کے اصحاب میں سے آپ کی رائے پر عمل کرتے تھے۔ کتاب امام موفق جلد ۱ صفحہ ۹۰ میں مروی ہے۔ عن یحیی بن معین سمعت یحیی القطان یقول جالسنا واللہ اباحنیفة وسمعنا منه وکنت واللہ اذا نظرت الیه عرفت فی وجهه انه یتقی اللہ عز وجل۔ یعنی یحیی قطان فرماتے ہیں کہ بخدا ہم

ابو حنیفہ کی صحبت میں رہا ہوں اور ان سے بہت مسائل سنے ہیں۔ اللہ کی قسم میں جس وقت آپ کے چہرہ کو دیکھتا تھا تو تقویٰ اور ورع کے آثار موجود پاتا تھا۔

۱۶۔ **حفص بن عبد الرحمن بلخی** متوفی ۱۹۹ھ جن کو تقریب میں صدوق عابد کہا گیا ہے اور نسائی و ابو داؤد کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں۔ امام اعظم کی نسبت ان کی شہادت کتاب موفق جلد ۲ کے صفحہ ۳ میں اس طرح لکھی ہے۔ قال حفص بن عبد الرحمن جالست [illegible] الناس من اهل الزهد والفقه والورع فلم ار فيهم احدا جمع هذه الخصال مثل ابي حنيفة یعنی حفص بلخی فرماتے ہیں کہ میں نے ہر قسم کے علماء، زہاد اور اہل ورع کی صحبت کی لیکن ان تمام اوصاف کا مجموعہ بغیر امام ابو حنیفہ کے کوئی نہیں دیکھا۔

۱۷۔ **حسن بن صالح کوفی** متوفی ۱۶۹ھ جو بقول تقریب ثقہ فقیہ عابد اور ائمہ صحاح کے اعلیٰ رواۃ سے تھے۔ امام ابو حنیفہ کی نسبت ان کی شہادت کتاب موفق جلد ۱ کے صفحہ ۸۹ میں اس طرح مروی ہے: عن احمد بن عبد الله قال الحسن بن صالح كان ابو حنيفة شديد الفحص عن الناسخ من الحديث والمنسوخ فيعمل بالحديث اذا ثبت عنده عن النبي صلى الله عليه وسلم وعن اصحابه وكان عارفا بحديث اهل الكوفة وفقه اهل الكوفة شديد الاتباع لما كان عليه الناس ببلده وقال كان يقول ان لكتاب الله ناسخا ومنسوخا وان للحديث ناسخا ومنسوخا وكان حافظا لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم الاخير الذي قبض عليه [illegible]



صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں۔ روایت کرتے ہیں کہ حسن بن صالح کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ حدیث کی سخت تلاش میں مصروف رہتے تھے اور اسی حدیث پر عمل کرتے تھے جو آنحضرت اور آپ کے اصحاب سے ان کو ثابت ہوتی تھی۔ اور حدیث و فقہ اہل کوفہ کے عارف بھی تھے بلکہ ان احادیث کے جو ان کے شہر کے لوگوں کی عمل درآمد میں تھیں شدید الاتباع تھے اور کہتے تھے کہ جس طرح کتاب اللہ میں ناسخ و منسوخ آیات ہیں۔ اسی طرح احادیث بھی ناسخ و منسوخ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل اخیر کے حافظ تھے جس پر آپ نے وفات پائی اور ان کے شہر کو ذریعے پہنچا تھا۔

۱۸۔ **جریر بن عبد الحمید کوفی** متوفی ۱۸۸ھ جو بقول تقریب [illegible] کے قاضی ثقہ صحیح الکتاب اور ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں ان کی شہادت امام ابو حنیفہ کی نسبت موفق جلد ۲ صفحہ ۱۵ میں اس طرح مروی ہے: عن موسى بن نصر سمعت جريرا يقول كان المغيرة يلومني [illegible] احضر مجلس ابي حنيفة ويقول لي [illegible] ولا تقعد عن مجلسه [illegible] تجتمع عند حماد ولكن يجتمع [illegible] ما كان يسمع له یعنی جریر کہتے ہیں کہ اگر میں کسی دن امام ابو حنیفہ کی مجلس میں حاضر ہوتا تو مجھ کو حضرت مغیرہ بڑی ملامت کرتے اور کہتے کہ ان کی مجلس میں بیٹھا کرو اور کبھی غیر حاضر مت ہو کیونکہ تم امام حماد کی خدمت میں بھی جمع نہ ہوتے تھے جو اسرار علم کے امام ابو حنیفہ سے کھلتے ہیں۔ وہ امام حماد سے بھی نہ کھلتے تھے۔

۱۹۔ **یاسین بن معاذ الزیات** جو بقول [illegible] ذہبی [illegible] کوفہ کے [illegible] محدث فقیہ اور مضبوط سمجھے [illegible] موفق جلد ۱ صفحہ ۲۱۰ میں ان کی شہادت [illegible] ابو حنیفہ [illegible]

ہوئی ہے: عن وزیر بن عبد اللہ سمعت یاسین الزیات بمکۃ وعنده عظیمۃ وھو یصیح باعلی صوتہ ویقول یا ایھا الناس اختلفوا الی ابی حنیفۃ واغتنموا مجالستہ وخذوا من علمہ فانکم لم تجالسوا مثلہ ولن تجدوا اعلم بالحلال والحرام منہ فانکم ان فقدتموہ فقدتم علما کثیرا۔ یعنی "وزیر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ یاسین الزیات نے مکہ میں ایک عظیم جماعت کے اندر زور سے پکار کر کہا کہ اے لوگو تم امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی مجلس میں بیٹھنا غنیمت سمجھو اور ان سے علم حاصل کرو کیونکہ تم ان جیسی مجلس پھر حاصل نہ کر سکو گے اور ان سے حلال و حرام کا بہت جاننے والا کبھی نہ پا سکو گے پس اگر اس وقت تم نے ان کو کھو دیا تو یہ سمجھو کہ تم نے بہت علم کھو دیا۔"

۲۔ حفص بن غیاث القاضی الکوفی متوفی ۱۹۴ھ جو ثقہ، فقیہ ہیں اور امام احمد و اسحق بن راہویہ و ابن مدینی اور یحییٰ بن معین کے استاد اور صحاح کے اہل روات سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہؒ کی نسبت موفق جلد ۲ صفحہ ۲ میں اس طرح پر مروی ہے: عن موسی بن سلیمان الجوزجانی سمعت حفص بن غیاث یقول سمعت ابی حنیفۃ کتبہ وآثارہ فما رأیت ذکی قلباً منہ ولا اعلم بما یفسد ویصح فی باب الاحکام منہ وفی روایۃ محمد بن سماعۃ عن حفص یقول ابوحنیفۃ نادر من الرجال لم اسمع بمثلہ قط فی فہمہ وفطنہ۔ یعنی: موسیٰ بن سلیمان کہتے تھے کہ میں نے حفص بن غیاث سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہؒ کے کتب و آثار سنے ہیں پس میں نے کوئی ان سے بہت صاف و ذکی قلب نہیں دیکھا اور نہ حلال و حرام

عالم کا علم ان سے کوئی پایا ہے اور محمد بن سماعہ کی روایت میں ہے کہ حفص فرماتے تھے کہ ابوحنیفہؒ یکتا رجال میں سے ہیں۔ میں نے کوئی فہم و نظر میں ان جیسا ہرگز نہیں سنا۔

۳۔ وکیع بن الجراح متوفی ۱۹۷ھ جو امام شافعی و احمد بن حنبل کے اساتذہ سے ہیں اور جن کی تعریف تقریب میں "ثقہ"، "حافظ"، "عابد" کے الفاظ سے کی گئی ہے۔ ائمہ صحاح کے اہل روات سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہؒ کی نسبت مناقب امام کردری جلد ۱ صفحہ ۳ میں اس طرح پر مروی ہے: عن علی بن حکیم سمعت وکیعاً یقول یا قوم تطلبون الحدیث ولا تطلبون تاویلہ ومعناہ وفی ذلک یضیع عمرکم ودینکم وددت ان مجتمع لی عشر فقہ ابی حنیفۃ۔ یعنی "علی بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت وکیع کہتے تھے اے قوم تم حدیث کی تو تلاش کرتے ہو لیکن اس کے معنی کی تلاش نہیں کرتے اور اسی میں اپنی عمر اور دین ضائع کر دیتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کا زیادہ نہیں تو دسواں حصہ ہی میرے پاس جمع ہو جائے"۔ عن محمد بن طریف قال کنا عند وکیع فقال یا ایہا الناس لا ینفعکم سماع الحدیث بلا فقہ ولا تفقہون حتی تجالسوا اصحاب ابی حنیفۃ فیفسروا لکم اقاویلہ۔ یعنی "محمد بن طریف جو امام مسلم وغیرہ کے اہل روات سے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم وکیع کے پاس بیٹھے تھے اور آپ حدیث پڑھ رہے تھے۔ پس یکایک فرمانے لگے کہ اے لوگو تمہیں صرف حدیث کا سن لینا بغیر فقہ کے کچھ مفید نہ ہوگا اور تمہیں فقاہت نہیں حاصل ہوگی جب تک کہ تم امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب کی مجلس میں نہ جاؤ اور وہ تمہیں ان امام کے اقوال کی تفسیر نہ بتائیں۔" حضرت وکیع کے ان اقوال پر غور فرما کر ناظرین انصاف سے دیکھیں کہ جو لوگ امام ابوحنیفہؒ [illegible] ان کی فقہ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔

اور سکتے ہیں کہ حدیث کے جتنے امر کو فتویٰ دینے کے لیے امام ابوحنیفہؒ کے قول اور فقہ کی کیا حاجت ہے۔ وہ کہاں تک راستی کا ملکروں کو لاوں کرتے ہیں حضرت وکیع نے کس صراحت سے فیصلہ فرمادیا ہے کہ صحابہ حدیث بدوں فقہ کچھ مفید نہیں اور صرف حدیث کی تلاش میں نکلنا تضیع اوقات ہے اور یہ کہ حدیث کے معنی سمجھنے کے لیے امر فقہ کی سخت ضرورت ہے اور وہ صرف امام ابوحنیفہؒ اور ان کے شاگردوں کے وسیلے سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اور خیرات الحسان کے صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے: وقال رجل عند وکیع اخطأ ابو حنیفة فقال وکیع
وقال من یقول هذا اخطأ ذا ... اضل ... یخطئ
وعنده ائمة الفقه کابی یوسف ومحمد وائمة الحدیث
وعنده ائمة اللغة والعربیة وعنده ائمة الزهد
والورع کالفضیل وداود الطائی ومن کان هؤلاء جلساؤه لم
یکن لیخطئ لانه ان اخطأ ردوه الی الحق۔ یعنی ایک شخص نے وکیع بن الجراح کے سامنے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ نے خطا کی ہے اس پر آپ نے اس کو سخت زجر کی اور کہا کہ جو لیاقت ہے وہ ... ان سے بھی ... کس طرح خطا کر سکتے ہیں جس کے پاس ائمہ فقہ مثل امام ابویوسف و امام محمد اور ائمہ حدیث ... کی تعداد بیان کی، ائمہ لغت و ادب ... کی تعداد بتائی اور ائمہ زہد و ورع مثل فضیل اور داؤد طائی موجود ہیں ایسے جس شخص کے اصحاب ایسے اشخاص ہوں وہ کبھی خطا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ لوگ اگر کوئی خطا دیکھتے تو فوراً ان کو حق بات کی طرف متوجہ کر دیتے۔

دیکھو اس روایت سے صاف ثابت ہے کہ جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی شان والا میں کوئی گستاخی کرے وہ سخت قابل ملامت اور مجلس سے نکالنے



کے لائق ہے۔ ادھر لوگ امام صاحب کی شان کی نسبت بدگوئی کریں کہ ضعف نے حال ہے وہ لوگ ... امام صاحب ... سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ کیا غیر مقلدین اس قدر ... ائمہ محدثین وکیع ... کی ان روایت شہادت سے بھی عبرت نہیں حاصل کریں گے؟

۲۲۔ ابن ابی لیلیٰ یعنی محمد بن عبد الرحمن متوفی ۱۴۸ھ جن کو تذکرۃ الحفاظ میں ... بتایا گیا ہے اور حسن ارتجہ کے ... باوجودیکہ امام ابوحنیفہؒ سے ... ہم عصری کے ... کے علمی مناقشے ہوا کرتے تھے۔ تاہم انصاف نے امام صاحب کی فضیلت و منقبت پر جو شہادت دی ہے وہ امام موفق کی کتاب جلد ۲ کے صفحہ ... میں اس طرح پر مروی ہے ... سمعت ابا یوسف
یقول کنا نختلف ... الی ابن ابی لیلی ...
لاختلاف الیه وجعلت الاختلاف الی ابی حنیفة ...
... فقال یا یعقوب کیف صاحبک فقلت ما لم ...
... ولا مثله فی فقهاً و علماً۔ یعنی علی بن جعد کہتے ہیں کہ میں نے ابا یوسف کو سنا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم پہلے ابن ابی لیلیٰ کے پاس حدیث سننے کو جایا کرتے تھے مگر جب ہم نے ان سے کچھ سختی معلوم کی تو ان کے پاس جانا چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کے پاس جانا اختیار کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابن ابی لیلیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھ سے انھوں نے پوچھا کہ اے یعقوب تیرا صاحب کیسا ہے۔ میں نے ... ہے تو ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ ... میں ... علم و فقہ میں کسی کو نہ دیکھے گا۔

۲۳۔ عبد الرحمن بن مہدی متوفی ۱۹۸ھ جن کو تقریب میں ثقہ ثبت، حافظ، عارف بالرجال والحدیث کہا گیا ہے اور تذہیب میں ہے

کہ ابن مہدی کہتے ہیں کہ یہ اعلم الناس بالحدیث تھے۔ ابن قواریری کہتے ہیں کہ ہم کو انھوں نے اپنے حافظے سے بیس ہزار احادیث لکھی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت ان کی شہادت کتاب امام موفق جلد ۲ صفحہ ۳۷ میں اس طرح پر مروی ہے: عن عبد قال سمعت عبد الرحمن بن مهدي يقول كنت ناقد الحديث فرأيت سفيان الثوري امير المؤمنين في العلم وسفيان بن عيينة امير العلماء وشعبة عيار الحديث وعبد الله بن المبارك صيرف الحديث ويحيى بن سعيد قاضي العلماء وابا حنيفة قاضي قضاة العلماء یعنی "ابن قواریری کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ میں تو صرف حدیث کا نقاد ہوں۔ میں نے سفیان ثوری کو دیکھا ہے کہ وہ علماء میں امیر المؤمنین ہیں، سفیان بن عیینہ امیر العلماء، شعبہ عیار الحدیث اور عبداللہ بن مبارک صراف حدیث اور یحییٰ بن سعید قاضی العلماء اور ابوحنیفہؒ قضاۃ العلماء کے بھی قاضی ہیں۔"

دیکھو اس شہادت سے امام ابوحنیفہؒ کی کس قدر فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ ان حضرات کی ابن مہدی نے اعلیٰ درجہ کی تعریف کرکے ان پر امام اعظمؒ کو فوقیت دی ہے اور ان حضرات میں سے دو سفیان و شعبہ و ابن مبارک اور یحییٰ قطان بجائے خود امام ہمام کی افضلیت کی شہادت دے چکے ہیں۔ دیکھو شہادت نمبر ۴، ۱۳، ۱۰، ۱۲ و ۱۵ رسالہ ہذا۔

۲۴۔ **عفان بن سیار القاضی** متوفی ۱۸۹ھ جو کہ ثقہ محدثین اور امام نسائی کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت ان کی شہادت موفق جلد ۲ صفحہ ۳۵ میں اس طرح پر مروی ہے: عن محمد بن ابراهيم قال سمعت عفان بن سيار يقول ما رأيت مثل ابي حنيفة مثل الطبيب الحاذق يعرف



الداء ويعطي الدواء. یعنی محمد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے عفان بن سیار کو یہ فرماتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی مثال ایک طبیب حاذق کی ہے جو ہر ایک درد کی دوا جانتا ہے۔

۲۵۔ **فضل بن موسیٰ السینانی** متوفی ۱۹۲ھ جو ثقہ، ثبت اور اسحٰق بن راہویہ کے اساتذہ اور نیز صحاح ستہ کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت اس طرح پر شہادت دیتے ہیں۔ موفق جلد ۲ صفحہ ۳۵: عن احمد بن يحيى انه قال سمعت الفضل بن موسى السيناني يقول جالست الى المشائخ بالحجاز والعراق فما رأيت مجلسا اعظم بركة ولا اكثر نفعا من مجلس ابي حنيفة یعنی "احمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے فضل بن موسیٰ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ہم حجاز و عراق میں مختلف مشائخ کی مجلسوں میں حاضر ہوئے ہیں، لیکن کوئی مجلس بہت بابرکت اور بہت مفید امام ابوحنیفہؒ کی مجلس سے بالا نہیں تھی۔"

۲۶۔ **زہیر بن معاویہ الکوفی** متوفی ۱۷۳ھ جو ثقہ، ثبت اور صحاح کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں اور بقول شعیب بن حرب مندرجہ تہذیب میں بڑے بڑے علماء محدثین سے احفظ ہیں۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہؒ کی نسبت موفق جلد ۲ صفحہ ۳۵ میں اس طرح پر مروی ہے: عن خلاد الكوفي قال جئت يوما الى زهير بن معاوية فقال لي من اين جئت فقلت من عند ابي حنيفة فقال والله لمجالستك اياه يوما انفع لك من مجالستي شهرا. یعنی "خلاد کوفی جو ترمذی کے رواۃ سے ہیں کہتے ہیں کہ میں ایک دن زہیر بن معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انھوں نے مجھے فرمایا کہاں سے آیا ہے؟ میں نے کہا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے آیا ہوں۔ اس پر آپ نے

فرمایا خدا کی قسم تیرے بیٹے ابوحنیفہؒ کی ایک دن کی مجلس میری ایک مہینہ کی مجلس سے بہت فائدہ مند ہے۔

۲۷۔ ابن السماکؒ یعنی محمد بن صبیح الکوفی متوفی ۱۸۳ھ جو کوفہ کے بڑے محدثین اور ہشام بن عروہ کے شاگردوں میں سے ایسے واعظ تھے کہ بقول امام ذہبی مندرجہ میزان ایک دفعہ انہوں نے جو خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں وعظ کیا تو اس پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ ان کی شہادت اپنے ہمعصر امام ابوحنیفہؒ کی نسبت کتاب امام موفق جلد ۲ ص ۴۹ میں اس طرح پر مروی ہے۔ عن یحیی بن ایوب العابد سمعت ابن السماکؒ یقول وتاد لکوفہ ... سفیان الثوری ومالک بن مغول وداود الطائی صاحب ابی حنیفۃ وابوبکر النہشلی وحکیم جالس ابا حنیفۃ وحدث عنہ۔ یعنی یحیی بن ایوب عابد جو امام مسلم و ابوداؤد کے اہل روات سے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے ابن سماک کو فرماتے سنا ہے کہ کوفہ کے چار علماء یعنی سفیان ثوری، مالک بن مغول، داؤد طائی اور ابوبکر نہشلی امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں بیٹھے اور ان سے حدیث کو سنا۔

۲۸، ۳۲۔ **مجموعی شہادت:** مندرجہ ذیل پانچ بڑے محدثین کی جو ائمہ صحاح ستہ کے اہل روات سے ہیں، امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت پر شہادت کتاب امام کردری جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ میں اس طرح پر منقول ہے: ذکر السمعانی عن اسد بن حکیم عن ... کثیر من المحدثین مثل زکریا بن ابی زائدۃ وعبد الملک بن سلیمان واللیث بن ابی سلیم ومعروف بن خربوذ وحفص بن عبد الرحمن وغیرھم یختلفون الیہ ویأتونہ ویسألونہ عما اشتبہ علیھم من الحدیث۔ یعنی حافظ



عبدالکریم سمعانی متوفی ۵۶۲ھ جو بڑے محدث و مورخ ہیں کہتے ہیں کہ اسد بن حکیم سے روایت ہے کہ بہت سے محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائدہ (متوفی ۱۴۹ھ) عبدالملک بن سلیمان (متوفی ۱۴۵ھ) لیث بن ابی سلیم (متوفی ۱۴۸ھ) معروف بن خربوذ (متوفی ...) حفص بن عبدالرحمن (متوفی ۱۹۹ھ) وغیرہم مختلف اوقات میں امام ابوحنیفہؒ کے پاس جاتے اور ان سے وہ مسائل پوچھتے جو ان کو پیش آتے اور ان شبہات کا حل کرتے جو حدیث کے متعلق ان کو معلوم ہوتے تھے۔

۳۳۔ **اباسفیان** سعید بن یحیی الحمیری متوفی ۲۰۲ھ جو اسحٰق بن راہویہ کے استاد اور امام بخاری و ترمذی کے اہل روات سے ہیں۔ ان کی شہادت کتاب امام کردری جلد ۱ ص ۱۰۰ میں اس طرح مروی ہے۔ عن ابی سعید سمعت اباسفیان بن یحیی الحمیری الواسطی یقول ... لقد بین الله ما لم یتهیأ لاحد من کشف المسائل الفقهیة وتفسیر الاحادیث المبهمة۔ یعنی اباسفیان فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ اس قدر بڑے عالم تھے کہ مسائل فقہ کے حل کرنے اور احادیث مبہمہ کی تفسیر کرنے میں ان کو وہ کمال ہوا ہے جو کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

۳۴۔ **نضر بن شمیل** المروزی متوفی ۲۰۳ھ جو ثقہ، ثبت اور ائمہ صحاح ستہ کے اہل شیوخ سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہؒ کی نسبت امام سیوطی کے تبییض الصحیفہ کے ص ۳۲ میں اس طرح پر مرقوم ہے: روی ... عن الحسن بن الحارث قال سمعت النضر بن شمیل یقول کان الناس نیاما عن الفقه حتی ایقظهم ابوحنیفة بما فتقه وبینه ولخصه۔ یعنی حسن بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے نضر بن شمیل سے سنا ہے فرماتے تھے کہ لوگ فقہ کے بارہ میں سوئے ہوئے تھے یہاں تک

کہ ان کو امام ابوحنیفہؒ نے بیدار کر دیا اور تمام امور کو واضح طور بیان اور ظاہر کر دیا ہے۔

۲۵۔ یحییٰ بن آدم متوفی ۲۰۳ھ جن کی تقریب میں ثقہ حافظ فاضلؒ کے الفاظ سے تعریف کی گئی ہے اور ائمہ صحاح کے رُوات سے ہیں، امام اعظم کی نسبت اس طرح پر شہادت دیتے ہیں۔ کردری جلد ۱ صفحہ ۸۹؛ عن محمد بن المهاجر سمعت يحيى بن آدم يقول اجتهد في الفقه اجتهادًا لم يسبق اليه احد فهدى الله سبيله وطريقه واتسع الخاص والعام بعلمه۔ یعنی "محمد بن مہاجر کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو یہ کہتے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے فقہ کے بارہ میں ایسا اجتہاد کیا کہ ان سے پہلے کسی سے نہیں ہو سکا اور خدا نے ان کو اجتہاد کا راستہ بتا دیا اور خاص و عام ان کے علم سے مستفید ہوئے۔" پھر اسی کے جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ میں ہے: عن يحيى بن ادم قال كان جرير بن معاوية من اكابر الكوفة في الحديث والفقه اذ ذكره عظمه ومدحه فقلت له مالك اذا ذكرت غيره لم تمدحه مثل هذا قال لان منزلته ليست كمنزلته هو فيما انتفع به الناس فاحمده عند ذكره ليرغب الناس في الدعاء له۔ یعنی "یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ جریر بن معاویہ جو اکابر محدثین و فقہاء کوفہ سے تھے۔ جب امام ابوحنیفہؒ کا ذکر کرتے تو ان کی عظمت ظاہر کرتے اور تعریف بھی فرماتے۔ میں نے کہا کیا باعث ہے کہ جب کسی اور شخص کا ذکر آتا ہے تو آپ اس کی ایسی تعریف نہیں کرتے۔ فرمایا یہ اس لیے ہے کہ ان کا رتبہ اوروں کی طرح نہیں ہے کیونکہ ان کی کتابوں سے خلق خدا کو نفع عظیم پہنچا ہے، اس وجہ سے میں ان کے ذکر کے وقت بالخصوصیت مدح کرتا ہوں۔ تاکہ لوگوں کو ان کے لیے دُعا کرنے کی رغبت ہو۔"



کتاب موفق جلد ۲ صفحہ ۳۲ میں مروی ہے: عن اسحاق بن ابی اسرائیل سمعت يحيى بن ادم قال اتفق اهل الفقه والبصر به لم يكن احد افقه من ابي حنيفة۔ یعنی "اسحٰق بن اسرائیل کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ کو کہتے سنا ہے کہ اہل فقہ و اہل بصیرت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر اور کوئی فقیہ نہیں ہوا۔"

عن يحيى بن اكثم سمعت يحيى بن ادم يقول كان كلام ابي حنيفة في الفقه لله ولو كان يشوبه شيء من امر الدنيا لم ينفذ كلامه في الآفاق كل هذا النفوذ مع كثرة حسده ومستنقصيه۔ یعنی "یحییٰ بن اکثم سے جو ترمذی کے رُوات سے ہیں۔ روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کی کلام محض خدا کے لیے تھی۔ اگر اس میں ذرہ بھی شائبہ کسی دُنیاوی امر کا ہوتا تو ان کی کلام باوجود ان کے بہت سے حاسدوں اور نقص بیان کرنے والوں کے اطراف و اکناف عالم میں اس طرح ہرگز جاری نہ ہوتی جیسی کہ اب پھیلی ہے۔"

۲۶۔ یزید بن ہارون متوفی ۲۰۶ھ جن کی نسبت تقریب میں ثقہ متقن عابد کے الفاظ لکھے گئے ہیں اور تذہیب میں احد الاعلام الحفاظ المشاہیر لکھا ہے اور ائمہ صحاح کے اعلیٰ رُوات سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی نسبت ان کی شہادت مناقب موفق جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ میں اس طرح پر مروی ہے: عن احمد بن سميل البغدادي سمعت يزيد بن هارون سئل متى يحل للرجل ان يفتي فقال اذا كان مثل ابي حنيفة قال فقيل له يا ابا خالد تقول مثل هذا فقال نعم واكثر من ... احد افقه ولا اورع منه۔ یعنی "احمد بغدادی کہتے ہیں کہ یزید بن ہارون سے

پوچھا گیا کہ فتویٰ دینے کا کون شخص مجاز ہو سکتا ہے۔ فرمایا جو کہ امام ابو حنیفہؒ جیسا ہو۔ کسی نے کہا کہ اے ابا خالد آپ ایسا کہتے ہیں۔ انھوں نے کہا ہاں بلکہ اس سے بڑھ کر میں نے کوئی شخص امام ابو حنیفہؒ سے افقہ اور اورع نہیں دیکھا:

اور کردری جلد ۲ صفحہ ۱ میں اس طرح مروی ہے۔ عن عبد اللہ بن ابی لبید قال کنا عند یزید بن ہارون فقال المغیرۃ عن ابراہیم فقال رجل حدثنا عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یزید یا احمق عند تفسیر قولہ علیہ السلام وما تصنع بالحدیث اذا لم تفہم معناہ وحق ہمتکم للسماع ولو صرفت ہمتکم للعلم لنظرتم فی کتب ابی حنیفۃ واقوالہ فزجر الرجل واخرجہ عن مجلسہ۔ یعنی

"ابن ابی لبید کہتے ہیں کہ ہم یزید بن ہارون کے پاس بیٹھے تھے کہ مغیرہ نے کوئی قول ابراہیم نخعی سے روایت کیا اس پر ایک شخص بول اٹھا کہ ہم کو تو رسول علیہ السلام کی حدیث چاہیے۔ اس پر یزید نے فرمایا کہ اے احمق یہی تو قول رسول مقبولؐ کی تفسیر ہے اور تو حدیث کو کیا کرے گا جب اس کے معنے کو سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن تمہاری ہمت تو صرف روایات کے سننے کی طرف متوجہ ہے۔ اگر تمہاری ہمت علم کی طرف متوجہ ہو تو تم امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں اور ان کے اقوال کو دیکھو۔ پھر اس شخص کو جھڑک کر بھی اپنی مجلس سے نکال دیا۔"

دیکھو اس پیشوائے محدثین کی پہلی روایت سے تو یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ فتوے دینا امام ابو حنیفہؒ یا آپ جیسے کا فقیہ ہی کا کام ہے اور کسی کو فتویٰ دینا جائز نہیں ہے اور دوسری روایت سے ثابت ہے کہ صرف حدیث والی بغیر فقاہت کے کوئی مثال نہیں اور کہ اقوال مجتہدین میں تفسیر حدیث ہیں اور کہ جو شخص صرف سماع حدیث کی طرف متوجہ ہوں وہ فقہاء کے پایہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے اور علم فقہ



امام ابو حنیفہؒ کی کتابوں اور ان کے اقوال کے دیکھنے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور کتب فقہ حنفیہ کو حقارت سے دیکھنے والا قابل زجر و توبیخ ہے۔

۳۷۔ یحییٰ بن معین متوفی ۲۱۰ھ جو ائمہ محدثین کے اعلیٰ پیشوا ہیں اور جن کی نسبت تقریب میں ثقہ، حافظ، مشہور، امام الجرح والتعدیل لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کی تعریف میں ان کی شہادت خیرات حسان کے صفحہ ۳۲ میں اس طرح پر لکھی ہے۔ قال الامام محمد بن ابی الفضل قد یحیی بن معین الفقہاء اربعۃ ابو حنیفۃ وسفیان الثوری ومالک والاوزاعی وعندی القراءۃ قراءۃ حمزۃ والفقہ فقہ ابی حنیفۃ علی ہذا ادرکت الناس

یعنی "امام محمد بن یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ فقہا چار ہیں۔ ابو حنیفہؒ، سفیانؒ، مالکؒ اور اوزاعیؒ۔ اور کہا قراءۃ میرے نزدیک قراءۃ حمزہ کی ہے۔ اور فقہ فقہ ابو حنیفہؒ کی۔ میں نے اس پر تمام لوگوں کو پایا ہے:"

دیکھو امام یحییٰ نے تمام فقہا و محدثین پر امام صاحب کی کس طرح ترجیح دی ہے اور امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کو تو ان کے زمانے میں فقہا میں شمار ہی نہیں کیا۔

۳۸۔ علی بن عاصم متوفی ۲۱۱ھ جو احمد و ابن مدینی کے استاد اور ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے علی الذات شیخ ہیں اور بقول تہذیب تیس ہزار سے زیادہ آدمی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کے حق میں ان کی شہادت مناقب امام موفق جلد ۲ صفحہ ۳۷ میں اس طرح پر مروی ہے: عن ابی الفضل سمعت علی بن عاصم یقول لو وزن علم ابی حنیفۃ بعلم اہل زمانہ لرجح علیہ ابی حنیفۃ۔ یعنی "علی بن عاصم فرمایا کرتے تھے کہ اگر امام ابو حنیفہؒ کے علم کے ساتھ وزن کیا جائے تو تمام زمانہ کا علم ان کے علم پر غالب آ جائے۔"

عن محمد بن احمد بن الفضل سمعت علی بن عاصم یقول لو

اقاویل ابی حنیفة فمن لم یعرف اقاویله احل بجهله المحرم وحرم الحلال وضل عن الطریق۔ یعنی "محمد بن جابر سے روایت ہے کہ میں نے علی بن عاصم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں۔ پس جو شخص ان کے اقوال میں مسئلہ نہ دیکھے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر کے اسلام کے رستہ کو گم کر دیتا ہے۔"

دیکھو اس چیتو سے محدثین نے کیسا صریح فیصلہ کر دیا ہے کہ جو غیر اہل حدیث امرتسر میں جو ایک صفحہ صرف فتاوی کے لیے مخصوص رکھا ہوا ہے۔ اور اس میں مختلف مسائل کے جواب بلا لحاظ اقوال امام ابوحنیفہؒ کے خود بخود اپنے اجتہاد سے لکھے جاتے ہیں وہ بالکل ناجائز کارروائی ہے کیونکہ بسا اوقات عدم فقاہت کی وجہ سے حرام کو حلت اور حرم کو حرمت کا فتوی دے کر مجیب کو ضلوا واضلوا کا مصداق بنا پڑتا ہے۔

٣٩۔ ابوعاصم النبیل متوفی ٢١٢ھ جن کی توثیق میں صاحب تقریب نے ثقہ، ثبت کے الفاظ لکھے ہیں اور ترجمہ کے ذات سے ہیں امام ابوحنیفہ کے فقیہ ہونے کی شہادت اس طرح پر دیتے ہیں۔ کتاب کردری جلد ا ص ١١٦

عن بشر بن یحیی قیل لابی عاصم النبیل ابوحنیفة افقه ام سفیان قال هو والله افقه من ابن جریج ما رأت عینی رجلا مثله اشد اقتدارا علی الفقه۔ یعنی "بشر بن یحیی سے روایت ہے کہ ابوعاصم نبیل سے پوچھا گیا کہ فقاہت میں ابوحنیفہؒ بڑھ کر ہیں یا سفیان ثوری؟ آپ نے کہا بخدا ابوحنیفہؒ تو ابن جریج سے بھی فقیہ ہیں جو مکہ میں مجتہد تھے، میں نے اپنی آنکھ سے آپ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو فقہ پر ایسی زبردست قدرت رکھتا ہو۔"

٤٠۔ عبدالعزیز بن ابی رواد متوفی ١٥٩ھ جو امام بخاری کے اور محدثین



اربعہ کے اعلیٰ شیوخ سے ہیں۔ اور تقریب میں ان کو صدوق عابد لکھا گیا ہے۔ ان کا قول امام اعظم کی نسبت خیرات حسان کے ص ٢٥ میں اس طرح پر لکھا ہے: وقال الحافظ عبدالعزیز بن ابی رواد من احب ابا حنیفة فهو سنی ومن ابغضه فهو مبتدع وفی روایة بیننا وبین الناس ابوحنیفة فمن احبه وتولاه علمنا انه من اهل السنة ومن ابغضه علمنا انه من اهل البدعة۔ یعنی "عبدالعزیز ابن رواد فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنیفہؒ سے محبت رکھتا ہو وہ تو سنی ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ بدعتی ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ ہم میں اور لوگوں میں امام ابوحنیفہؒ کا سوال ہے جو ان سے محبت اور دوستی رکھتا ہو ہم اس کو اہل السنۃ سمجھتے ہیں اور جو ان سے بغض رکھتا ہو ہم اس کو اہل بدعت قرار دیں گے۔"

وقال ابراهیم بن معاویة الضریر من تمام السنة حب ابی حنیفة وقال کان یصف العدل ویقول به وبین للناس سبیل العلم ووضح لهم مشکلاته یعنی "ابراہیم بن معاویہ کا قول ہے کہ سنت وجماعت کا کمال امام ابوحنیفہؒ کی محبت سے ہوتا ہے آپ نے طریق عدل بیان کر دیا۔ اور اس پر فتوی دیا اور لوگوں کے لیے علم کا رستہ بنا دیا اور ان کی تمام مشکلات کو آسان کر دیا۔"

دیکھو ان بزرگ محدثین نے تو اس بات کا فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے بغض رکھنے والا شخص ہرگز اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ بدعتی فرقہ سے ہے۔

٤١۔ عبداللہ بن داؤد الخریبی متوفی ٢١٣ھ ثقہ، عابد اور امام بخاری اور سنن اربعہ کے رواۃ سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہؒ کی نسبت تبییض الصحیفہ کے ص ٣٣ میں اس طرح پر مروی ہے: روی الخطیب

عن محمد بن سعد الكاتب قال سمعت عبد الله بن داود الخريبي يقول يجب على أهل الإسلام أن يدعوا الله لأبي حنيفة في صلاتهم قال وذكر حفظه عليهم السنن والفقه یعنی محمد بن سعد کاتب کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن داود خریبی کو یہ کہتے سنا ہے کہ تمام اہل اسلام پر فرض ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ کے لیے دعا کیا کریں، پھر اس بات کا ذکر کیا کہ امام موصوف نے اہل اسلام کے لیے حدیث و فقہ کو اچھی طرح محفوظ کر دیا ہے۔

خیرات الحسان صفحہ ۳۲ میں ہے وقيل لبعض الأئمة لم تمدح أبا حنيفة عند ذكره تمدح دون غيره قال لأن منزلته ليست كمنزلة غيره فيما نفع الناس بعلمه فخصصته عند ذكره ليرغب الناس بالدعاء له۔ یعنی بعض اماموں کو جو امام ابوحنیفہ کی تعریف کرتے تھے کہا گیا کہ آپ ان کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہیں اور دوسرے اماموں کی نہیں کرتے، فرمایا اس لیے کہ ان کا رتبہ اوروں کی طرح نہیں ہے کیونکہ ان کے علم سے لوگوں کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔ میں اس لیے ان کے ذکر کے وقت خصوصیت سے ان کی تعریف کرتا ہوں تاکہ لوگوں کو ان کے لیے دعا کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

۳۲۔ **مکی بن ابراہیم** متوفی ۲۱۵ھ جو ثقہ ثبت اور صحیح ستہ کے رجال ثقات سے ہیں۔ ان کی شہادت امام ابوحنیفہ کی نسبت تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۱۶ میں اس طرح پر مروی ہے۔ روی الخطيب عن اسمعيل بن محمد الفارسي قال سمعت مكي بن ابراهيم ذكر ابا حنيفة فقال كان اعلم اهل زمانه۔ یعنی اسمعیل فارسی کہتے ہیں کہ میں نے مکی بن ابراہیم کو امام ابوحنیفہ کے ذکر میں یہ کہتے سنا کہ آپ اپنے تمام اہل زمانہ سے زیادہ عالم



تھے۔ تہذیب جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳ میں لکھا ہے: هو مكي بن ابراهيم البلخي دخل الكوفة سنة ۱۴۴ھ ولزم ابا حنيفة وسمع منه الحديث والفقه واكثر عنه الرواية وكان يحب ابا حنيفة حبا شديدا۔ یعنی مکی بن ابراہیم بلخی امام ثقہ ہیں جو کوفہ میں سنہ ۱۴۴ھ میں داخل ہوئے اور امام ابوحنیفہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے حدیث و فقہ سنی اور اکثر ان سے روایت حدیث کی اور ان کو امام صاحب سے سخت محبت تھی۔

۳۳۔ **خلف بن ایوب** العامری متوفی ۲۱۵ھ جو فقیہ محدث امام ترمذی کے رواۃ سے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی نسبت ان کی شہادت امام موفق کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۷۳ میں اس طرح مروی ہے۔ عن وهب بن ابراهيم الحنفي قال خلف بن ايوب الكوفي كنت اختلف الى مجالس العلماء فربما سمعت شيئا لا اعرف معناه فيغمني ذلك فاذا انصرفت الى مجلس ابي حنيفة سألته عما كنت لا اعرفه فيفسر لي ذلك فتحصل في قلبي من بيانه وتفسيره نور۔ یعنی خلف بن ایوب کہتے ہیں کہ میں مختلف علماء کی مجالس میں حاضر ہوتا تھا اور بعض باتیں ایسی سنتا تھا جن کے معنی نہ پہچانتا تھا جس سے مجھ کو تشویش حاصل ہوتی تھی۔ پس جب میں امام ابوحنیفہ کی خدمت میں آتا اور ان سے اس کے معنی دریافت کرتا تو آپ کے بیان اور تفسیر سے میرے دل میں روشنی داخل ہو جاتی۔

۳۴۔ علی بن المدینی متوفی ۲۳۴ھ استاذ امام بخاری جن کی نسبت صاحب تقریب نے لکھا ہے۔ ثقة ثبت امام اعلم اهل عصره بالحديث وعلله حتى قال البخاري ما استصغرت نفسي الا عند علي بن المديني۔ یعنی امام علم حدیث میں اپنے زمانہ کے کل محدثین سے اعلم تھے حتی کہ بخاری نے کہا کہ

ہیں سے اپنے نفس کو ہیراں مدینی کے کسی پاس حقیر سمجھا، امام ابوحنیفہ کے حق
میں ان کی شہادت ثقات امان کے سلسلے میں کس طرح مرقوم ہے: قال الامام
علی بن المدینی ابو حنیفة روی عنه الثوری وابن المبارك وحماد
بن زید وهشام ووکیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهو
ثقة لا باس به یعنی علی بن مدینی نے فرمایا ہے کہ ابوحنیفہ سے
سفیان ثوری و عبداللہ بن مبارک و حماد بن زید اور ہشام اور وکیع و عباد بن
العوام اور جعفر بن عون سے (جو سب کے سب بخاری کے شیوخ اور ثقہ مستند
کے ہیں) روایت حدیث کی۔ اور وہ ثقہ ہیں لا باس بہ ہیں۔

دیکھو اس شہادت اور امام بخاری کے جلیل استاد کی شہادت نے کیسے
صاف طور پر ثابت کر دیا کہ امام ابوحنیفہؒ کی ثقاہت میں کوئی بھی احتمال نہیں ہے
اور ان سے ستر اکابر محدثین نے روایت کی ہے۔

۲۵۔ امام اسحٰق بن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ جن کو تقریب میں
ثقة حافظ مجتهد لکھا ہے اور تہذیب میں لکھا ہے کہ امام احمد نے فرمایا
امام اسحٰق کا مثل میں نہیں جانتا اور وہ ہمارے نزدیک ائمہ مسلمین سے ہیں اور اکثر
صحاح کے علی الخصوص راوی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت ان کی شہادت کتاب
جامع موفق جلد ۲ صفحہ ۴۲ میں اس طرح پر مروی ہے: عن علی بن اسحٰق بن
راهویه قال سمعت ابی یقول ما رأیت احدا اعلم بالاحکام و
القضایا من ابی حنیفة۔ یعنی علی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ اسحٰق
بن ابراہیم بن راہویہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے احکام
وقضایا کا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

۲۶۔ عبید ابن اسباط متوفی ۲۰۰ھ جو ترمذی والے، جو شیوخ



سے ہیں، امام ابوحنیفہؒ کا سید الفقہاء ہونا تسلیم کرتے ہیں چنانچہ کتاب موفق جلد ۲
صفحہ ۳۲ میں اس طرح پر مروی ہے: حدثنی حبیب بن اسباط قال کان
ابو حنیفة سید الفقهاء، ولم یعرض فی دینه احد الا حاسد او جاهل
یعنی عبید بن اسباط فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ سید الفقہاء تھے۔ اور امور
دین میں آپ کی نسبت جو نکتہ چینی کرے وہ حاسد یا شریر سمجھا جاتا تھا۔

الغرض ہم کہاں تک امام ابوحنیفہؒ کی نسبت محدثین کی شہادتیں پیش کریں
یہ تو ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔

اب ناظرین خود ہی سمجھ سکتے ہیں کہ ان ۲۶ زبردست شہادتوں نے کس
صراحت سے امام الائمہ ابوحنیفہ کا سید الفقہاء، کامل الاجتہاد ہونا ثابت کر دیا
اور کہ فقہ و حدیث میں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں۔ اور آپ وہ
امام الہدایت تھے کہ آپ سے عام و خاص خلق خدا نے فیض کثیر حاصل کیا اور تمام
اکابر محدثین آپ ہی سے مشکل مسائل میں مدد لیتے اور آپ کے ہی قول پر فتوے
دیتے تھے اور آپ اپنے ہی زمانہ میں علم و فقہ و تقویٰ و اصل میں اہل تسلیم
کیے جاتے تھے اور فقہاء و محدثین نے فیصلہ کر دیا تھا کہ علم و فقہ کا حاصل ہونا اسی شخص
کو میسر ہو سکتا ہے کہ جس کو آپ کی کتب اور فتاویٰ میں تعبیر ہو اور آپ کے شاگردوں
کی مجلس میں بیٹھنے کا اس کو فخر حاصل ہو اور محدثین نے یہ بھی مان لیا کہ کوئی دو
وش (محدث) ہے، کوئی طبیب (فقیہ)، لیکن امام صاحب میں وہ دونوں باتیں
ہیں۔ یعنی کہ یہ دونوں منصب حاصل ہیں اور کہ امام صاحب کا عمل ایسی احادیث
پر ہوتا تھا جو صحت کے میزان میں پوری اتری ہوں اور جن کے راوی سب کے سب
عادل و ثقہ ہوں اور جن پر آخری عمل رسول مقبول اور خلفاء راشدین کا ہو۔ اب
وہ شخص دشمن انصاف ہے جو باوجود ایسی زبردست شہادتوں کے دیکھنے کے بھی

امام کے حاصل اور فقہ و اجتہاد میں کلام کرے۔ ہم میاں محمد عظیم حیدرآبادی سے پوچھتے ہیں کہ ایمان سے بتاؤ تمہارا یہ کہنا کہ "اکثر محدثین در خود اثر تو ہیں کہ امام صاحب کے اجتہاد پر معترض ہیں" یہ ایک سفید جھوٹ ہے یا نہیں۔ کیا آپ جیسے یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئے گی کہ "اجتہاد کی شرائط بھی امام ابوحنیفہ پورے نہیں پاتے اور فقہ میں بھی امام صاحب کی رائے کچھ ٹھیک نہیں"۔ صاحب کو اقوال ائمہ محدثین و فقہاء کی روشنی میں اس کے لیے کافی تعداد سے ہم اوپر نقل کر چکے ہیں۔ در شہادت کبار محدثین سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ جو شخص امام صاحب کی نسبت ایسے خیالات رکھتا ہو، وہ کالانعام بل ہم اضل سبیلا کے گروہ میں شمار ہونے کے لائق ہے غالباً ہمارے دوست کی کیفیت ابو نسیم بھی کا رعاد کی طرف ہی رہبری کرتی ہے۔ انصاف ناظرین کی تسلی کے لیے امام صاحب کی فضیلت کے ثبوت میں ۴۹ جلیل القدر پیشوایان دین کی شہادتیں جو اوپر نقل ہو چکی ہیں کافی ہیں۔

اب ہم آپ کی توجہ ان روایات بالخصوص روایت نمبری ۴۰ کی طرف مبذول چاہتے ہیں جس سے ثابت ہے کہ اہل سنت و اہل بدعت کی شناخت کا معیار ہی امام ابوحنیفہ کی حب و بغض ہے جس کو آپ سے محبت ہوگی وہ اہل سنت ہے اور جو آپ سے بغض رکھتا ہو وہ کم بخت اہل بدعت میں داخل ہے۔ اب آپ ہی انصاف کریں کہ وہابی حضرات بقول مشہور "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" خود تو اہل سنت اور اہل حدیث بنتے ہیں۔ اور پیروان امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اہل بدعت قرار دیتے ہیں لیکن محدثین کا فیصلہ اس کے برعکس ہے۔ عبدالعزیز بن ابی رواد جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہتے ہیں کہ من احب ابا حنیفۃ فہو سنی ومن ابغضہ فہو مبتدع۔ کوئی معمولی شخص نہیں ہیں بلکہ امام بخاری اور اصحاب سنن اربعہ کے شیوخ میں سے ہیں اور ان کا قول بقول یہ تحت قطعی ہے اور ایسا



ابراہیم بن معاویہ بھی بہت بڑے پایہ کے محدث ہیں۔ جن کا قول ہے: من السنۃ حب ابی حنیفۃ۔ ان سب اقوال سے اس بات کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ امام صاحب کے بدخواہ و آپ کے حق میں بدگوئی کرنے والے وہابی ہرگز اہل سنت و جماعت میں شمار نہیں ہو سکتے بلکہ یہ لوگ بقول محدثین مبتدع ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ

برعکس نہند نام زنگی کافور

یہ اپنے آپ کو اہل السنۃ اہل الحدیث کہتے ہیں، اور پیروان امام اعظم کو بدعتی بتاتے ہیں۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اخیر کی روایت نمبر ۴۹ ثابت کرتی ہے کہ امام ابوحنیفہ کی نسبت صرف دو قسم کے لوگوں ہی نے نکتہ چینی کی ہے یا تو وہ جو ان کے رتبہ سے جاہل ہیں یا وہ جو ان کے حاسد شریر ہیں۔

اور دوسری روایتوں ۳۵، ۴۱ سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام کا فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں جناب امام کے حق میں دعاء خیر کیا کریں کیونکہ آپ سے جو فیض تمام اہل اسلام کو ہو رہا ہے اس کا مقتضا یہی ہے کہ ہم آپ کا احسان نہ بھولیں اور صمیم قلب سے نماز میں آپ کے لیے دعا کرتے رہیں۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ اس امر کا مزید ثبوت کہ جناب امام کے حق میں دعا کرنا اور آپ کی تعظیم و تکریم کرنا اہل اسلام کا فرض ہے۔ امام شافعی کے اس عمل سے ملتا ہے کہ آپ امام ممدوح کے مزار پرانوار پر دعا کے لیے جایا کرتے اور وہاں جب کبھی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوتا تو ایسا کوئی عمل نہ کرتے تھے جو آپ کے مذہب کے خلاف ہو اس سے آپ کو امام صاحب کی تعظیم اور ادب

مروی تھا جیسا کہ خیرات الحسان کے ص۷۲ میں لکھا ہے۔ علم منه ثم لم يزل العلماء
وذوو الحاجات يزورون قبره ويتوسلون عنده في قضاء حوائجهم ويرون
نجح ذلك منهم الإمام الشافعي رحمه الله لما كان ببغداد فإنه
جاء عنه أنه قال إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيء إلى قبره
فإذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وجئت إلى قبره وسألت
الله عنده فتقضى سريعاً وذكر بعض المتكلمين على منهاج النووي
أن الشافعي رحمه الله صلى الصبح عند قبره فلم يقنت فقيل له
لم؟ فقال تأدباً مع صاحب هذا القبر وذكر ذلك غيره أيضاً وزاد أنه
لم يجهر بالبسملة۔ یعنی ہمیشہ علماء اور اہل حاجات، امام ابوحنیفہؒ کی قبر
کی زیارت کرتے رہے اور امام کو وسیلہ قضاء حاجت گردانتے تھے جن میں سے امام
شافعیؒ بھی تھے۔ جب کہ وہ بغداد میں تھے۔ ان کا قول ہے کہ میں امام ابوحنیفہؒ سے
برکت حاصل کرنے کے لیے ان کی قبر پر جایا کرتا ہوں۔ اور جب کوئی حاجت پیش
آجاتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر آپ کی قبر پر جا کر خدا سے دعا کرتا ہوں اور حاجت
جلدی پوری ہو جاتی ہے بعض نے لکھا ہے کہ جب امام شافعیؒ نے صبح کی نماز آپ کی
قبر کے پاس پڑھی تو قنوت پڑھنا چھوڑ دیا۔ کسی نے پوچھا ایسا کیوں کیا؟ فرمایا صاحب
قبر کے ادب کے لحاظ سے۔ یہ بھی روایت ہے کہ بسم اللہ بھی آہستگی سے پڑھی۔
الغرض: امام شافعی ایک مجتہد مستقل مذہب حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مانند

---

۱۔ ملا علی قاری نے بھی کتاب مذکور کے ص۱۹۹ میں بہ اتفاق کے ساتھ قول ابن حجر و امام نسائی وابن ماجہ
امام شافعی کا یہ قول ثابت کیا ہے۔ ۲۔ ترک قنوت کی روایت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ
نے بھی حجۃ اللہ البالغہ کے ص۱۴۹ میں لکھی ہے۔



تعظیم کرتے ہیں کہ ان کی قبر کے پاس جب نماز صبح پڑھتے تو اس میں قنوت پڑھنا
جو ان کے مذہب میں سنت تھا چھوڑ دیتے اور بسم اللہ بھی اونچی نہ پڑھتے کیونکہ یہ
امور امام ابوحنیفہؒ صاحب قبر کے مذہب کے خلاف تھے اور وہاں ان کے خلاف
کرنا سوء ادب تھا۔ پھر امام شافعیؒ صرف آپ کے ادب کے لحاظ پر ہی اکتفا
نہ کرتے تھے بلکہ آپ کی بزرگی کا ان کو یہاں تک اعتقاد تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش
آجاتی تو آپ کی قبر پر جا کر دعا کرنے سے حل ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر کوئی کور باطن شخص اپنی نافہمی سے اس روایت کی نسبت یہ اعتراض
کرنے لگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مجتہد امام کسی امام کے صرف ادب کے لحاظ
سے اپنے فعل کو جو اس کے نزدیک سنت ہو ترک کر دے اس کی کم بینی کی تردید
خود ہی صاحب خیرات الحسان نے بطور جواب ایک سوال مقدر کے روایت مذکورہ
کے بعد اس طرح پر کر دی ہے۔ ولا إشكال في ذلك خلافاً لمن طغى .. (إلى
حرج) وإن الحاسدين له خفي عليهم حسنة مبينا۔ جس تمام
عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ "یہاں کوئی اشکال (شبہ) نہیں حائل ہو سکتا۔ جیسا کہ
کسی نے گمان کیا ہے کیونکہ گاہ بگاہ سنت کے مقابلہ میں ایک ایسا امر بھی
پیش آجاتا ہے کہ وہاں سنت کا چھوڑ دینا بہتر ہوتا ہے کیونکہ وہ دوسرا امر زیادہ اہم
ہوتا ہے اور کچھ شک نہیں ہے کہ اظہار رفعت شان علماء ایک امر اہم مطلوب اور
عظیم مقصود ہے اور پھر جب کہ دشمنان امام ابوحنیفہؒ کی تذلیل اور بے خبر جاہلوں کی تفہیم
کے لیے اس کی سخت حاجت تھی تو ایسا کرنا قنوت پڑھنے اور بسم اللہ کے جہر سے
بہت بہتر تھا کیونکہ وہ مختلف فیہ امور ہیں۔ اور تعظیم علماء متفق علیہ ہے اور اس کا
نفع عام اور قنوت و جہر بسم اللہ کا نفع خاص ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ امام
ابوحنیفہؒ کے جیسے کہ ان کی زندگی میں بہت حاسد تھے۔ وفات کے بعد بھی بہت

تھے حتیٰ کہ آپ کو سخت ایذا دی گئی اور آپ کے قتل تک کی سخت کوشش کی گئی۔ اور کوئی دقیقہ آپ کی بے تعظیمی کا باقی نہ چھوڑا۔ پس آپ کی تعظیم قائم رکھنے کے لیے امام شافعیؒ جیسے پیشوائے دین کی طرف سے ایسے فعل کا ظہور بہت ضروری تھا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ کسی امر کا بیان فعل کے ساتھ قولی بیان سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے کیونکہ دلالت فعل عقلی ہوتی ہے اور دلالت قول وضعی ہوتی ہے جس میں تخلف مدلول ہونا بھی متصور ہو سکتا ہے اور فعل میں ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مثلاً زید کا اپنے کرم پر فعل کرکے دلیل لانا اس کے برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے کرم پر صرف قول سے دلیل قائم کرنا چاہے کہ میں کریم ہوں جب یہ تمہید قائم ہو چکی تو یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ امام شافعیؒ کا یہ فعل قنوت اور جہر بسم اللہ کے ترک سے بہت بہتر تھا جس سے امام ابوحنیفہؒ کے مزید ادب کا اظہار مطلوب تھا اور اس سے آپ کے شرف و علو کا ثبوت دینا تھا، اور ظاہر کرنا تھا کہ آپ اعلیٰ ائمہ دین سے تھے جن کی قدر ہر اہل اسلام پر فرض ہے اور آپ کی تعظیم و توقیر سب پر واجب اور آپ اس درجہ کے امام تھے کہ بعد وفات بھی آپ کے مزار کے سامنے آپ کے ادب کے لحاظ سے ایسے فعل کے کرنے سے حیا کرنا چاہیئے جو آپ کے قول کے برخلاف ہو۔ چہ جائیکہ آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے ایسا کیا جائے اور جان سے ثابت ہوا کہ آپ کے مخالف حاسد محض گروہ خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق ہیں۔"

چونکہ امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد و فقیہ النفس مسلم الثبوت ہونے کی بحث ہم مفصل بحث کر چکے ہیں اور مع مثلاً ۴۹ مسائل میں بڑے بڑے نامی گرامی کا ذکر کی درج کر چکے ہیں اس لیے اب ہمیں تھوڑی سی توجہ اپنے دوست میاں حیدرآبادی کے اس نرالے قول کی طرف بھی کرنا چاہیئے جو اس نے لکھا ہے کہ امام بخاری اور مسلم بھی مجتہد ہیں اور ان کا اجتہاد مسلم الثبوت ہے معلوم ہوتا ہے کہ



میاں حیدرآبادی کو مجتہد و محدث کی تعریف سے کچھ بھی آگاہی نہیں۔ ورنہ وہ اس مغالطہ میں پڑ کر مجتہد کو ایک بازیچہ اطفال نہ سمجھتے جیسا کہ مرزائیوں نے الف دو نوٹ کو ایک کھیل سمجھا ہوا ہے۔

## مجتہد کون ہو سکتا ہے؟

واضح رہے کہ کوئی عالم خواہ وہ کیسا ہی متبحر فی العلم کیوں نہ ہو مجتہد کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ تاوقتیکہ اس میں حسب ذیل شرطیں نہ پائی جائیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے بحوالہ امام بغوی ورافعی وغیرہ کے اپنی کتاب عقد الجید کے صفحہ میں کس طرح لکھا ہے۔ قال البغوی۔ والمجتهد من جمع خمسة انواع من العلم علم كتاب الله عز وجل وعلم سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم واقاويل علماء السلف من اجماعهم واختلافهم وعلم اللغة وعلم القياس وهو طريق استنباط الحكم من الكتاب والسنة اذا لم يجده صريحا في نص كتاب او سنة او اجماع فيجب ان يعلم من علم الكتاب الناسخ والمنسوخ والمجمل والمفسر والخاص والعام والمحكم والمتشابه والكراهة والتحريم والاباحة والندب والوجوب و يعرف من السنة هذه الاشياء ويعرف منها الصحيح والضعيف والمسند والمرسل ويعرف ترتيب السنة على الكتاب وترتيب الكتاب على السنة حتى لو وجد حديثا لا يوافق ظاهره الكتاب يهتدي الى وجه محمله فان السنة بيان للكتاب ولا تخالفه ثم يجب [illegible] ورود [illegible]

التفسير والاخبار والمواعظ وكذلك يجب أن يعرف من علم اللغة ما
أتى في كتاب وسنة في امور الاحكام دون الاحاطة بجميع لغات
العرب ويتمرن في التخرج فيها بحيث يقف على مرام كلام العرب فيما
يدل على المراد من اختلاف المحال والاحوال لأن الخطاب ورد بلسان
العرب فمن لم يعرفه لا يقف على مراد الشارع ويعرف اقاويل
الصحابة والتابعين في الاحكام ومعظم فتاوى فقهاء الامة
حتى لا يقع حكمه مخالفا لاقوالهم فيكون فيه خرق الاجماع واذا
عرف من كل من هذه الانواع معظمه فهو حينئذ مجتهد ولا
يشترط معرفة جميعها بحيث لا يشذ عنه شيء منها واذا لم
يعرف نوعا من هذه الانواع فسبيله التقليد وان كان متبحرا في
مذهب واحد من آحاد ائمة السلف فلا يجوز له تقلد القضاء
ولا الترصد للفتيا. یعنی "مجتہد وہ ہوتا ہے جو پانچ قسم کے علوم کا جامع ہو
اوّل علم قرآن کا۔ دوم علم سنت و حدیث کا۔ سوم اقوال علماء سلف کے اجماع و
اختلاف کا۔ چہارم علم لغت کا۔ پنجم علم قیاس کا۔ اور قیاس سے وہ طریق استنباط
حکم مراد ہے کہ جب کوئی حکم صریح طور پر کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع

---

۱ دیکھو میاں حیدر آبادی کی یہ تحریر مندرجہ اخبار اہل حدیث ۲۶ مارچ ۱۹۰۹ء صفحہ ۷ کالم ۲
تقلید کو آپ جیسے [illegible] اہل حدیث کی تحریر مندرجہ اخبار ۲ اپریل ۱۹۰۹ء صفحہ ۷ کالم ۲
[illegible] عام ہے کہ عام [illegible] علماء [illegible] سلف کے برخلاف ہے اور پھر
یہ دعویٰ [illegible] جو کچھ لکھتے ہیں اصول فقہ کے مطابق لکھتے ہیں عوام کو سراسر دھوکہ دینا نہیں
تو اور کیا ہے؟



میں نہ مل سکتا ہو تو اس کو بذریعہ قیاس کے قرآن و حدیث یا اجماع سے استنباط کیا جائے
پس مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ علم قرآن سے ناسخ و منسوخ، مجمل و مفسر، خاص و عام
محکم و متشابہ، کراہت و حرمت، اباحت و ندب اور وجوب کو جانتا ہو اور حدیث
سے بھی علاوہ علم مذکور بالا کے صحیح و ضعیف، مسند و مرسل اور رواۃ کی قوۃ و ضعف کا علم
رکھتا ہو اور نیز حدیث کو کتاب اور کتاب و حدیث پر ترتیب دینے کی بھی
اس کو لیاقت ہو حتیٰ کہ اگر کوئی ایسی حدیث مل جائے جو اپنے ظاہر معنی کے لحاظ
سے قرآن کے مطابق نہیں ہے تو اس کی وجہ تطبیق معلوم کر سکتا ہو کیونکہ حدیث قرآن
کی تفسیر کا بیان ہے نہ اس کے مخالف۔ اور مجتہد کو صرف ان احادیث کا جاننا
ضروری ہے جو احکام شرعیہ میں وارد ہوئی ہوں نہ وہ جو قصص اور اخبار اور مواعظ کے
بارہ میں وارد ہوں۔ ایسا ہی علم لغت سے ان لغات کا جاننا ضروری ہے جو قرآن و حدیث
کے اندر احکام کے بارے میں وارد ہوں۔ تمام لغات عرب کا احاطہ ضروری نہیں۔ اور مجتہد
کو اس میں اس قدر مہارت کرنا ضروری ہے کہ کلام عرب کے اصل مقصود سے آگاہ
ہو جائے کہ مختلف محل اور مختلف احوال میں اس سے کیا مراد ہوتی ہے۔ کیونکہ
خطاب الٰہی تو عربی زبان میں ہی وارد ہوا ہے۔ جو شخص لغت کو نہ جانتا ہو وہ
مراد شارع سے کس طرح واقف ہو سکتا ہے؟ یہ بھی ضروری ہے کہ اقوال صحابہ اور

---

۱ ایسی احادیث تخمیناً ۳ ہزار اور آیات قرآنی ۵ سو ہیں اصول القرآن والاحادیث [illegible] جو کچھ ہے وہ
[illegible] قصص، خبر، مواعظ وغیرہ ہے۔ دیکھو نور الانوار صفحہ [illegible]۔ والمراد من معرفة
الكتاب وهو مقدار خمس مائة آية لانه اصل الشرع
والباقي قصص ونحوها. والمراد من السنة ما يتعلق بها وهو مقدار ثلاثة الاف
[illegible] ما قالوا۔ نور الانوار۔

مقلدین جو ورع و صلاح میں مشہور ہوں اور فقہاء امت کے بڑے بڑے فتاوی کا علم بھی رکھتا ہو تاکہ اس کا حکم ان کے اقوال کے برخلاف واقع نہ ہو کیونکہ اس میں اختلاف کا ڈر لگا ہے۔ جب ان اقسام سے ہر ایک کے علم کو حاصل کر لیا تو اب یہ شخص مجتہد ہے تمام امور سے اس طرح کی واقفیت کی شرط نہیں ہے کہ کوئی جزوی بات بھی باقی نہ رہ جائے اور جب ان اقسام سے کسی ایک طرح کو بھی رہ جاتا ہو تو اس کو تقلید سے چارہ نہیں۔ اگرچہ وہ ائمہ مسلمین سے کسی مذہب میں عالم متبحر ہی کیوں نہ ہو لیکن ایسے شخص کو قاضی ہونا یا منصب دینے کا امیدوار ہونا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ ابن قیم کی کتاب اعلام الموقعین میں جو غیر مقلدین کے نزدیک کا درجہ رکھتی ہے اس میں لکھا ہے۔ لا یجوز لاحد ان یاخذ من الکتاب والسنۃ ما لم یجتمع فیہ شروط الاجتہاد ومن جمیع العلوم یعنی کسی کو جائز نہیں کہ کتاب و سنت سے بطور خود کچھ اخذ کرے جب تک اس میں اجتہاد کی شرطیں جمع نہ ہوں اور ہر قسم یعنی صرف و نحو، لغت، محاورات، محکم متشابہ، ناسخ و منسوخ و صحابہ و تابعین کے اقوال کا علم نہ ہو مطلب یہ کہ کتاب و سنت سے استدلال خاص مجتہد کی شان ہے اور جس کو یہ رتبہ نصیب نہ ہو خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو اس پر مجتہد کی تقلید لازم ہے۔

پس جب کہ تصریحات بالا سے صاف ثابت ہے کہ شریعت محمدیہ میں صرف ایسا ہی عالم فاضل شخص مجتہد کے درجہ رتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ جس میں

---

؎ اس سے اخبار اہل حدیث یکم جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ کی وہ تحریر غلط بلکہ دروغ ثابت ہوتی ہے کہ علماء اہل حدیث نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جس کے پاس صرف قرآن مجید مع ترجمہ ہو تو اس کو اس کا تمام دین کے مسئلوں کے لیے کافی ہے۔



کل شرطیں مذکورہ بالا مع متعلقات کے پائی جائیں اور جس عالم میں کسی شرط کی ایک قسم کی بھی کمی ہے تو وہ ہرگز مجتہد کے رتبہ کو پا نہیں سکتا۔ خواہ کتنا ہی علم اس کو حاصل ہو۔ اب اس سے پہلے ہم کہتے ہیں کہ امام بخاری وغیرہ محدثین میں مجتہد ہونے کی کوئی شرط بھی مکمل پائی نہیں جاتی اور نہ ہی انہوں نے اپنے مجتہد یا فقیہ ہونے کا دعوی کیا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ بڑے حافظ الحدیث اور محدث کامل تھے اور اس تعداد سے کئی درجہ زیادہ احادیث آپ کو یاد تھیں۔ جن کا کسی مجتہد کو حاوی ہونا لازمی ضروری ہے مگر علم قرآن و حدیث کے ساتھ جو یہ قید لگائی گئی ہے کہ وہ ناسخ و منسوخ، مجمل و مفسر، خاص و عام، محکم و متشابہ آیات و احادیث کا بھی علم رکھتا ہو اور ساتھ ہی اس کے کراہت و حرمت اباحت و استحباب اور وجوب کو بھی جانتا ہو۔ سو یہ باتیں کامل طور پر امام بخاری میں کہاں پائی جاتی تھیں کیونکہ یہ باتیں فقیہ سے متعلق ہوتی ہیں اور وہ محدث مشہور تھے اور محدث کو ان باتوں کا جاننا کوئی ضروری نہیں ہے صرف حدیث کو جیسا کہ اس نے سنا ہے نقل کر دینا ضروری ہوتا ہے چنانچہ اس بات کی تصریح خود غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان مرحوم نے ابجد العلوم کے صفحہ ۲۲۳ میں اس طرح پر کر دی ہے۔ من معرفۃ نصوص الاحاد والناسخ والمنسوخ وان تعلقت بعلم الحدیث لکن المحدث لا یفتقر الیہ لان ذلک من وظیفۃ الفقیہ لانہ یستنبط الاحکام من الاحادیث فیحتاج الی معرفۃ التواتر والاحاد والناسخ والمنسوخ فاما المحدث فوظیفتہ ان ینقل ویروی ما سمعہ من الاحادیث کما سمعہ فان تصدی لما رواہ فزیادۃ فی الفضل۔ یعنی تحقیق پہچاننا حدیث متواتر و احاد اور ناسخ و منسوخ کا اگرچہ علم حدیث کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ لیکن محدث اس کی طرف محتاج نہیں ہوتا کیونکہ یہ کام فقیہ (مجتہد) کا ہے کیونکہ وہ احادیث سے

سکتا ہے پس محتاج ہوتا ہے معرفت تواتر و آحاد اور ناسخ و منسوخ کے لیکن
محدث پس کا کام اس کا نقل و روایت کرنا ہے حدیث کو جمع کرنا ہے جیسی کہ گئی ہے۔ پس
اگر اپنی روایت کے لیے معرفت تواتر وغیرہ کی طرف متوجہ ہو تو یہ فضیلت میں زیادتی ہے۔

ایسے ہی چوتھی و پانچویں یعنی علم لغت و علم قیاس (فقہ) کی شرط بھی امام بخاری وغیرہ میں پورے طور پر پائی نہیں گئی کیونکہ آپ ایک کامل اور کثیر الحدیث محدث تھے اور علماء نے لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص حدیث کے ساتھ کسی اور علم کا بھی شغل رکھے تو وہ کبھی محدث نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ وہ دیگر علوم و فنون میں بھی کامل ماہر ہو سکے چنانچہ مقدمہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے: وقد قال الخطیب البغدادی ان علم الحدیث لا یعلق الا بمن قصر نفسہ علیہ ولم یضم غیرہ من العلوم الیہ وقال الامام الشافعی اتریدون ان تجمع بین الفقہ والحدیث ھیھات۔ یعنی "خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ تحقیق علم حدیث کا صرف اسی شخص سے تعلق ہو سکتا ہے جو اپنی ذات کو اسی پر قاصر رکھے اور کسی دوسرے فن کے حاصل کرنے کو اس کے ساتھ ضم نہ کرے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ فقہ و حدیث دونوں کو جمع کرے تو یہ مشکل بات ہے۔"

امام ترمذی شاگرد امام بخاریؒ بہ نسبت محدثین کے فقہاء کے اعلم بمعانی احادیث ہونے کے اپنی صحیح کے باب غسل المیت میں اس طرح پر شہادت دیتے ہیں۔ وکذلک قال الفقہاء وھم اعلم بمعانی الحدیث۔ یعنی "فقہاء بہ نسبت محدثین کے حدیث کے معانی جاننے میں بہت عالم ہیں۔"

علاوہ اس کے شہادت ۲ میں امام اعمش متوفی ۱۴۸ھ کا قول یا معشر الفقہاء انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ۔ گزر ہی چکا ہے جس میں وہ گروہ فقہاء کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ تم لوگ طبیب ہو اور ہم محدثین دوا فروش



در کتاب الموفق جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ میں مروی ہے عن محمد بن سعد العوفی سمعت ابن حفص یزید بن ہارون و عندہ یحیی بن معین و علی بن المدینی و احمد بن حنبل و زہیر بن حرب و جماعۃ حتی جاء مستفت فسألہ عن مسئلۃ فقال لہ اذھب الی اھل العلم فقال لہ ابن المدینی الیس اھل العلم والحدیث عندک قال اھل العلم اصحاب ابی حنیفۃ وانتم صیادلۃ۔ یعنی "محمد بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے اس شخص سے جو یزید بن ہارون کی مجلس میں حاضر تھا سنا ہے کہ ان کے پاس یحیی بن معین و علی بن مدینی (استاد امام بخاری) اور احمد بن حنبل (امام مجتہد) اور زہیر بن حرب اور دوسرے علماء کی جماعت بیٹھی تھی کہ آپ (یزید بن ہارون) کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچھنے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اہل علم کے پاس جاؤ۔ اس پر ابن مدینی نے ان سے کہا کیا آپ کے پاس اہل علم و حدیث بیٹھے ہوئے نہیں ہیں۔ فرمایا کہ اہل علم تو امام ابو حنیفہؒ کے اصحاب ہیں اور آپ لوگ دوا فروش ہیں۔"

پس اس سے اور اس سے پہلی تصریحات سے صاف ثابت ہے کہ عموماً بڑے بڑے محدثین قدیماً و حدیثاً فقہ سے بالکل عاری تھے اور دیگر علوم جن کی ضرورت ہے قرآن و حدیث کے معانی میں تدبر و تفقہ کی مدد مل سکتی ہے اور مجتہد کے لیے ان کی ضرورت ہوتی ہے وہ علاوہ ہے۔ یہ علم الٰہی تو صرف ائمہ مجتہدین ہی کے لیے مخصوص تھا کہ وہ ہم محدث کامل و ہم فقیہ مکمل تھے۔ جیسا کہ دوسری ہی شہادت میں امام اعمش کا قول بحق امام ابو حنیفہ اس طرح پر گزر چکا ہے۔ وانت یا نعمان جمعت الطرفین۔ یعنی "تم نے اے ابو حنیفہؒ دونوں طرف (فقہ و حدیث) سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے۔" اسی طرح شہادت ۲۳ میں

ابو سفیان حمیری کا یہ قول لکھا ہے۔ ثلثة هم الائمة ذهب له مالم يذهب لاحد من كشف [illegible] الفقهية وتفسير [illegible] الاحاديث المبهمة۔ یعنی "امام ابوحنیفہ امت محمدیہ میں بڑے عالم تھے مسائل فقہ کے حل کرنے اور احادیث مبہمہ کی تفسیر کرنے میں، جو درجہ ان کو حاصل تھا وہ کسی کو حاصل نہیں ہوا۔"

بس اسی واسطے مولوی خرم علی نے بھی جو غیر مقلدین کے پیشوا خیال کیے جاتے ہیں، ترجمہ مشارق الانوار کے مقدمہ میں اس طرح پر لکھا ہے: "اجتہاد کرنا ہر عالم کا کام نہیں۔ اس کو بہت علم اور فہم تیز چاہیے اسی واسطے اہل سنت میں چار اماموں کے مذہب مقرر ہوگئے ان کے برابر اب تک کسی کو علم اور فہم حاصل نہیں تھا علاوہ اس کے ان کا زمانہ حضرت کے زمانہ سے بہت قریب تھا جو حضرت کے وقت کی رسم اور عادت تھی اور اس وقت کی بول چال کا طریق وہ لوگ ہی سمجھتے تھے اس وقت کے عالموں کو کہنا نہایت مشکل ہے" بلکہ بعض علماء نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ بعد امام شافعی کے زمانہ کے کوئی مجتہد مستقل پایا نہیں گیا۔

چنانچہ نافع الکبیر مقدمہ جامع صغیر کے صفحہ ۳ میں اس طرح پر لکھا ہے: وقال ابن حجر قال ابن الصلاح ان هذه المرتبة قد [illegible] من نحو ثلاث مائة [illegible] نقل ابن الصلاح عن بعض الاصوليين انه لم يوجد بعد عصر الشافعي مجتهد مستقل۔ یعنی ابن حجر نے کہا ہے کہ ابن صلاح نے فرمایا ہے کہ مجتہد مطلق مستقل کا مرتبہ قریباً تین سو سال سے منقطع ہو گیا ہے بلکہ بعض اصولیوں سے ابن صلاح نے یہ نقل کیا ہے کہ بعد زمانہ امام شافعی کے مجتہد مستقل پایا نہیں گیا۔

پھر اسی کے صفحہ ۸ میں لکھا ہے: واحمد بن حنبل لم يذكره الامام ابو جعفر الطبري في [illegible] وقال انما هو حافظ للحديث



یعنی امام احمد بن حنبل کو امام ابوجعفر طبری نے فقہاء میں شمار نہیں کیا اور کہا ہے کہ وہ صرف حافظ حدیث تھے۔

دیکھو انھوں نے تو امام احمد بن حنبل کو بھی مستقل مجتہد تسلیم نہیں کرتے چہ جائیکہ بعض آج کے امام بخاری و مسلم مجتہد مستقل ثابت کیے گئے تھے گو اس میں شک نہیں ہے کہ بہ نسبت دیگر علماء محدثین کے امام بخاری انتہائی پکے گئے ہیں اور انھوں نے صحت و حفظ احادیث کے ساتھ فقہ کو بھی حمیدی متوفی ۲۱۹ شاگرد امام شافعی سے پڑھا ہے اور اس میں کسی قدر مہارت پیدا کر کے امام شافعی کے اصول اور قواعد میں اجتہاد بھی کیا ہے جیسا کہ امام کی صحیح کے تراجم ابواب سے ظاہر ہے لیکن تاہم ان کو فقہ میں اس قدر مہارت تامہ حاصل نہ ہوئی تھی کہ غیر منصوص احکام کو قرآن و حدیث سے بذریعہ اپنے قیاس کے نکال سکتے یا کسی نظیر کو نظیر پر محمول کر کے کوئی مسئلہ برآمد کر سکتے۔ بلکہ ان کے بعض معاصرین نے تو ان کو فتوی دینے سے بھی منع کر دیا تھا اور صاف کہہ دیا تھا کہ آپ فتوی دینے کے لائق نہیں ہیں۔ چنانچہ ہدایہ کی شروح عنایہ شرح الہدایہ و کفایہ وغیرہ کے باب الرضاع میں لکھا ہے کہ امام ابوحفص کبیر متوفی ۲۱۷ شاگرد امام محمد میں جب امام بخاری بخارا میں آکر فتوی دینے لگے تو انکو امام ابوحفص کبیر نے منع کر دیا کہ آپ فتوی دینے کے لائق نہیں ہیں مگر انھوں نے اس نصیحت کو نہ مانا حتی کہ ایک دن کسی نے ان سے پوچھا کہ اگر دو لڑکوں نے ایک بکری کا دودھ پی لیا ہو تو ان کا کیا حکم ہے آپ نے کہہ دیا کہ ان میں حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جب لوگوں نے آپ کا یہ فتوی سنا تو انھوں نے آپ پر اس قدر ہجوم کیا کہ آپ بخارا چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔

اس حکایت کے بعد فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ مقدمہ میں لکھا ہے: ومن [illegible] ليس بمعرض للمخاطب [illegible] یعنی جو

شخص احکام کے مستنبط کرنے اور فتویٰ دینے میں دقیق النظر نہیں ہوتا وہ اکثر خطا کیا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ امام بخاری کا اجتہاد میں کثرت سے مشغول ہونا خود ان کے تراجم الابواب سے ہی ظاہر ہے، باوجودیکہ بخاری تصنیفات مبوب بر ترتیب فقہ و مسائل مجتہدین اور کتب فقہ مروجہ ان کے سامنے موجود تھیں تاہم انہوں نے جو ابواب اپنی صحیح میں باندھے ہیں، اگر ذرا بھی غور سے ان کو دیکھا جائے تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ترجمۃ الباب کا مطلب تو کچھ اور ہوتا ہے اور حدیث جو اس کی تائید میں لائی گئی ہیں، اس کا مفہوم کچھ اور ہے جس پر شارحین بخاری کو ان کی مناسبت باہمی پیدا کرنے میں بہت ہی سرگردانی کرنی پڑی ہے اور بڑے بڑے تعلقات اور تاویلات رکیکہ کرنے پر بھی اطمینان نہیں ہوا۔ چنانچہ جن صاحبوں کو اس قسم کا نظارہ دیکھنا مطلوب ہو وہ کتاب عون الباری مطبوعہ نولکشور کا صفحہ [illegible] سے [illegible] تک ملاحظہ کریں جس میں صرف سوا ۲۰ احادیث صرف کتاب الصلوٰۃ سے نکلی گئی ہیں باقی کتاب کے ابواب کا حال علیٰ ہذا القیاس۔

پس جبکہ امام بخاری کی قابلیت ہی بہت بڑھی ہوئی تھی اور مجتہد کی شرائط مذکورہ بالا کامل طور پر سب ان میں پائی جاتی تھیں اس لیے حسب مذکورہ بالا شاہ ولی اللہ محدث کے اخیر فقرہ [illegible]
[illegible] في مذهب واحد من احد منهم [illegible]
[illegible] کے مقلدین امام شافعی میں شمار کیے گئے ہیں کہ حضرت مولوی شاہ ولی اللہ صاحب نے کتاب انصاف کے صفحہ ۶ میں [illegible] اقسام سے کسی ایک قسم کو بھی نہ مانتا ہو تو اس کو کسی مجتہد کی تقلید سے چارہ نہیں اگرچہ وہ مسلمین کے کسی مذہب میں عالم تبحر ہی کیوں نہ ہو۔ پس ایسے شخص کو نا بنانا فتویٰ دینے کا امیدوار ہونا جائز نہیں ہے۔



کی ہے: فذكره معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره في طبقات الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل شيخنا العلامة على ادخال البخاري في الشافعية بذكره في طبقاتهم وكلام النووي الذي ذكرناه شاهد له بعينه" امام بخاری طبقات شافعیہ میں شمار کیے گئے ہیں اور جن لوگوں نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے ان میں سے شیخ تاج الدین سبکی ہیں انہوں نے کہا ہے کہ بخاری نے فقہ حمیدی سے سیکھی اور حمیدی نے امام شافعی سے فقہ سیکھی اور ہمارے استاد علامہ نے بخاری کے شافعیوں میں داخل ہونے پر یہ حجت پکڑی ہے کہ تاج الدین سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور نووی کا کلام جو ہم نے ذکر کیا اس امر کا شاہد ہے۔

اور مقدمہ قسطلانی کے صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے: وقال التاج السبكي وذكره ابو عاصم العبادي في طبقات اصحاب الشافعية. یعنی تاج الدین سبکی نے کہا ہے کہ ابو عاصم نے بخاری کو علمائے شافعیہ میں شمار کیا ہے۔ اب امام بخاری کے امام شافعی کے مذہب کی طرف منسوب ہونے اور اس میں داخل ہونے کی حقیقت بھی سن لیجیے جو شاہ صاحب ہی اس طرح پر لکھتے ہیں: ومنهم [illegible] الى [illegible] في [illegible] والاجتهاد [illegible] الادلة وترتيب [illegible] الاجتهاد [illegible] [illegible] من طريقه [illegible] [illegible] مذهب الشافعي [illegible] محمد بن اسمعيل البخاري [illegible] منسوب بشافعی ہونے کے یعنی میں کہ اجتہاد اور دلیلوں کی تلاش کرنے اور ان کو ترتیب دینے میں امام

شافعی کے طریق پر چلو اور ان کا اقتدا [illegible] کے اجتہاد سے [illegible] اگر کہیں مخالف ہو تو مخالفت کی پروا نہیں کی اور امام کے طریقہ سے بجز چند مسائل کے خارج نہیں ہوا۔ حدیث امر اس کے شافعی مذہب میں داخل رہنے کا [illegible] محمد بن اسماعیل بھی اسی قسم کے مقلدین شافعی سے ہیں۔

پس جبکہ حسب اقرار داد و تصریحات ان علمائے متقدمین کے جو باعتبار قرب زمانہ کے امام بخاری کے علم و فقہ و استنباط مسائل و غیرہ حالات سے کما حقہٗ واقف تھے، امام بخاری صرف علمائے شافعیہ میں سے ثابت ہیں اس لیے اس زمانہ کے غیر مقلدوں کے مقابلہ میں [illegible] جو عوام میں ان کو مجتہد مستقل ثابت کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں تو یہ امر محض ان کی خود غرضی و نفسانیت پر مبنی ہے کیونکہ جب تک وہ امام بخاری کو ثبوت سے امام شافعی کے رتبہ تقلید سے نکال کر مجتہد مستقل ثابت نہ کر لیں خود کس طرح مجتہد بن سکتے ہیں [illegible] جزئی مسائل میں فتویٰ دینے کے لیے سند قیمت پیش ہو سکتے ہیں مگر یہ قول ہے کہ جس کے پاس صرف قرآن مجید اور سنن ابو داؤد ہو اس کو تمام دین کے مسئلوں کے بتانے کا کوئی سبب حالانکہ [illegible] حافظ ابن قیم حنبلی متوفی [illegible] اپنی کتاب اعلام الموقعین میں صاف لکھ گئے ہیں [illegible]

[illegible] یعنی "کسی کو صرف قرآن و حدیث سے علم خود کوئی مسئلہ نکالنے کا حق نہیں [illegible] جب تک تمام علوم دینیہ [illegible] متقدمین علمائے اہل حدیث کی قرار داد اور زمانہ حال کے مدعیان اہل حدیث کی کارروائی میں کس قدر بعد مشرقین واضح ہو گیا۔

[illegible] تفاوت رہ از کجاست تابکجا

[illegible] نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء [illegible] میں ان کی تعریف بایں الفاظ لکھی ہے [illegible]



# رد مطاعن امام الاعظم

حیدر آبادی صاحب نے امام ابو حنیفہ کی نسبت رسالہ اہل الذکر میں جس قدر اعتراض کر کے ناحق اپنی عاقبت خراب کی ہے اگرچہ ان کے مختصر جواب خود ائمہ ثلاثہ اور [illegible] کی شہادت سے مذکورہ بالا اہل علم ان کو سمجھ سکتے ہیں لیکن تاہم ان کی طرز اس کے اعتراضات کی ترتیب وار مفصل تعلیمی کھولنا اس لیے بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ [illegible] پس کر اپنے کئے سے نادم ہو کر شدہ [illegible] کی ہدایت اور [illegible]

[illegible] کی وعید شدید مروی صحیح بخاری سے نجات حاصل ہو۔

وہابی شرح مسلم ثبوت سے ثابت ہے کہ مجتہد کے لیے پانچ سو حدیث کا [illegible] ضروری ہے لیکن امام صاحب کا اس قدر جاننا کسی کتاب حنفیہ سے ثابت نہیں اگر ہے تو نمبر وار ذکر کرو۔ الخ نیز شرح مسلم میں لکھا ہے کہ مجتہد کو علم اصول سے واقف ہونا ضروری ہے لیکن یہ شرط ہونا امام ابو حنیفہ سے بالکل مفقود ہے کیونکہ علم اصول کے مدون تو امام شافعی ہوئے ہیں جو امام ابو حنیفہ کے انتقال کے بعد پیدا ہوئے مقدمہ میں لکھا ہے مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ تین لاکھ یا پانچ لاکھ حدیث کو جانے یہ شرط امام احمد و مالک و اصحاب صحاح ستہ خصوصاً امام بخاری میں علی وجہ الکمال پائی جاتی ہے لیکن امام صاحب کو اتنے احادیث کہاں

---

[illegible] نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء کے صفحہ [illegible] میں ان کی تعریف بایں الفاظ کی ہے [illegible]

یاد تھے۔

**حنفی** معلوم ہوتا ہے کہ وہابی دوست نے کبھی شرح مسلم کو نہیں دیکھا صرف سنا سنایا ہی لکھ دیا ہے کہ مجتہد کے لیے پانچ سو احادیث کا جاننا کافی ہے ورنہ اصل میں مجتہد کے لیے ۵۰۰ سو آیت اور تین ہزار ۳۰۰۰ احادیث جاننا ضروری ہے جیسا کہ نور الانوار کے صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ والمراد من الکتاب بعض الکتاب وھو مقدار خمس مائة آیة لانه اصل الشرع والباقی قصص ونحوها وکذا المراد من السنة بعضها وھو مقدار ثلثة آلاف علی ما قالوا۔ یعنی مجتہد کے لیے جو کتاب و سنت کا جاننا ضروری ہے سو کتاب سے مراد تقریباً ۵۰۰ سو آیات قرآنی ہیں جو اصل شریعت ہیں اور باقی قصص و مواعظ اور اخبار وغیرہ ہیں۔ اسی طرح سنت میں سے بھی تین ہزار ۳۰۰۰ احادیث ہیں جو اصل شریعت ہیں اور باقی اخبار و قصص اور مواعظ وغیرہ ہیں اور نور الانوار وغیرہ کی یہ تصریح دراصل اسی قول وعلم کتاب ھذہ علم سنة رسول اللہ کی تفسیر ہے جو شیخ التعارم کے صفحہ ۲۰۹ میں مجتہد مستقل کی شرط میں ہے اور کتاب المجموع امام نووی سے منقول ہے پس جب مجتہد کے لیے تین ہزار ۳۰۰۰ احکامی احادیث کا جاننا ضروری ثابت ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ یہ مقدار وافر امام اعظم میں پائی جاتی تھی اور معترض جو اپنی بے علمی اور نادانی سے انکار کرکے کہتا ہے کہ اس قدر احادیث کو امام اعظم کا جاننا کسی کتاب صحیح سے ثابت کرو ہم کتاب حنفیہ کو چھوڑ کر بقول ـــ والفضل

---

- یہ عبارت اصل اہل اللہ کے صفحہ ۱۱ میں اس عبارت پر لکھی ہے کہ مجتہد کے لیے پانچ سو اور آیت سو احادیث کا جاننا کافی ہے اگرچہ محترم ... کی عقل کا مدار کر سکتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ جیسا اس کا مدعا تھا ویسی ہر چیز بھی ہاتھ پڑ گئی۔



ما شهدت به الاعداء کے کتب علمائے شافعیہ وغیرہ سے ہی امام موصوف کا تین ہزار کیا بلکہ کثیر احادیث میں شمار کرکے اپنے تذکرۃ الحفاظ جلد اصفحہ ۱۶۸ میں اس طرح پر لکھا ہے۔ ابو حنیفة الامام الاعظم فقیه العراق رأی انس بن مالک غیر مرة لما قدم علیهم الکوفة وحدث عن عطاء و نافع و عبد الرحمن بن هرمز الاعرج و عدی بن ثابت و سلمة بن کهیل و ابی جعفر محمد بن علی و قتادة و عمرو بن دینار و ابی اسحاق وخلق کثیر وحدث عنه وکیع و یزید بن هارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبید الله بن موسی و ابو نعیم و ابو عبد الرحمن المقری و بشر کثیر وکان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا کبیر الشان قال ابن المبارک ابو حنیفة افقه الناس وقال الشافعی الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة وقال ابو داؤد ان ابا حنیفة کان اماما۔ انتهی مختصراً۔ یعنی امام اعظم ابو حنیفہ فقیہ عراق نے کئی دفعہ انس بن مالک صحابی کو جب کہ وہ کوفہ میں آئے تھے دیکھا اور حدیث بیان کی عطاء بن ابی رباح و نافع و عبد الرحمن بن ہرمز الاعرج و عدی بن ثابت و سلمہ بن کہیل و ابی جعفر محمد بن علی و قتادہ و عمرو بن دینار و ابی اسحاق اور بہت خلق سے اور ان سے حدیث بیان کی وکیع بن الجراح و یزید بن ہارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبید اللہ بن موسیٰ و ابو عبد الرحمن مقری اور بہت آدمیوں نے اور تھے امام پرہیزگار، عالم، عامل، عابد، عظیم الشان۔ ابن مبارک نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ افقہ الناس تھے اور امام شافعی نے کہا ہے کہ تمام آدمی فقہ

ابوحنیفہؒ کے وظیفہ خوار ہیں اور امام ابو داؤد نے کہا ہے کہ تحقیق ابوحنیفہ دین کے امام تھے اسی طرح علامہ محمد بن یوسف شافعی نے کتاب عقود الجمان میں ایک علیحدہ باب باندھا ہے جس کا عنوان یہ ہے۔ الباب الثالث والعشرون فی بیان کثرۃ حدیثہ وکونہ من اعیان الحفاظ یعنی باب نمبر ۲۳ امام ابوحنیفہؒ کے کثیر الحدیث اور بڑے حفاظ میں سے ہونے کے بیان میں ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ فن حدیث میں حفاظ میں کون شمار ہو سکتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں حافظ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو ایک لاکھ حدیث سنداً و متناً یاد ہو پھر متعصب مخالف کا یہ کہنا کہ امام صاحب کو بہت تھوڑی احادیث یاد تھیں اور اس لیے آپ مجتہد نہ تھے ایسی بات ہے کہ کوئی دشمن دین بھی منہ سے نہیں نکال سکتا۔

## امام صاحب کے مشائخ چار ہزار تھے

علاوہ ازیں اسباب کا اندازہ کرنا کہ امام صاحب کو کس قدر احادیث معلوم تھیں اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے مشائخ کی تعداد جن میں تابعین و تبع تابعین ہیں چار ہزار ۴۰۰۰ تک ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان کے صفحہ ۲۶ میں لکھا ہے۔ الفصل العاشر فی مشائخہ فی الحدیث منہم انہ اخذ عن اربعۃ آلاف شیخ من ائمۃ التابعین وغیرہم ومن ثم ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلۃ اعتنائہ بالحدیث فہو اما لتساہلہ او حسدہ اذ کیف یتأتی لمن ہو کذلک استنباط مثل ما استنبطہ من المسائل التی لا تحصی کثرۃ مع انہ اول من استنبط من الادلۃ علی الوجہ المخصوص المعروف فی کتب اصحابہ رحمہم اللہ۔ یعنی پہلے گزر چکا



ہے کہ آپ نے چار ہزار ۴۰۰۰ مشائخ ائمہ تابعین سے حدیث کو اخذ کیا اور اسی لیے امام ذہبی وغیرہ نے ان کا ذکر تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے اور جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ آپ حدیث کی کم پروا کرتے تھے وہ یا تو تساہل یا حسد کی وجہ سے کہتا ہے کیونکہ ایسے شخص سے کس طرح مسائل لاتحصی ولاتعد کا استنباط ہو سکتا ہے باوجودیکہ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے استنباط ادلہ کا ایسی مخصوص وجہ سے کیا ہے کہ آپ کے شاگردوں کی کتابوں میں ہے اور یہ جس قدر بیان کیا گیا ہے چار ہزار کی تعداد دلیل کی محتاج نہ تھی کیونکہ امام موفق بن احمد مکی جلد اول کے صفحہ ۳۷ سے صفحہ ۴۵ تک اور علامہ خوارزمی نے صفحہ ۳۸ سے ۸۰ تک بترتیب حروف تہجی اکثر مشائخ کے ترتیب وار نام وغیرہ بھی لکھ دیئے ہیں جو شخص اس کی تصدیق چاہے مذکورہ کتاب ملاحظہ کر کے دیکھ لے۔

اب جاننا ہے کہ جس شخص کے استاد حدیث کے چار ہزار ہوں وہ کس قدر حدیث کا جاننے والا ٹھہرے گا۔ اگر فی شیخ صرف دو حدیث کا لینا بھی درست کر لیا جائے تو چار ہزار حدیث کے آپ حافظ ثابت ہوتے ہیں جب کہ دوسرے مقام پر تذکرۃ الحفاظ کے صفحہ ۲ پر تسلیم کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ باوجود جلالت قدر حدیث سے امام تھے لیکن ان کے مشائخ حدیث گنتی کے صرف اسی ثابت ہوتے ہیں چنانچہ علامہ موفق بن احمد مکی نے صفحہ ۳۷ میں لکھا ہے۔ حکی عن عبد اللہ بن ابی حفص الکبیر انہ وقع منازعۃ فی زمنہ بین اصحاب ابی حنیفۃ وبین اصحاب الشافعی فجعل اصحاب الشافعی یفضلون الشافعی علی ابی حنیفۃ فقال ابو عبد اللہ بن ابی حفص عدوا مشائخ الشافعی ثم عدوا فبلغوا ثمانین ثم عدوا مشائخ ابی حنیفۃ من العلماء والتابعین فبلغوا اربعۃ آلاف فکان ہذا

هذا من أدنى فضائل أبي حنيفة" یعنی ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر سے لکھا ہے کہ ان کے وقت میں ایک دفعہ امام صاحب اور امام شافعی کے شاگردوں میں تنازع ہوا۔ امام شافعی کے شاگرد ان کو امام ابوحنیفہؒ پر ترجیح دیتے تھے۔ ابوعبداللہ نے کہا امام شافعی کے مشائخ کا شمار کرو کہ وہ کس قدر ہیں جب شمار کیا گیا تو ۸۰ نکلے پھر امام ابوحنیفہ کے مشائخ کا شمار ہوا تو ان کی تعداد چار ہزار تک نوبت پہنچی پھر ابوعبداللہ کہنے لگے یہ امام صاحب کے ادنیٰ فضائل سے ہے۔

**امام صاحب کے شاگردوں کی تعداد**

اسی طرح جن لوگوں نے امام صاحب سے حدیث روایت کی ہے ان کی بھی تعداد کثیر ثابت ہوتی ہے چنانچہ خیرات حسان کے صفحہ ۲۶ میں ہے "الفصل الثالث في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقه قيل استيعابه متعذر لا يمكن ضبطه ومن ثم قال بعض الأئمة لم يظهر لأحد من أئمة الإسلام المشهورين مثل ما ظهر لأبي حنيفة من الأصحاب والتلاميذ ولم ينتفع العلماء وجميع الناس مثل ما انتفعوا به وبأصحابه في تفسير الأحاديث المشتبهة والمسائل المستنبطة والنوازل والقضايا والأحكام جزاهم الله خيرا وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمة نحو ثمانمائة مع ضبط أسمائهم ونسبهم بما يطول ذكره." یعنی امام صاحبؒ سے جن لوگوں نے حدیث و فقہ کا علم لیا ان کی تعداد کا ضبط کرنا مشکل ہے اس لیے کہ آپ سے کسی امام اسلام کے اس قدر اصحاب و تلامیذ نہیں ہوئے جتنے امام صاحب کے ہیں اور علماء دین و عوام الناس نے جس قدر نفع آپ سے اور آپ کے اصحاب سے حاصل کیا ہے اور کسی سے نہیں حاصل کیا



پہنچا ہے۔ احادیث مشکلہ کی تفسیر اور مسائل مستنبطہ و احکام و قضایا کے متعلق بعض متاخرین محدثین نے تقریباً آپ کے آٹھ سو شاگردوں کی فہرست لکھی ہے جس میں ان کا نام و نسب نقل کیا ہے ایسا ہی حافظ جلال الدین سیوطی نے تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۹ سے لگا اصحاب ابی حنیفہؒ کی نام وار فہرست لکھی ہے اور کردری نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۹ سے ۲۴۲ تک اصحاب ابی حنیفہ کے شاگردوں سے ۷۰۰ کی فہرست تفصیل تمام کے ساتھ بیان کی ہے جس میں سے عبداللہ بن یزید مقری کی نسبت صفحہ ۲۱۹ پر لکھا ہے کہ صرف اس نے امام صاحب سے ۹۰۰ حدیث سنی تھی۔ وقس على هذا الباقي۔ اب آپ ہی خیال کریں کہ جب صرف ایک ہی شاگرد آپ کا ایسا ہے جس نے آپ سے نو سو ۹۰۰ حدیث سنی ہے اور ایسے شاگرد سینکڑوں اور ہیں جن کی تعداد کا ضبط کرنا بقول مصنفین مشکل ہے تو پھر آپ کے تحری الحدیث اور کثرت حفظ حدیث کا اندازہ باانصاف ناظرین خود لگا سکتے ہیں اور یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ باوجود اس کے امام صاحب کی نسبت یہ بات کہ آپ حدیث نہیں جانتے تھے یا آپ سے بڑھ کر کوئی [illegible] علم حدیث تھا کس کا قول کہاں تک راستی سے گرا ہوا ہے۔ خیرات الحسان کے صفحہ ۲۵ میں خلف بن ایوب سے جو امام ترمذی کے استادوں میں اس طرح پر منقول ہے وقال خلف بن ايوب صار العلم من الله تعالى إلى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار إلى أصحابه ثم صار إلى التابعين ثم صار إلى أبي حنيفة وأصحابه فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط۔ یعنی خلف بن ایوب فرماتے ہیں کہ علم دین خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو پہنچا پھر آپ کے اصحاب کو پھر ان سے تابعین کو پھر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کے حصہ میں آیا اب جو چاہے اس پر خوش ہو

بوجہ ان مشاغل کے ... وہ امام الائمہ تھے تو کم حدیث دیں
اسلام آپ سے روایت کی گئی ۔ صحابہ سے بھی کئی روایات اور ہے مگر نہیں
ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا مذہب مشرق سے مغرب تک تمام دنیا میں
پھیلا ہوا ہے اور یہی پہلے حامل الحدیث جناب رسول اللہ ... اور وہی وجہ تھی جس نے
اہل اسلام کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ ان پر جب ہے کہ ہی ملاحظہ
کیں اور ابو حنیفہ کے لیے دعا کیا کریں کیونکہ انہوں نے ان کے لیے رسول اللہ کی سنن
اور فقہ کو محفوظ کیا ہے دیکھو شہادت ۴۱۔ وہابی دوست کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ
جو ماہر فن الحدیث ہوتا ہے وہ بلا تحقیق مجتہد ہو سکتا ہے کیونکہ اگر ایسی صورت
ہوتی تو بجنب اس روایت کے اتحاف العادات کے صفحہ ۲۲ میں اس طرح پر لکھی
ہے۔ قال الشافعی لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحیحۃ منا
فاذا کان خبر صحیح فاعلمونی حتی اذهب الیه کوفیا
کان او بصریا او شامیا ۔ امام احمد بن حنبل کو امام شافعی پر ترجیح نہ
ہوئی ...
... لکھتے ہیں
کہ وہ صرف ماہر حدیث تھے ... کوئی مجتہد مستقل نہیں ہوں۔
ہاں یہ امر کہ صرف حدیث میں حضرت امام ابو حنیفہ کی ... چند ... بڑی
معتبر تصانیف موجود نہیں سو اس کی وجہ بھی ... بیان کر دی ہے چنانچہ
خیرات الحسان کے صفحہ ... پر لکھا ہے۔ وانما قلت الروایۃ عنه ...

؎ یعنی امام شافعی نے امام احمد سے کہا کہ آپ صحیح حدیثیں بہت زیادہ جانتے ہیں
بس تو کوئی صحیح حدیث آپ کو معلوم ہو تو مجھے آپ اطلاع دیں کہ میں اس پر عمل کروں
خواہ وہ کوفی ہو یا بصری و شامی ہو کسی ملک سے آپ کو ملی ہو۔



ثم يظهر حديثه في الخارج كما ان ابا بكر وعمر رضي
الله عنهما لما اشتغلا بمصالح المسلمين العامة لم
يظهر عنهما من رواية الاحاديث مثل ما ظهر عن
دونهما حتى صغار الصحابة رضوان الله عليهم وكذلك
مالك والشافعي لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عن غيرهما
من رواية ابي زرعة وابن نعيم لاشتغالهما بذلك الاستنباط
على ان كثرة الرواية بدون الدراية ليس فيه كثير
مدح بل عقد له ابن عبد البر بابا في ذمه ثم قال
الذي عليه جماعة فقهاء المسلمين وعلمائهم ذم
الاكثار من الحديث بدون تفقه ولا تدبر وقال ابن
... اقل الرواية تفقه ۔ یعنی چونکہ حضرت امام ابوحنیفہ ایک بہت بڑے
مسائل دین میں مشغول تھے اس لیے آپ کی روایت حدیث کا زیادہ ظہور خارج
میں نہ ہوا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق جب کہ عام مسلمانوں کے مصالح
اور انتظامی امور میں مشاغل تھے اس لیے ان سے روایت حدیث کا
ظہور ایسا نہیں ہوا جیسا کہ دوسرے صحابہ سے حتی کہ چھوٹے صحابہ سے ہوا ہے اور ایسا
ہی امام مالک و شافعی سے بھی اس قدر روایت حدیث کا ظہور نہیں ہوا جیسا کہ ان کے غیر
سے ہوا کیونکہ اس کام کے لیے فارغ تھے جیسا کہ ابو زرعہ اور ابو نعیم وغیرہ کیونکہ ائمہ
مذہب استنباط مسائل کے کام میں مشغول تھے علاوہ یہ کہ کثرت روایت
بغیر درایت کے موجب مدح نہیں ہے بلکہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب میں اس کی مذمت
میں علیحدہ باب باندھا ہے اور لکھا ہے کہ فقہاء اور علماء اسلام اس امر پر متفق ہیں
کہ کثرت حدیث بدون فقہ و تدبر مذموم ہے اور ابن شبرمہ سے کہا ہے کہ ...

کرنا بہ منتقب ہے بستان المحدثین کے صفحہ ۴ پر امام مالک کا قول لکھا ہے۔ لیس العلم بکثرة الرواية انما هو نور يضعه الله في القلب یعنی علم کثرت روایت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی دل کو بخشتا ہے میزان شعرانی کے صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے۔ وكان الامام حمدان بن سهل يقول لو كنت قاضياً لحبست كلا من هذين الرجلين من يطلب الحديث ولا يطلب الفقه او يطلب الفقه ولا يطلب الحديث ويقول انظروا الى الائمة المجتهدين كيف طلبوا الحديث مع الفقه ولم يكتفوا باحدهما یعنی امام حمدان بن سہل کہتے ہیں کہ اگر میں قاضی یعنی حاکم ہوتا تو ان دو آدمیوں میں سے ہر ایک کو قید کرتا یعنی جو شخص حدیث کو طلب کرے اور فقہ کو طلب نہ کرے یا فقہ کو طلب کرے اور حدیث کو طلب نہ کرے اور فرمایا دیکھو ائمہ مجتہدین کی طرف کہ کیسے انہوں نے حدیث کو فقہ کے ساتھ طلب کیا اور صرف ایک کے ساتھ ہی انہوں نے اکتفا نہیں کیا۔

فاضل صاحب خیرات الحسان اور دیگر علمائے کرام نے اپنی تصنیفات میں مثل دیگر محدثین کے امام ابو حنیفہ سے بطریق کثرت زبانی روایت کے ظاہر نہ ہونے کی بڑی بھاری وجہ یہ بتائی ہے کہ چونکہ وہ دین محمدی کی ایک خاص خدمت یعنی تدوین فقہ اور اس کے ذریعہ سے سنن نبوی کے محفوظ کر دینے کے ایک اصل الاصول کام میں مشغول ہو گئے تھے جس کے مقابلہ میں کثرت تعداد ذکر روایت حدیث کا کام کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا تھا اس لیے ظاہر ہے کہ ایک نہایت ہی عالی ارادہ کام چھوڑ کر وہ ایک ادنیٰ کام روایت حدیث کو کس طرح اختیار کر سکتے تھے جو بعض صورتوں میں بجائے خوبی کے ایک مذموم امر



بیان کی جا سکتی ہے جیسا کہ حضرات شیخین ابوبکر و عمر نے جو کچھ خدمت اسلام اور مسلمانوں کی اصلاح کی ہے وہ ان صحابہ سے قدر و قیمت میں بمدارج بڑھ کر ہے جو صرف روایت کرنے میں مشغول رہے اور اسی وجہ سے حضرات شیخین سے بمقابلہ دیگر ادنیٰ صحابہ کے حدیث کی روایت بہت ہی کم پائی گئی ہے اگر یہ کہو کہ امام مالک و امام شافعی بھی تدوین فقہ میں مشغول ہوئے تھے پھر کیوں ان سے زیادہ احادیث کی روایت ہوئی ہے۔ اس کا جواب علامہ ابن حجر نے [illegible] یہ دیا ہے کہ اگرچہ تدوین فقہ کے قواعد و اصول امام ابو حنیفہ نے قائم کر دیئے تھے امام مالک و شافعی کو اپنی تدوین فقہ میں بہت کم محنت کرنی پڑی ہے تاہم ان [illegible] بہ نسبت دیگر محدثین کے جو صرف روایت کے لیے متفرغ تھے بہت کم احادیث ظاہر ہوئی ہیں۔

دوسری وجہ امام ابو حنیفہ سے کثرت کے ساتھ حدیث ظاہر نہ ہونے کی یہ ہے کہ حضرات شیخین بکثرت روایت احادیث کے بہت ہی مخالف تھے اور یہ خیال ان کو رسول خدا کے اس ارشاد سے پیدا ہوا تھا جو آپ نے کفیٰ بالمرء کذباً ان يحدث بكل ما سمع[1] کے الفاظ سے فرمایا ہے، تھا جس پر حضرت عمر [illegible] صرف قلیل روایت کرنے کی تاکید نہیں فرماتے تھے بلکہ وہ زیادہ روایت کرنے والوں کو سزا [illegible] دینے سے دریغ نہ کرتے تھے اور حضرت صدیق نے بھی جمع کردہ احادیث کو جلا دیا تھا چنانچہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۴ میں لکھا ہے وقد كان عمر من وجله يخطئ الصاحب على رسول

---

[1] یعنی آدمی کو اتنا ہی جھوٹ کافی ہے کہ جو بات سنے اسی کو بیان کر دے کیونکہ اس میں جھوٹ بھی ہوتا ہے اور سچ بھی اس لیے اگر ہر بات کو بیان کر دے گا تو ضرور جھوٹا ہو گا۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام۔

الله عليه وسلم و امرهم ان يقلوا الرواية عن
نبيهم وشغلا للناس بالحديث عن حفظ
یعنی حضرت عمرؓ اس خوف سے کہ صاحب حدیث میں روایات پر خلط نہ کر
دیتے ہوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ بہتر ہو اس سے کم روایت بیان کریں تاکہ مشغول ہو جائیں
لوگ ساتھ احادیث کے حفظ کرنے سے۔ پھر حضرت تو یہ ہے۔ عن ابی سلمة
عن ابی هريرة وقلت له اكنت تحدث في زمان عمر هكذا
فقال لو كنت احدث في زمان عمر مثل ما احدثكم
لضربني بمخفقته۔ یعنی ابی سلمہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو ہریرہؓ
سے پوچھا کہ کیا آپ زمانہ عمرؓ میں بھی اسی کثرت سے حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ کہا
اگر میں ان کے زمانہ میں اس کثرت سے حدیث بیان کرتا تو وہ مجھے اپنی چھڑی سے
مضروب کرتے۔ عن سعيد بن ابراهيم عن ابيه ان عمر حبس
ثلاثة ابن مسعود و ابا الدرداء و ابا مسعود الانصاري
فقال قد اكثرتم الحديث عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم۔ یعنی سعید اپنے باپ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت
عمرؓ نے تین صحابہ یعنی ابن مسعود، ابو درداء و ابو مسعود انصاری کو قید کیا اور فرمایا
کہ تم کو یہ سزا اس لیے دی گئی ہے کہ تم نے رسول خدا سے بہت حدیث بیان
کی ہیں اور مشہور یہ ہے۔ قالت عائشة جمع ابی الحديث عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت خمسمائة
حديث فبات ليلة يتقلب كثيرا قالت فغمني فقلت
اتتقلب لشكوى او لشيء بلغك فلما اصبح قال اي بنية
هلمي الاحاديث التي عندك فجئته بها فدعا بنار



فحرقها قال خشيت ان اموت وهي عندك فيكون
فيها احاديث عن رجل قد ائتمنته ووثقت ولم يكن كما
حدثني فاكون قد نقلت ذلك فهذا لا يصح والله اعلم
یعنی حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے باپ نے رسول خدا سے پانچ سو احادیث
جمع کی تھیں وہ میرے پاس تھیں پس ایک دن جو آپ رات کو گھر میں تھے تو
ادھر ادھر بہت بے قراری سے کروٹیں بدلتے رہے مجھ کو فکر ہو گیا۔ تب کہ میری نسبت کوئی
شکایت پہنچی ہے یا کوئی اور امر پیش آیا ہے معلوم ہوتے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ
میری بیٹی وہ احادیث جو تیرے پاس ہیں ان کو لے آ۔ پس میں نے فوراً لا کر
دے دیں پھر آپ نے آگ منگائی اور ان کو جلا دیا اس پر میں نے کہا کہ آپ نے ان کو
کیوں جلا دیا۔ فرمایا کہ مجھے اس بات سے خوف ہوا کہ اگر میں مر جاؤں اور یہ احادیث
تیرے پاس رہیں اور ان میں کوئی ایسی حدیث ہو کہ میں نے آدمی سے سنی ہو جس کو میں نے
معتبر اور معتمد سمجھا ہے اور اصل میں وہ حدیث ایسی نہ ہو جیسی کہ اس نے بیان کی ہے
پس اس حالت میں ایسی حدیث کا نقل کرنے والا ہوں گا اور اصل میں ایسا نہ ہو۔ واضح ہو کہ حضرات
شیخین رسول خدا سے احادیث کے روایت کرنے میں کس قدر محتاط تھے کہ صرف
بہت راویوں کے درمیان میں پڑ جانے سے بھی ان کو رسول خدا سے حدیث کے
صحیح طور پر مروی ہونے کا احتمال رہتا تھا۔ حالانکہ وہ سب عادل اور معتبر لوگ
زمانہ کے صدر اول کے تھے پس چونکہ احادیث اقتدوا بالذين من
بعدی من اصحابي ابوبكر و عمر و عليكم بسنتي وسنة
خلفاء الراشدين المهديين۔ الخ میں رسول خدا نے حضرات شیخین
کی تقلید اور اتباع کے وجوب کا صریح طور پر حکم دیا تھا اس لیے امام ابوحنیفہؒ نے
روایت حدیث کے بارے میں بھی حضرات شیخین کے مسلک اور ان کی سنت سنیہ

کا تاراج کرکے بہ نسبت دیگر محدثین کے کم روایت کی ہے اور تکثیر حدیث اور کتابت حدیث کو پسند نہیں کیا۔

حیدرآبادی دوست نے یہ بالکل جھوٹ کہا ہے کہ سب سے پہلے مدون امام شافعی صاحب تھے مانا آپ کتب سلامیہ سے نابلد ہیں ورنہ ایسا کبھی نہ لکھتے اور نہیں ہم بتاتے ہیں کہ علم شریعت و اصول کے مدون اول کون ہے اگر اس بارہ میں کسی حنفی کتاب کا حوالہ دیں تو شاید تم نہ مانو اس لیے ہم پیش ایک شافعی مذہب بزرگ کی تصنیف سے ثابت کرتے ہیں کہ علم اصول کے مدون امام ابوحنیفہ تھے نہ شافعی مثلاً جلال الدین سیوطی شافعی اپنی کتاب تبییض الصحیفہ صفحہ ۳۶ میں لکھتے ہیں۔ هو اول من دون علم الشريعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالك بن انس فی ترتیب الموطا ولم يسبق ابا حنيفة احد لان الصحابة

۱؎ یہ حدیث ترمذی میں ان الفاظ پر مروی ہے۔ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا بالذين من بعدي من اصحابي ابی بكر وعمر واهتدوا بهدي عمار وتمسكوا بعهد ابن ام عبد۔ ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیروی کرو تم میرے پیچھے میرے اصحاب سے ابوبکر و عمر کی اور چلو تم ساتھ چلنے عمار کے اور پکڑو ساتھ قول ابن ام عبد یعنی ابن مسعود کے۔

۲؎ یہ حدیث مشکوٰۃ باب الاعتصام میں سنن ابوداؤد اور مسند امام احمد سے بایں الفاظ منقول ہے۔ عن العرباض قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم ثم اقبل علينا بوجهه فوعظنا



موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال رجل يا رسول الله كأن هذه موعظة مودع فاوصنا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة۔ یعنی عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ ایک روز نماز پڑھی رسول خدا نے ساتھ ہمارے پھر منہ مبارک ہماری طرف کرکے ایسی نصیحت ہم کو کی کہ ہمارے آنسو نکل پڑے اور دل ڈر گئے پس ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ گویا یہ نصیحت وداع کرنے والے کی ہے پس کوئی ہم کو وصیت کرو ہم کو۔ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وصیت کرتا ہوں میں تم کو پرہیزگاری اللہ تعالیٰ سے اور سننے کی اور ماننے حکم والی اپنے کی اگرچہ حاکم غلام حبشی ہو کیونکہ جو شخص جیئے گا بعد میرے تو دیکھے گا بہت اختلاف پس لازم پکڑو اپنے اوپر میری سنت اور میرے خلفائے راشدین ہدایت یافتہ کی سنت چنگل مارو ساتھ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کے اور سخت دانت مارو اس سنت پر اور دور رکھو اپنے آپ کو نئی باتوں سے کیونکہ ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔ والتابعين لم يضعوا في علم الشريعة ابوابا مبوبة ولا كتبا مرتبة۔ یعنی امام ابوحنیفہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اس کے ابواب مرتب کئے پھر ان کی اتباع مالک بن انس کی اپنی کتاب موطا کی ترتیب دینے میں ہوئے اور امام ابوحنیفہ سے اس بارہ

میں کسی کو سبقت حاصل نہیں ہے کیونکہ صحابہ اور تابعین نے علم فریضہ میں کوئی کتاب یا کتب کی ترتیب نہیں دی۔ علامہ موفق بن محمد مکی نے اپنی کتاب کے جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ میں لکھا ہے فذکر طلحة بن محمد جعفر ان ابا یوسف صاحب ابی حنیفة و اول من وضع الکتب فی اصول الفقه علی مذهب ابی حنیفة یعنی طلحہ بن جعفر کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف شاگرد امام ابی حنیفہ رح ہی پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے علم اصول فقہ میں امام صاحب کے مذہب پر کتابیں لکھیں۔ پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ علم حدیث و اصول فقہ کے مدون بانی امام ابو حنیفہ تھے تو پھر جیسا آدمی کا یہ کہنا کہ علم اصول سے وہ بھی کی [illegible] امام صاحب میں پائی نہیں جاتی سراسر کم [illegible] حماقت کی دلیل ہے۔

ان ہی جیسے آدمی نے جو [illegible] یہ کہا ہے کہ مجتہد کے لیے تین یا پانچ لاکھ احادیث کا جاننا ضروری ہے اول تو یہ تعداد تحقیقی نہیں ہے کیونکہ کسی نے کثرت احادیث کی ہے جیسا کشف الظنون کے صفحہ ۲۹۹ میں لکھا ہے هذا العدد [illegible] نسخت فی الحقیقة و انما المراد منه [illegible] متکررة فقط۔ یہ کروڑ لاکھ احادیث کہاں ہیں اگر تمام جہان کی احادیث جمع کی جائیں تو ۱۵ ہزار حدیث بھی صحیح ثابت نہیں ہو سکتیں حافظ جلال الدین سیوطی نے تمام جہان کی حدیث کی کتابوں سے احادیث کو نقل کر کے اپنی کتاب جمع الجوامع میں بطور استیعاب جمع کی تھا اور پھر اس جمع جوامع سے ۹۵۰ [illegible] میں حضرت شیخ علی متقی نزیل مکہ مکرمہ نے ان احادیث کو ابواب فقہ پر مرتب کر کے اپنی کتاب کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال میں جمع کیا ہے اور اپنی طرف سے کوئی حدیث باقی نہیں رہنے دی اگر [illegible] احادیث کو جن میں سب قسم کی احادیث صحیح حسن ضعیف مرفوع موقوف۔ آثار صحابہ تابعین تبع تابعین کی شمار کیا جائے تو ان



کی تعداد بمشکل ۵۰ ہزار تک پہنچتی ہے اور بحذف مکررات و [illegible] کے صرف ۳۰-۴۰ ہزار ہی رہ جاتی ہے اور پھر ان میں احکامی احادیث حسب تحریر محققین صرف تین ہزار ہیں اور اسی کے قریب ایک مجتہد کو جاننا ضروری ہے باقی جو قصص، فضائل، مواعظ وغیرہ وغیرہ ہیں اگر یہ کہو کہ امام بخاری وغیرہ نے جن سے وہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے ۶ لاکھ احادیث سے انتخاب کر کے اپنی الجامع الصحیح کو مرتب کیا ہے تو اتنی تعداد احادیث [illegible] کو یاد نہیں تھیں تو پھر یہ [illegible] ایسا کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک ایک حدیث کے کئی کئی طرق ہوتے ہیں جن میں بعض صحیح بعض حسن اور ضعیف، [illegible] ہوتے ہیں چنانچہ [illegible] احادیث سے [illegible] ہے پھر [illegible] طرق کے اعتبار و شمار پر متواتر مشہور، آحاد، عزیز، غریب کا اطلاق احادیث پر کیا جاتا ہے پس اگر ہمیں طرق کی برکت سے ۲۰-۳۰ ہزار سے زیادہ نہیں ہے [illegible] زیادہ کے [illegible] ثابت کر دکھائیں جن کا [illegible] ثبوت ان کے ذمے ہے۔ دوم ۵ لاکھ حدیث کی تعداد مجتہد کے لیے نہیں ہے بلکہ [illegible] کے لیے ہے جو بلا اعتباری [illegible] اور اس کی [illegible] معرفت روایت کے [illegible] احادیث و آثار اور [illegible] صحابہ و تابعین وغیرہ سب حدیث کی تعریف میں داخل [illegible] دینا چاہیے جیسا کہ امام احمد کے جو [illegible] قول [illegible] کی کتاب [illegible] صفحہ ۵۵ سے ظاہر ہے اور مطلب اس کا یہ ہے کہ [illegible] مسائل میں فتویٰ دینا کوئی آسان کام نہیں ہے اور اس کے لیے روایات اور معلومات کا بہت ذخیرہ مفتی میں موجود ہونا چاہیے امام احمد کی تصریح مذکورہ دراصل آپ لوگوں کی تردید اور تنبیہ میں واضح ہوئی ہے جن کا خیال یہ ہے کہ صرف قرآن مجید اور سنن ابوداؤد جو تو ان کو تمام دین کے مسئلوں کے لیے کافی ہے، دیکھو اخبار اہلحدیث [illegible]

۱۹۰۹ء صفحہ ۹۔

وہابی

ایک وقت امام شافعیؒ اور محمد بن حسن شاگرد ابو حنیفہؒ میں جھگڑا مباحثہ ہوا کہ ابو حنیفہؒ زیادہ عالم ہے یا امام مالکؒ۔ اس مباحثہ میں امام شافعیؒ نے کہا کہ محمد تمہیں قسم خدا کی تم ہی بیان کرو کہ کون قرآن میں اعلم ہے تو امام محمد نے کہا اللھم صاحبکم (تمہارے صاحب امام مالک) پھر شافعی نے کہا محمد قسم خدا کی بتلاؤ سنت میں کون زیادہ عالم۔ محمد نے کہا اللھم صاحبکم یعنی امام مالک اس کے بعد امام شافعی نے کہا کہ اب قیاس باقی رہا سو قیاس کوئی چیز نہیں۔ یہ حکایت چند کتب تواریخ و طبقات میں مفصل ہے کتب معتبرہ میں غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علم شافعیؒ کا امام مالکؒ سے اور علم امام احمدؒ کا شافعیؒ سے اور علم امام بخاریؒ کا ان سب سے زیادہ تھا مگر امام ابو حنیفہؒ اس درجہ میں بہت کم ہے جیسا کہ ذکر ہوا۔

حنفی

وہابی دوست نے اس مکالمہ کی کوئی سند نہیں بتائی کہ کس کتاب میں مذکور ہے صرف زبان سے کہہ دیا کہ چند کتب تواریخ و طبقات میں یہ حکایت مفصل ہے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ ان چند میں سے کسی ایک کا ہی نام لکھ دیا ہوتا اگر آپ یہ کہیں کہ تاریخ ابن خلکان میں یہ مکالمہ درج ہے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان نے اتحاف النبلاء میں تاریخ ابن خلکان کا حوالہ دیا ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ ابن خلکان میں اس قصہ کا ہونا کوئی دلیل اس کی معتبری کی نہیں ہو سکتی کیونکہ اول تو مصنف ابن خلکان قاضی شمس الدین ابی العباس احمد بن محمد ساتویں صدی کے مؤرخ تھے جنہوں نے ۶۶۹ھ میں اس کتاب کو لکھا اور اس میں بعض ایسی منہ زبانی ائمہ کی باتیں بنی سنائی بھی لکھ دیں جو کسی کتاب میں پائی نہ گئی تھیں جیسا کہ کشف الظنون کے صفحہ ۶۲۸ میں لکھا ہے فجمع فیہ ترتیب علی حروف المعجم



چنانچہ یہ قصہ بھی جو ابن خلکان نے اس طرح پر لکھا ہے قال الشافعی قال لی محمد بن الحسن ایھما اعلم صاحبنا ام صاحبکم الخ ثابت ہوتا ہے کہ صرف سنا سنایا لکھ دیا ہے اور اس کی کوئی سند بیان نہیں کی کہ کس راوی سے یہ مکالمہ امام شافعیؒ و امام محمدؒ کا روایت کیا ہے پس جب کہ اس کی کوئی سند بھی نہیں ہے تو پھر چار سو برس کے زمانہ کے پہلے کا حال بلا سند صرف ابیات پر کہ فلاں کتاب میں لکھا ہوا ہے کس طرح قابل اعتبار ہو سکتا ہے دوم اس قصہ کی بے اعتباری اس سے بھی ظاہر ہے کہ سوال کی ابتداء امام محمد سے ہوئی ہے اور چونکہ امام محمدؒ بعد امام ابو حنیفہؒ کے تین سال امام مالکؒ کی شاگردی میں رہ کر دونوں کے مبلغ علم کا خوب موازنہ حاصل کر چکے ہوئے تھے اس لیے ان کو اپنے شاگرد امام شافعیؒ سے جو صرف امام مالکؒ کے ہی مبلغ علم سے بوجہ ان کی شاگردی کے واقف تھے امام ابو حنیفہؒ و امام مالکؒ کے علم کے موازنہ کا سوال کرنا بالکل بے معنی بلکہ امر محال عقل و نقل تھا سوم اس قصہ کا اگر کچھ بھی اصل ہوتا تو ائمہ اربعہ کی کتب مناقب میں سے کسی کتاب میں تو ضرور اس کا کچھ نشان پایا جاتا اور یہ عجیب بات ہے کہ اصحاب مناقب تو اس قصہ سے بالکل ساکت رہیں اور ایک وہ مورخ جو رطب و یابس کا جامع ہو اس قصہ کو بیان کر دے اور پھر طرفہ تر یہ کہ کوئی سند بھی ساتھ بیان نہ کرے چہارم یہ قصہ ائمہ محدثین کی متذکرہ بالا ۹۹ شہادتوں خصوصاً شہادت نمبر ۹ سے بالکل منافی ہے جس میں حضرت ابن مبارک محدثین کے پیشوا جنہوں نے بوجہ شاگردی امام ابو حنیفہؒ و امام مالکؒ کے دونوں کا زمانہ خوب دیکھا ہوا تھا اور ہر دو کے مبلغ علم کا موازنہ کیا ہوا تھا۔ امام ابو حنیفہ کی فضیلت پر اس طرح شہادت دیتے ہیں۔ لیس احد احق ان یقتدی بہ من ابی حنیفۃ لانہ کان اماما تقیا ورعا

مانه فيها كشف العلم كشف لم يكشفه احد ببصودقهم
ودقته ودقق۔ یعنی امام ابوحنیفہؒ سے بڑھ کر کوئی شخص اس بات کا مستحق
نہیں ہے کہ اس کی تقلید کی جاوے کیونکہ وہ ایک امام متقی پرہیزگار، عالم، فقیہ تھے
جیسا کہ انہوں نے علم کو اپنی بصارت، فہم، ادراک اور تقوے سے کھولا ہے ایسا کسی
نے نہیں کھولا۔ دیکھو ابن مبارکؒ کس قدر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی فضیلت و صحت
ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک کوئی بھی مذہب بجز امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے
اقتدا و تقلید کا ذریعہ نہیں ہے پس اس شہادت اور نیز دیگر بزرگوں و علمائے
کرام کی شہادتوں کا نتیجہ ہوا ہے کہ محققین نے مذاہب اربعہ میں سے صرف امام
ابوحنیفہؒ اور ان کے مذہب کو ہی ترجیح دی ہے چنانچہ خود ذاکر امیر حنیفہ کے صفحہ
۱۲ میں لکھا ہے۔ عن الامام شمس الدين محمد بن
العلاء البابلي الشافعي وكان قد وصف بالحفظ والاتقان
انه كان يقول اذا سئلنا عن افضل الائمة نقول ابو
حنيفة۔ یعنی امام شمس الدین محمد بن العلاء بابلی شافعیؒ جو حفظ و اتقان سے موصوف
تھے فرماتے کہ جب کوئی ہم سے پوچھے گا کہ ائمہ میں سے افضل کون ہے تو ہم یہی
کہیں گے کہ ابوحنیفہؒ افضل ہیں۔ انصاف ہو تو ایسا ہی ہو کہ باوجود شافعی المذہب
ہونے کے افضلیت کا سوال ہونے پر امام ابوحنیفہؒ افضل ہیں انصاف ہو تو ایسا
ہی ہو کہ باوجود شافعی المذہب ہونے کے افضلیت کا سوال ہونے پر امام
ابوحنیفہؒ کو ہی افضل بتایا جاتا ہے اور اصل واقعہ کو چھپایا نہیں جاتا ہے۔ یہی
کشف الظنون کے صفحہ ۲۰۲ میں مذاہب اربعہ کا ذکر کرتے ہوئے اس طرح پر لکھا
ہے۔ قال صاحب مفتاح السعادة والمذاهب المشهورة
الحق تنتهيا العقول بالحصر في المذاهب الاربعة



وائمة الاربعة ابي حنيفة ومالك والشافعي واحمد
بن حنبل ثم الحق ولا تقف عن مذهب ابي حنيفة
رحمه الله تعالى لانه المتميز من بينهم بالتدقيق
والاحكام وجودة القريحة وقوة المدارك في استنباط الاحكام
وكثرة المعرفة بالكتاب والسنة وصحة الرأي في علم الكلام
الى غير ذلك بل ينبغي لمن يقلد مذهبا معينا في الفروع
ان يحكم بان مذهبه صواب يحتمل الخطاء قطعا یعنی
صاحب مفتاح السعادۃ نے لکھا ہے کہ وہ مذہب مشہور جن کی صحت کو عقول
نے قبول کیا ہے چار ہیں جو چار اماموں امام ابی حنیفہؒ و مالکؒ و شافعیؒ و احمد بن حنبلؒ کے
ہیں پھر ان میں سے سب سے زیادہ حق اور بہتر مذہب ابوحنیفہؒ کا ہے کیونکہ ان میں سے
زیادہ دقیق اور سب سے بڑے مستخرج مسائل اور استنباط احکام میں قوت نے
مذہب و سنت کے ساتھ اکثر مطابقت اور علم کلام میں صحت رائے کی وجہ سے
ممتاز ہے لیکن جس شخص کو کسی مذہب معین کا فروع میں مقلد ہوا ہے تو اسے
مذہب مختار رہ کر صواب محتمل الخطا کہے اور دوسرے مذہب کو خطا محتمل
الصواب جانے اور اعتقادیات میں پہلے مذہب اختیار کر کے قطعی حق اور دوسرے
قطعی خطا ہے۔ اسی طرح علامہ شیخ محمد بن سعید مرسی نے حاشیہ ترجیح مذہب
امام ابوحنیفہؒ میں ایک الانتصار والترجیح لکھ کر اسی کو ثابت کیا ہے کہ مذہب حق
یہی ہے جیسا کہ کشف الظنون کے صفحہ ۱۵۲ میں لکھا ہے۔ الانتصار والترجيح
للمذهب الصحيح لعمر بن سعيد المرسي المتوفى سنة ... في مذهب ابي
حنيفة رحمه الله تعالى۔
اب حیدرآبادی کا ایک کر کتب متعدد میں ہی غور کرتے ہیں تو یہ نکلتا ہے

علم شافعی کو امام مالک سے اور امام محمد کا شاگرد ہونے سے اور علم امام بخاری کو ان سب سے زیادہ تھا اس کی خوش فہمی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تمام محدثین امام احمد وغیرہ کو امام ابوحنیفہ تو ایک طرف رہے آپ کے صاحب و شاگردوں کے برابر بھی نہیں مانتے بلکہ صرف ایک دوا فروش سمجھتے ہیں جیسا کہ کتاب امام موفق جلد دوسری میں مذکور ہے۔ عن محمد بن سعد ابن سعد عن حمزة بن يزيد بن هارون وعنده يحيى بن معين وعلي بن المديني واحمد بن حنبل وزهير بن حرب وجماعة آخرون اذ جاءه مستفت فسأله عن مسئلة فقال له اذهب الى اهل العلم قال فقال له ابن المديني أليس اهل العلم والحديث عندك قال اهل العلم اصحاب ابي حنيفة ونحن صيادلة۔ دیکھو جب کہ امام المحدثین یزید بن ہارون امام احمد اور علی بن مدینی کو جو استاذ امام بخاری ہیں اور جن کی نسبت خود امام بخاری نے کہا ہے کہ بجز ابن مدینی کے اور کسی استاد کے پاس اپنے آپ کو حقیر نہیں سمجھا اور یحیی صاحب وغیرہ اپنے زمانہ کے وہ بڑے امام اور امام تھے امام ابوحنیفہ کے اصحاب کے مقابلہ میں اہل علم اور قابل فتوی نہیں سمجھتے تو پھر آپ کا جہل مرکب تھا

---

— یحییٰ بن سعد ... سے روایت ہے کہ میں نے اس شخص سے کہ جو یزید بن ہارون کی مجلس میں حاضر تھا سنا ہے کہ ان کی اس مجلس میں یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی اور احمد بن حنبل اور زہیر بن حرب اور ان کے سوا علماء کی جماعت بیٹھی تھی کہ آپ یعنی یزید بن ہارون کے پاس کوئی شخص مسئلہ پوچھنے آیا آپ نے فرمایا کہ اہل علم کے پاس جاؤ اس پر ابن مدینی نے کہا کیا آپ کے پاس اہل علم و حدیث بیٹھے ہوئے نہیں ہیں فرمایا کہ اہل علم تو امام ابوحنیفہ کے اصحاب ہیں اور آپ لوگ صرف دوا فروش ہیں۔



بڑی بات خود امام ابوحنیفہ پر ہی امام احمد اور امام بخاری کو ترجیح دینا در حقیقت نام سمجھا انصاف اور راستی کا خون کرنا نہیں تو اور کیا ہے پھر تو یہ ہے محدثین کو دوا فروش اور دوا فروشوں کو اہل قرار دینا آپ کا ہی کام ہے ایسا کار تو کسی پیر و مرد ان جیسے نہیں کرتے۔

**وہابی** | اب یہ دیکھئے کہ امام ابوحنیفہ کو کتنی احادیث یاد تھیں ابن ... نے ابن خلدون نے نقل کیا ہے کہ ابوحنیفہ نے سترہ حدیث نقل کی روایت کی ہیں اور امام احمد بن حنبل جب شافعی سے ملے تو شافعی نے کہا جانو تم ... الحدیث پھر شافعی نے جو ایک امام ہیں ائمہ اربعہ سے کہا انتم اعلم بالحديث فإن صح الحديث فأعلمني ... علم الحديث ... اور کچھ قول بخاری و مسلم کا نہیں یہ ... بن سے ایک امام شافعی کا قول ہے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا ... سب جو محدثین روایت کی ہیں سب میں خطا و فرق ہے ابوبکر ... نے کل ڈیڑھ سو حدیث امام ابوحنیفہ نے روایت کیں نصف میں غلطی واقع ہوئی ... الوری نے کتاب المستظرف میں ان سب قول کو نقل کیا ہے

**حنفی** | وہابی صاحب حضرت امام الائمہ کی نسبت یہ بڑی بھاری جرح کیا ہے جس کو وہ بڑے طمطراق سے پیش کیا کرتے ہیں اور انہیں کا ... رسالہ حیدر آبادی نے بھی اس کو پیش کیا ہے اس لیے ہم اس پر پوری روشنی ڈالنا چاہتے ہیں صاف واضح ہو کہ امام صاحب کا حافظ الحدیث ہونا ہم ثابت کر چکے ہیں اور یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ آپ کے مشائخ جن سے آپ نے حدیث کی روایت کی ہے تعداد میں چار ہزار ہیں اور آٹھ سو سے زیادہ آپ کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے آپ سے حدیثیں سنیں ... ان میں سے صرف یک

عبداللہ بن یزید مقری نے بھی احادیث نقل کیں اس کے علاوہ تلامذۂ امام ابوحنیفہؒ کی ان چند مسانید کے جن میں سے چند تو آپ کے خاص شاگردوں نے آپ سے بلاواسطہ احادیث کی روایت کر کے جمع کی ہیں جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا، اگر امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ کی صرف دیگر تصانیف مثل امام محمد کی موطا و کتاب الآثار و کتاب الحجۃ کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و امالی وغیرہ کو دیکھا جاوے تو ان میں بھی احادیث و آثار امام ابوحنیفہؒ سے بسند صحیح متصل مروی ملیں گے اور نیز مصنف ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری، مصنف عبدالرزاق، تصانیف دارقطنی، تصانیف حاکم، تصانیف بیہقی، و محمد بن اشرف اور تصانیف طحاوی مثل معانی الآثار اور مشکل الآثار وغیرہ کو دیکھو کہ ان میں کس قدر روایات متصل امام ابوحنیفہؒ کے ذریعے سے موجود ہیں جس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کس قدر احادیث پر حاوی تھے۔ پھر اول شخص ہے جو ایک صاحب علم مجتہد جلیل الشان امام ابوحنیفہؒ کی نسبت یہ گمان کر سکے کہ ان کو صرف سترہ یا ساڑھے سترہ حدیث یاد تھیں یہ تو کسی کے دشمن متعصب ہی نے صداقت کا خون کر کے یہ قول اس پر چسپاں کیے ہیں کہ امام صاحب کو کتنی حدیث یاد تھیں ان میں سخت تناقض ہے ایک قول میں سترہ دوسرے میں پچاس تیسرے میں ڈیڑھ سو ۔ پھر یہ تفاوت روز افزوں ہے جیسا ایسے بے اصل متناقض اقوال کو صریح صداقت کے مقابل میں پیش کرنا اہل انصاف کے نزدیک سراسر زیادتی حاصل کرنا ہے۔ ابن خلدون کی عبارت میں صریح غلطی ہے کیونکہ ان کی یہ بات عقلاً و نقلاً غلط ہے اس پر طرہ یہ ہے کہ متعصب شخص کے قول کا اعتبار کر سکتے ہیں مولوی عبدالحی صاحب مرحوم نے تذکرۃ الرشید میں صفحہ ۲۲۴ سے صفحہ ۲۲۸ تک اس پر مفصل بحث کر کے دلائل سے اس کا رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابن خلدون کی عبارت کے سیاق و سباق سے ہی اس کا غلط ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ



ابن خلدون نے پہلے اس طرح پر لکھا ہے۔ وقد تقول بعض المبغضین المتعصبین الی ان منهم من کان قلیل البضاعة فی الحدیث فلهذا قلت روایته ولا سبیل الی هذا المعتقد فی کبار الائمه لان الشریعة انما تؤخذ من الکتاب والسنة۔ یعنی بعض بغض رکھنے والے متعصبوں نے اس بات کا افترا کیا ہے کہ ائمہ میں سے جو حدیث میں قلیل البضاعت ہے، اسی لیے اس سے قلیل روایت ہوتی ہے اس اعتقاد کی ائمہ کبار مجتہدین کے حق میں کوئی سبیل نہیں کیونکہ احکام شرعیہ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہیں پس جب تک قرآن و حدیث میں معرفت تامہ حاصل نہ ہو احکام شرعیہ کا ان سے کیونکر اخراج ہو سکتا ہے اور پھر اس کے بعد لکھا ہے والامام ابو حنیفة انما قلت روایته لما شدد فی شروط الروایة والتحمل

---

۱ قلت روایت کی حدیث کی بابت امام ابوحنیفہؒ کی یہ شرائط تھیں کہ حدیث کی روایت کی لائق بعض کو ان میں سخت کاوش سے کہ روایت کے دن تک حدیث برابر یاد رہے اور لازم ہے کہ امام ابوحنیفہؒ مجوزین کے برخلاف روایت بالمعنی کو جائز نہیں رکھتے حالانکہ یہ شرط بھی آنحضرتؐ کے اس قول سے ماخوذ ہے جو ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں ابن مسعود سے اس طرح مروی ہے نضر اللہ عبدا سمع مقالتی فحفظها ووعاها واداها کما سمع فرب حامل فقه غیر فقیه ورب حامل فقه الی من هو افقه منه۔ یعنی تازہ کرے اس آدمی کو کہ سنا کہنا میرا اور یاد رکھا اس کو اور ہمیشہ یاد رکھا اس کو اور پہنچایا اس کو جیسا کہ سنا تھا پس بعض اٹھانے والے حدیث کے فقیہ نہیں ہوتے اور بعض اٹھانے والے حدیث کے فقیہ نہیں ہوتے اور بعض اٹھانے والے حدیث کے وہ اس شخص کو پہنچاتے ہیں جو زیادہ فقیہ ہوتا ہے مطلب یہ کہ بعض یاد رکھنے والے حدیث کے خود سمجھ

وصحت رواية الحديث ليقين اذا عارضها الفعل النفسي و قلّت من اجلها رواية فقل حديثه لا انه ترك رواية الحديث متعمدا فحاشاه من ذالك ويدل على انه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره ردا وقبولا وما غيره من المحدثين . وهم الجمهور فتوسعوا في الشروط وكثر حديثهم والكل عن اجتهاد وقد توسع اصحابه من بعده في الشروط فكثرت روايتهم وروى الطحاوي فاكثر وكتب مسنده. یعنی امام ابوحنیفہ سے اس لئے قلیل روایت ہوئی کہ انہوں نے روایت اور اس کے تحمل کے بارہ میں سخت قیدیں لگائیں اور حدیث یقینی کو جب کہ اس کو فعل نفسی معارض ہو ضعیف سمجھا۔ یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے

---

نہیں رکھتے اور بعض سمجھ رکھتے ہیں لیکن جس کے آگے بیان کی وہ زیادہ سمجھ رکھتا ہے چاہیے کہ جیسی سنی ہے ویسی کر پہنچا دے تاکہ جس کو پہنچائی ہے وہ اس کا مطلب سمجھے ویسی پہنچا دینے سے نہیں کہا گو دیگر جمہور محدثین نے برخلاف صریح مفہوم اس حدیث کے مسموعہ احادیث کے بعینہ الفاظ یاد رکھنے اور ان کے ویسے کے ویسے ہی ادا کرنے کی کوئی شرط نہیں رکھی بلکہ روایت کے بارہ میں یہاں تک وسعت دی ہے کہ اگر راوی صرف حدیث کا مطلب ہی اپنے الفاظ میں بیان کرے تو اس کی وہ روایت مقبول ہے چنانچہ اسی لیے صحاح ستہ میں ہزاروں احادیث بالمعنی مروی پائی جاتی ہیں جن کے الفاظ ایک دوسرے سے ہرگز نہیں ملتے صرف ان کا مطلب ملتا ہے اور یہ امر صحاح ستہ کے ناظرین پر مخفی نہیں ہے۔



حدیث کی روایت کو عمداً چھوڑ دیا [illegible] دلیل [illegible] کے علم حدیث میں بڑے مجتہد ہونے پر یہ ہے کہ جملہ مجتہدین [illegible] ان کے اقوال پر [illegible] کرتے ہیں اور جب مجتہدین کے اقوال سے بحث کرتے ہیں تو ان کے اقوال سے بھی [illegible] بطور رد کے یا بطور قبول کے بحث کرتے ہیں اور سوائے ان کے اور جمہور محدثین نے رواۃ کے بارہ میں وسعت دی ہے اور [illegible] قیدیں لگائی ہیں جس کی وجہ ان سے حدیث کی زیادہ روایت ہوئی اور ہر ایک [illegible] قیدیں [illegible] سے مقرر کیں اور خود [illegible] امام ابوحنیفہ نے [illegible] وسعت دی اور کثرت کے ساتھ ان سے روایت ہوئی [illegible] سے بہت روایتیں حدیث کی کیں اور ایک مسند روایات ابوحنیفہ کی لکھی [illegible] کا ماحاصل یہ مطلب نکلتا ہے کہ بعض متعصب [illegible] قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے ان کو قلیل بضاعت خیال کرتے تھے [illegible] کو حدیث قرآن و سنت سے [illegible] اور جو شخص حدیث [illegible] [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] حدیث [illegible] لیکن حدیث [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سخت قیدیں لگائی [illegible] ضعیف سمجھا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امام ابوحنیفہ کی نسبت [illegible] جتہدین فی الحدیث سے سمجھا ہے اور قلیل البضاعت [illegible]

سے تردید کرتے تو سال کا اس کی روایت کی نسبت سبعة عشر
لکن صاف ثابت ہوتا ہے کہ خود ان کے بانقل کے بہت سے بیانات
کے بعد تحریر کیا گیا ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کی مسانید اور ان کے تلامذہ
کی تصنیف اور دیگر محدثین کی کتب حدیث میں جو ان کی روایات مروی ہوئی
ہیں تو ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے پس ان کی تطبیق کے لیے سوائے اس کے
اور کوئی چارہ نہیں ہو سکتا کہ لفظ سبعة عشر کو سہو مصنف یا ناقل پر محمول کیا جاوے
دوم خود ابن خلدون نے امام کی مرویہ حدیث پہنچنے پر اعتبار نہیں کیا بلکہ اس کو
اس طرح پر لکھا ہے یقال بلغت روایته الی سبعة عشر
حدیثاً او نحوها اور جب کہ لفظ یقال وہ خود ہی اس کے ضعف کی طرف
اشارہ کرتا اور نحوہا کے لفظ سے مرویہ کی تعداد میں شک ظاہر کرتا ہے تو پھر شاید
اقوال اہل ثقات کے جو امام ابوحنیفہؒ کے بڑے حافظ الحدیث ہونے کی شہادت
دیتے ہیں کس صریح قول ضعیف اور انکل پچو پر اعتبار کرنا بالکل دانائی کے برخلاف
ہے سوم اگر فرض کر لیا جائے کہ ابن خلدون نے عمداً اور معتبر جان کر کے ایسا لکھا
ہے تو بھی اس کا یہ قول مقابلہ ان بزرگوں کے جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں کوئی
وقعت نہیں رکھتا کیونکہ ابن خلدون اگرچہ امور تاریخیہ میں بڑا ماہر تھا لیکن اس
کو علوم شرعیہ اور فن حدیث میں کچھ مہارت نہ تھی چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
کتاب [illegible] میں لکھا ہے سئل عنه الاكمل فقال عرى عن العلوم
الشرعية له معرفة في العلوم العقلية۔ یعنی ابن خلدون کی
نسبت جو امام اکمل سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ شرعی علوم سے عاری تھا
صرف عقلی علوم میں اس کو دخل تھا پھر ایسے شخص کا کیا اعتبار جو علوم شرعیہ سے
عاری ہو ہاں اگر کسی ایسے محدث معتبر سے جو علم روایت حدیث میں ماہر



اور کتب حدیث سے واقف ہوتا ایسا قول صادر ہوتا تو البتہ اس کا کچھ لحاظ ہو سکتا
تھا بیچارہ ابن خلدون جس نے حدیث کو بنظر غور نہیں دیکھا کیا جانے کہ امام اعظم کی
کس قدر روایات کتب حدیث میں موجود ہیں علاوہ وہ تو خود اپنی تاریخ کے ابتداء میں
معترف ہے کہ امور تاریخیہ اور حکایات منقولہ میں غلطیوں کا واقع ہونا غالب ہے پس ان
کو پہلے میزان عقل سے وزن کرنا چاہیے اور جو بات براہین قطعیہ عقلیہ و نقلیہ کے
خلاف ہو اس کو رد کر دینا چاہیے۔

حضرت امام شافعی کی نسبت بعض لوگوں کا ادعا ہے کہ انہوں نے امام صاحب
کی نسبت کہا کہ کان [illegible] عنه حسن ثم الحدیث مرجاة۔ چنانچہ اول
تو معترض اس بے اصل بات کا کوئی حوالہ نہیں دے سکتا کہ امام شافعی کا یہ قول اس
نے کس کتاب سے نقل کیا ہے اور پھر امام شافعیؒ سے اس قول کو کس راوی نے روایت
کیا ہے دوم جب کہ ائمہ ثلاثہ کی ثبوت میں بروایت ثقات امام ابوحنیفہؒ کی نسبت
امام شافعی کا یہ قول گزر چکا ہے کہ "فقہ میں تمام لوگ امام ابوحنیفہؒ کے عیال
ہیں اور جو شخص امام ابوحنیفہؒ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ علم میں تبحر اور فقیہ نہیں ہو
سکتا اور علم فقہ صرف امام کے شاگردوں کے طفیل حاصل ہوا ہے" تو پھر ایک
جس سے ادنیٰ آدمی بھی فوراً یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ امام صاحب کی نسبت ایسی بے سر و پا
بات کیسے کہہ سکتے تھے بلکہ خود امام کے اپنے مسند کے بیان [illegible] تھی کہ ایک بڑا جمیع
فقہاء و محدثین کی شہادتوں کے صریح برخلاف تھی جس سے ثابت ہے کہ یہ صرف بد
گوئی اور حاسدان امام ہمام کی من گھڑت ہے ابن جوزی [illegible] نے کتاب منتظم میں خطیب بغدادی
علی بن مدینی اور ابوبکر بن داؤد کے اقوال کو نقل کیا ہے مگر چونکہ یہ اول درجہ کا متعصب
شخص تھا اور امام ابوحنیفہؒ کی نسبت اس کو کمال درجہ کی مذہبی عداوت تھی اس لیے
اس کی جرحوں پر کوئی اعتبار نہیں کیا گیا چنانچہ پس ہے کتاب منتظم وغیرہ میں جو امام پر

کی نسبت ... نے لوگوں کی جو عیب جوئیاں کی تھیں ان کی تردید امام ... کی حمایت میں خود ان کے پوتے حافظ ابو المظفر یوسف بن محمد معروف بہ سبط ابن جوزی حنفی نے کتاب الانتصار لامام ائمۃ الامصار دو جلد میں لکھ کر پہنچے ۔ ... جب جرأت ... کے ... کو ... دل سے ... دیا اور ... امام ابو حنیفہ کی کرامت میں ... ہے کہ ... علمائے ... جوزی متوفی ۶۵۴ھ نے کتاب الانتصار لامام ائمۃ الامصار دو جلدوں میں لکھ کر اپنے دادا کی ... اور ان کے ... کو ... سے ... دیا اور ... امام ابو حنیفہ کی کرامت بھی ... ہے کہ ... نے ... کے ... کو ... کے پوتے ... کرنی اس شخص کو ... امام ابو حنیفہ سے ... نظر ... کرامت حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی کا ... اس شخص ... ان کی مخالفت میں اس نے ایک کتاب ... نام ... اس کے مطالعہ سے ... نے لوگوں کو ... علاوہ ... روایت ... راویوں کی ... ہے ... کی ... کو ان کے راویوں کی ... موضوعات ... صحیح ... جوزی ... ۲۸ ۔ ... حدیث ... کا ... حافظ جلال الدین سیوطی نے کتاب التعقبات علی الموضوعات ... ابن جوزی ... الدب ... الاسد ... الامام ... کی ... تعقب ... یہاں کا ... ہی ... ایسے شخص کا ... جرح کو اگر امام ابو حنیفہؒ کی نسبت ... موضوع احادیث کا موجود ہونا ... ہے ... ابن جوزی ... بہتان ... ابن ... امام ابو حنیفہؒ کی توثیق کی ...



... ہے چنانچہ خیرات الحسان کے صفحہ ... میں لکھا ہے ۔ قال ... عن ...
ابو حنیفۃ روی عنہ الثوری و ابن المبارک و حماد بن زید و ہشام و وکیع و عباد بن العوام و جعفر بن عون و ...
ثقۃ لا باس بہ یعنی امام علی بن مدینی نے کہا ہے کہ ابو حنیفہؒ سے سفیان ثوری اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہ لوگوں نے روایت حدیث کی ہے اور وہ ثقہ ہے ۔ دیکھو علی بن مدینی تو امام صاحب کی ... کی شہادت دے رہے ہیں اور ... ہیں کہ بڑے بڑے ... نے ان سے روایت حدیث کی ہے ... جوزی جیسا متعصب شخص ... ان کے ... مدینی کا یہ قول بیان کرتا ہے کہ امام صاحب نے ... حدیث کی روایت کی ہے سب میں ... طرح دیگر ائمہ حدیث نے بھی امام صاحب کی توثیق کی ... امیر المومنین نے بھی امام صاحب کی توثیق کی شہادت دی ہے چنانچہ امیر المومنین ... نے آپ کی نسبت یوں کہا ہے ۔ کان واللہ حسن الفہم جید الحفظ ... شعرا علیہ ... منہم ... عند اللہ ... علیہ ۔ خیرات الحسان صفحہ ۲۴ نیز خیرات الحسان کے صفحہ ۲۵ میں ہے ۔ ... یحیی بن معین ... سفیان ... قال ...

ــــــــــــــــــــ

لہ ... ان کا ... ہیں ... زیادہ ... سے ... کرتے تھے ۔

کا ... اس وقت ... امام ابو حنیفہؒ پر ... کرتے تھے ۔

لہ ... یحیی بن معین سے پوچھا گیا کہ کیا ابو حنیفہؒ سے سفیان ثوری نے حدیث روایت کی ہے فرمایا کہ ہاں روایت کی ہے اور ... ابو حنیفہؒ ثقہ ... حدیث میں ... اور ... کے دین پر ... تھے ۔

كان ثقة صدوقاً في الفقه والحديث مأموناً على دين الله
اسی طرح تہذیب الکمال میں حافظ ابو الحجاج مزی رح جو امام فن رجال ہیں لکھتے ہیں۔
قال محمد بن سعد العوفي سمعت يحيى بن معين يقول كان ابوحنيفة ثقة في الحديث لا يحدث الا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ. وسئل صالح بن محمد الاسدي عنه فقال كان ابو حنيفة ثقة في الحديث. یعنی صالح بن محمد اسدی نے سوال کرنے پر فرمایا کہ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے اور مزی کی کتاب میں ہے ابوحنیفة فقيه اهل العراق و فقيه الامة و ثقة ابن معين فذلك هو اعلم زمانه. یعنی امام ابوحنیفہ فقیہ اہل عراق اور فقیہ امت تھے ابن معین نے توثیق کی ہے اور کسی نے کہا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں تمام لوگوں سے بہت زیادہ عالم تھے اور شامی جلد ۱ صفحہ ۴۲ میں منقول ہے۔ وروى الخطيب عن اسرائيل بن يونس انه قال نعم الرجل النعمان ما كان احفظه لكل حديث فيه فقه[۱] واشد فحصه عنه واعلمه بما فيه من الفقه یعنی اسرائیل بن یونس سے جو صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں روایت ہے کہ نعمان یعنی ابوحنیفہ اچھے آدمی تھے اور بڑے حافظ ان تمام حدیث کے تھے جن میں فقہ ہوتی تھی اور نیز ان احادیث و آثار کی تلاش و علم

۱؎ محمد بن سعد عوفی کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے اور وہی حدیث روایت کرتے تھے جس کو انہوں نے حفظ کیا ہوتا تھا اور جس حدیث کو انہوں نے حفظ نہیں کیا ہوتا تھا اس کو روایت نہیں کرتے تھے اور صالح بن محمد اسدی سے جب امام ابوحنیفہ کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ حدیث میں ثقہ



میں نہایت معروف رہتے تھے جن میں ان کو مہارت تھی ایسا ہی ابن ابی داؤد کی نسبت بھی افتراء محض ہے کہ انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ نے کل ڈیڑھ سو حدیث کو روایت کیا ہے نصف میں غلطی واقع ہوئی کیونکہ ابن ابی داؤد نے خود امام صاحب کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ امام صاحب کی نسبت کلام کرنے والا حاسد ہے یا جاہل چنانچہ تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۵ میں لکھا ہے۔ وروى الخطيب عن ابن ابي داؤد قال الناس في ابي حنيفة حاسد[؟] له وجاهل به واحسنهم عندي حالاً الجاهل. یعنی ابوحنیفہ کی نسبت طعن کرنے والے لوگ دو ہی قسم کے ہیں یا تو ان کے علم سے حسد کرنے والے ہیں یا ان کے علم و فضیلت سے جاہل و ناواقف ہیں اور میرے نزدیک ناواقف طاعنین کی حالت بہ نسبت حاسدین کے بہتر ہے پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے عن نصر بن الحارث قال ابن ابي داؤد يقول لا يتكلم في ابي حنيفة الا رجلان اما حاسد بعلمه واما جاهل بعلمه لا يعرف قدر علمه۔ یعنی یہ بھی قول ابن ابی داؤد کا ہے کہ ابوحنیفہ کی نسبت دو قسم کے ہی آدمیوں نے کلام کیا ہے یا تو اس نے جو ان کے علم کا حاسد ہے یا اس نے جو ان کے علم سے جاہل ہے اور ان کے علم کا قدر نہیں پہچانتا۔

اب جائے غور ہے کہ ابن ابی داؤد تو امام صاحب کی مہارت اور علم کا یہ حکم قائل ہے کہ اس شخص کو جو ان کی نسبت کچھ کلام کرے حاسد یا جاہل قرار دیتا ہے پھر کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس کے برخلاف خود یہ کہے کہ امام صاحب نے صرف ڈیڑھ سو حدیث روایت کی ہیں اور نصف میں غلطی کی ہے یہیں ثابت ہو کہ صرف ابن جوزی نے اپنے تعصب سے جھوٹی روایت گھڑ کر علی بن مدینی اور ابن ابی داؤد کی طرف منسوب کر دی ہیں چنانچہ ابن جوزی کے

بنے ہے غلط فوائد کا بیان کرتے ہوئے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ کے صفحہ ۴۳ میں لکھا ہے۔ وکان کثیر الغلط فی ما یصنفہ - یعنی اپنی تصنیفات میں بڑا غلطی کرنے والا تھا۔ کشف الظنون جلد ۲ کے صفحہ ۳۲۹ میں اس کی کتاب مشتر کی نسبت اس طرح لکھا ہے۔ قال علی بن الخاقانی فی شرحہ ان فیہ کثیرۃ و اغلاط صریحۃ یعنی علی بن خاقانی نے کہا ہے کہ کتاب مشتر میں بہت اوہام اور صریح غلطیاں ہیں۔

اب ذہبی اب جس کو وہ ذہبی سے منسوب کرتا ہوں جو علما کبار محدثین نے ان کی | ذہبی |
نسبت لکھا ہے ناظرین ضرور دیکھیں۔ ابجد العلوم میں لکھا ہے۔

ان الصیرفی قید قتلہ ابی حنیفۃ بالترجیح و القیاس۔ وکلامہ

ھو مراد الذھبی ولھذا اخذ ولد الشافعی ای الحدیث تصریح

دیوالق ھذا ما اشتھر من ان ابا حنیفۃ من اصحاب

الرائی و الشافعی من اصحاب الظواھر۔ سبکی کے طبقات کبریٰ میں شافعی سے نقل کیا ہے۔ و جدت کتاب ابی حنیفۃ انما یقولون کذب

و سنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و انما ھم مخالفون

یہی امام شافعی کا قول ہے جو یہ بات از راہ بعد ہے ہیں ہمارے احناف غور کریں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ کوئی ذہبی امر ہے کیونکہ صاحب کشف الظنون نے جو تمام جہاں کی کتب تاریخ کا استیعاب کیا ہے تو وہ کل تیرہ سو پائی گئی ہیں۔ جن کا ذکر اس نے جلد کے صفحہ ۲۱۲ اسود سے بعض کے مختصر حال کے شروع کر کے صفحہ ۲۲۱ پر ختم کیا ہے مگر کہیں بھی ابجد التاریخ کے نام کا اشارہ تک نہیں کیا گیا جس سے ثابت ہے کہ اس نام کی کوئی تاریخ نہیں ہے ورنہ اس کا نام بھی ضرور ہی لکھا جاتا۔ پس جب کہ اس کا تب چلپی متوفی ۱۰۶۷ مصنف کشف الظنون



جیسے محقق کو باوجود بڑی تلاش کتب کے اس نام کی کوئی تاریخ نہیں ملی تو پھر چند آزاد دوست کو یہ کتاب کہاں سے مل گئی جو انہوں نے اس سے عبارت مذکور بھی نقل کر لی اور اگر اس نے خود تاریخ مذکور نہیں دیکھی اور کسی اور کتاب سے یہ عبارت نقل کی ہے تو اس کو منقول عنہ کتاب کا نام تو ضرور ہی لکھ دینا چاہیے تھا کہ اگر وہ کوئی معتبر شخص ہوتا تو اس بات کا اعتبار کر لیا جاتا۔ ضرور ابجد التاریخ بھی کوئی کتاب ہے اس طرح صحون بھی کوئی مشاہیر سے نہیں ہے بس ایسی فرضی کتاب میں صفحہ پیچھے غیر مشہور شخص کی اس رائے پر کہ اس نے ابو حنیفہ کی حد کو رائے اور قیاس کے ساتھ مقید کیا ہے اور فقہ شافعی کو حدیث کی طرف منسوب کیا ہے۔ کون عاقل ذی علم اعتبار کر سکتا ہے اگر دینی معاملات میں ہر کس و ناکس کی رائے کے ساتھ امام ذہبی کی رائے کا اعتبار کر لیا جاوے تو بس دین کا خاتمہ ہے بس اعجاز اغماض کے پیچھے چلنا آپ کو ہی مبارک ہو۔ بے ادبی یہ کہ اس فرضی تاریخ کے مصنف نے منسوب کر کے کے ساتھ امام ذہبی کی رائے کو بھی شامل کیا ہے حالانکہ امام ذہبی تو امام ابو حنیفہ کے بڑے مادحین میں سے ہیں چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں امام ابو حنیفہ کو حفاظ حدیث میں شمار کر کے ان کے علم و ورع و زہد و عبادت کی شہادت دے کر ان مبارک و امام شافعی و ابو داؤد کے اقوال سے ان کی حد کی بڑی تعریف کی ہے اور علاوہ اس کے امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و امام محمد کے مناقب میں علیحدہ علیحدہ رسالے بھی انہوں نے لکھے ہیں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام ذہبی کی امام ابو حنیفہ کی نسبت خلاف رائے تھی یہ محض پیچھے ہے تو امام ذہبی کی بڑی عزت و محبت سے لکھے وہ امام ذہبی کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے سکا۔ ہم یوں ہی کہہ دیتے کہ امام ذہبی کی یہی فقہ امام ابو حنیفہ کی نسبت کو بادی رائے تھی۔ دوم جب کہ انہوں نے علی الاعلان اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے حدیث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کیا ہے وہاں کا قول حدیث کی محض شرح و تفسیر ہے اور اس میں رائے کو کچھ دخل نہیں ہے مگر خود امام ابوحنیفہؒ رائے کی مذمت کرتے ہیں اور جس کو شریعت محمدیہ قبول نہ کرے رد کرتے اور دین کے معاملہ میں رائے کی دخل کی سخت مذمت فرماتے ہیں زہر صنوی کی بے سند روایت ان کو فتوی کی نسبت کس طرح قابل التفات ہو سکتی ہے چنانچہ موفق جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں سوید بن نصر سے مروی ہے جو بہت بڑے پایہ کے امام حدیث اور ترمذی و نسائی کے شیوخ میں سے ہیں۔ سمعت ابن المبارک یقول لا تقولوا رأی ابی حنیفۃ ولکن قولوا تفسیر الحدیث۔ یعنی ابن مبارک فرماتے ہیں یہ مت کہو کہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے بلکہ کہو کہ یہ تفسیر حدیث ہے پھر اس کتاب کے صفحہ ۴۹ پر حارث بن قراد محدث سے مروی ہے۔ سمعت یاسین الزیات وکان من علماء اصحاب الحدیث یقول اصحاب الرأی اعداء السنۃ اصحاب الرأی اھل الاھواء فاما ابوحنیفۃ واصحابہ فانہم قاموا علی السنۃ۔ یعنی یٰسین زیات جو علمائے اہل حدیث سے تھا کہتے ہیں کہ اصحاب رائے حدیث کے دشمن ہیں۔ اصحاب الرائے اہل ہوا ہیں لیکن امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہیں۔ حافظ علامہ سیوطی تبییض الصحیفہ میں لکھتے ہیں روی الخطیب عن نعیم بن عمر قال سمعت ابا حنیفۃ یقول عجباً للناس یقولون انی افتی بالرأی ما افتی الا بالاثر۔ یعنی امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے تعجب ہے جو کہتے ہیں کہ میں اپنی رائے پر فتوی دیتا ہوں حالانکہ میں حدیث کے سوا کبھی فتوی نہیں دیتا۔ موفق جلد ۲ صفحہ ۱۱۷ میں مروی ہے عن سوید بن نصر سمعت ابن المبارک یقول علیکم بالاثر ولا بد للاثر من



ابی حنیفۃ فیعرف بہ تاویل الاحادیث و معناہ یعنی ابن مبارک فرماتے ہیں کہ جو لوگ حدیث کو لازم پکڑنا اور حدیث کے پیچھے چلنا چاہیں ان کو امام ابوحنیفہ کا تذکرہ ضروری ہے کیونکہ ان سے حدیث کا اصل مطلب انہی سے معلوم ہو سکتا ہے تبییض الصحیفہ کے صفحہ ۱۴ میں مروی ہے روی الخطیب عن عبد الرزاق قال کنت عند معمر فاتاہ ابن المبارک فسمعت معمراً یقول ما اعرف رجلاً یحسن التکلم فی الفقہ و یسعہ ان یقیس و یشرح الحدیث فی الفقہ احسن معرفۃ من ابی حنیفۃ ولا اشفق علی نفسہ من ان یدخل فی دین اللہ شیئاً من الشک مثل ابی حنیفۃ یعنی عبدالرزاق کہتے ہیں کہ میں معمر کے پاس بیٹھا تھا جب ابن مبارک ان کے پاس آئے تو کہنے لگے کہ میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جو اچھا کر بولتا ہو فقہ میں یعنی حدیث فکر کرتا ہو اور نظیر اس کو قیاس کرنے کی وسعت ہو اور فقہ و حدیث کی شرح کی قدرت رکھتا ہو جیسا کہ امام ابوحنیفہ رکھتے ہیں یا ایسا دین میں ڈرتا ہو کہ امام ابوحنیفہ کے ایسا کوئی معلوم نہیں اور جو اپنے نفس پر ایسا خوف رکھتا ہو کہ دین الٰہی میں کسی طرح کی کوئی شک و شبہ داخل کر دے میزان الشعرانی کے صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے۔ وقد روی الشیخ محی الدین فی الفتوحات المکیۃ بسندہ الی الامام ابی حنیفۃؒ انہ کان یقول ایاکم والقول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی وعلیکم باتباع السنۃ۔ یعنی امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ پرہیز کرو تم دین الٰہی میں اپنی رائے سے بات کرنے سے اور لازم پکڑو تم اس رائے کو جو سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو۔ میزان کے صفحہ ۶۹ میں امام ابوحنیفہ سے یہ روایت بھی منقول ہے۔ وکان یقول لم تزل الناس فی صلاح مادام

شیئا من یصحب الحدیث فاذ طلبوا العلم بلا حدیث فسدوا وکان یقول قاتل اللہ عمرو بن عبید فانه فتح لهم باب الخوض فی الکلام فیما لا یعنیهم وکان یقول لا ینبغی لاحد ان یقول فی حتی یعلم ان الشریعة وما شاء بقلبه۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ جب تک لوگوں میں ایسے شخص موجود رہیں گے جو حدیث کے طالب ہوں گے تو وہ لوگ صلاحیت ہی پر رہیں گے اور جب لوگ علم بلا حدیث کے طلب کرنے لگ جائیں گے بگڑ جائیں گے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عمرو بن عبید معتزلی کو قتل کرے جس نے لوگوں کے لیے کلام میں بلا وجہ غور و خوض کرنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی کو کوئی ایسی بات کہنی جائز نہیں جس کو شریعت رسولؐ نہ قبول نہ کرے۔ کتاب الموفق جلد صفحہ ۹ میں جعفر بن ربیع سے مروی ہے۔ قال : کنت سمعت ابا حنیفة یقول البول فی المسجد احسن من بعض القیاس۔ یعنی ابو حنیفہ سے میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ دین میں عقلی قیاس سے مسجد میں پیشاب کر لینا بہتر ہے جو ان میں ہے۔ عن حماد بن آدم سمعت اسد بن عمرو قال کان ابو حنیفة یقول اذا جاءکم شیء لم تجدوا فیه الاثر واطلبوا فیه الاثر۔ یعنی ابو حنیفہ ہم سے فرماتے تھے کہ جب تم کوئی بات تم سے ایسی بیان کرو جس میں سر دست کوئی اثر نہ پایا جاتا ہو تو تم کو چاہیے کہ اثر کی تلاش کرو، اس میں ضرور کوئی اثر مروی ہوگا۔

کیا ان تمام اقوال کے محدثین اور خود امام ابو حنیفہؒ کے سننے کے بعد بھی یہ متعصب صاحب یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ معاذ اللہ امام ابو حنیفہؒ صرف صاحب رائے تھے اور حدیث کی پروا نہ کیا کرتے تھے یا ان کی فقہ میں رائے کو زیادہ دخل ہے کیا ١



یہ لوگ بیچ میں ہیں وہ فقہ میں جو از معرفت شرع کے بھی مستحق ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی روایت میں تغییر حدیث ہوتی ہے اور کسی حدیث کا اصل مطلب بغیر امام ابو حنیفہ کی تفسیر کے معلوم ہی نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں کے صوفی نے بطا ہر فو امر شامی کے صحاب فو ا ہر سے شمار کر کے ان کی فقہ کو فقہ حنفی پر ترجیح دی ہے لیکن باطن میں امام حنفی کی ان کا مرد فی مت مرا ہمر تو بھی لازم آتی ہے۔ کیونکہ آپ امام ابو حنیفہ اتفاق قیاس کو قوت شرعیہ سے کہتے ہیں اور اصحاب فو ہر جو داؤد ظاہری ہیں جیسا کہ قیاس کو وہ کسی قسم کا ہو مگر حیں نے جو ہندوستان کے اہل ظاہر بجائے حدیث کا جو نسخہ احمد کم فی سند ہے وہ پیش کرتے ہیں جس سے تمام حنفی کے عام لوگ تو یہ قیاس کرتے ہیں کہ جب حرام ہے پانی میں پیشاب کرنے کی رسول اللہ نے ممانعت کی ہے تو پانی میں جو پیشاب کی شکایت کو وہ چھپاتے ہیں کہ اور یہ لیتے ہیں مگر داؤد ظاہری فرماتے ہیں کہ حضرت نے پانی میں صرف پیشاب کرنے کی ممانعت ہے ان کے بیان میں جو حدیث کی وہ ممانعت ثابت نہیں ہوتی پیشاب کر کے کسی برتن میں پیشاب کر کے اس کو پانی میں ڈال دیا یا پانی کے قریب پیشاب کر جس سے وہ بہہ کر پانی میں جا پڑے اس کی ممانعت نہیں دیکھو نووی شرح مسلم صفحہ ۱۳۸ اور اسی طرح یہ کی ہے یہ حاشیہ مشکوٰۃ میں بھی روایت حنفی کتاب وزارت المصابیح کے صفحہ ۲۱۰ میں اعتراض کیا ہے۔ سفہم لا یعرفون الاستنباط وهم ممن لا یحسنون الا ما فی بطونهم انما خبث واسته حتی قال انهم الرعاع السیول وغیرهم لا یجوز التقلید لهم ومنهم داؤد ظاہری وانسانه یظنون جواز الاستنباط ونصوص ثم اجمعهم فی کتاب الله وسنة رسوله۔ یعنی ظاہر پر رکو مرے

سے ہی استنباط مسائل کا منکر ہے اس لئے اثر حدیث وقول آئمہ کے قول کو بھی
پڑھا ہوا نہیں کی یہاں تک کہ امام سیوطی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابو ہریرہ کے خلاف ہے
اجماع نہیں ہوتا اور ان کا مذہب کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے دائرے سے خارج
ومطرود ہے کیونکہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ استنباط مسائل کے جواز اور ان
میں فکر و فہم کو عمل میں لانے پر ناطق ہیں واہ بھئی واہ. مجنوں یا بچے رہتے تو شافعی
کی خوب ہی حمایت کی کہ امام شافعی کو معاذ اللہ ایک مردود ومطرود فرقے میں شامل
کردیا. حالانکہ ان کا یہ قول کہ وہ نادیدہ گشتن با قرآن و سنت، اور ان پہنچا سکا. سبکی کے طبقات
الکبریٰ میں امام شافعی کا یہ قول وجدت کتاب ابی حنیفۃ انما یقولون
کتاب اللہ سنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانتم مخالفون. سو یہ کوئی جرح نہیں ہے معترض نے اس کا معنی ہی
نہیں سمجھا ورنہ اس کو ہرگز پیش نہ کرتا اس سے تو امام صاحب کی مدح ثابت
ہوتی ہے نہ ذم اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ
کی کتاب کو پایا اس کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے ماخوذ
ہے لیکن ... لیکن یہ لوگ اس کتاب کی رعایت کرتے ہیں یعنی تعمیل حکم
نہیں کرتے دیکھو امام شافعی صاحب نے امام صاحب کی کتاب پر کوئی جرح نہیں کی ہے
بلکہ صرف ان لوگوں پر تعجب کرتے ہیں جو باوجود پانے ایسی کتاب کے جس کی نسبت
ان کا اعتقاد یہی ہو کہ وہ بالکل کتاب اللہ وسنۃ الرسول سے ماخوذ ہے پھر ان کے
احکام کے مطابق نہیں چلتے وہابی معترض کی عقل پر پتھر پڑ گئے اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ
ان مخالفوں کی ضمیر کا مرجع کتاب ہے یا وہ لوگ اگر امام شافعی کا منشا اس
قول سے مذمت کتاب ہوتا تو وہ یوں کہتے. نعم یقولون کتاب اللہ وسنۃ
رسولہ وھو مخالف لہما. یعنی یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ عین کتاب اللہ



وحدیث رسول ہے حالانکہ یہ کتاب ان دونوں کے برخلاف ہے. وا من ھذا
من ذاک. نیز اگر امام شافعی ان کے اس قول کو راست نہ سمجھتے تو وہ وہم
کا دعویٰ کیسے ذکر کرتے وہم بالخصوص واہ حیدر مناوی صاحب آپ کی خوش فہمی کا کیا کہنا

شعر: بریں عقل و دانش بباید گریست

بھائی صاحب امام ابوحنیفہ کی کتاب تو وہ تھی جس کو امام شافعی نے یہاں
تک پسند کیا کہ ایک رات دن میں ساری کتاب یاد کرلی. دیکھو تمہارے ہم مذہب
نواب صدیق حسن خان اتحاف النبلاء کے صفحہ ۴۲۴ میں امام شافعی کے ذکر میں لکھتے
ہیں امام محمد در مقام مدح وے گفت کہ کتاب اوسط ابوحنیفہ را از من
بعاریت گرفت و تمام آنرا در یک شب و روز حفظ کرد.

اسی کتاب میں ایک مناظرہ کا ذکر ہے کہ شافعی نے محمد بن حسن سے

**وہابی** | کہا. ما کنا نک نذکرت انت وضعت
الکتاب من الحدیث فکتبت من بعد بسم اللہ الرحمن
الرحیم. الی آخر حظ و مصر ومحمد بن الحسن
ابجر حق بہ. یعنی اے محمد تیری کتاب جس کی نسبت تو کہتا ہے کہ اہل مدینہ
کے رد میں تیار کی ہے ... ہے اور ... پھر ...
ابوحنیفہ کا مذہب ... ہو گیا ...

**حنفی** | اول تو معترض کا فرض تھا کہ وہ ظاہر کرتا کہ سبکی نے کس کی روایت سے
یہ مناظرہ لکھا ہے. سبکی امام شافعی و محمد کا معاصر تو ہے نہیں ... سو
سال بعد اس کا زمانہ ثابت ہوتا ہے چنانچہ ان کی وفات ۷۷۱ھ میں ہوئی
ہے اور یہ کتاب طبقات سبکی کوئی مسند کتاب نہیں ہے بلکہ عام مورخین کی طرح اس میں
ان علماء وراوی کے حالات بیان کئے گئے ہیں پھر ایسی بے اصل روایات کا کیا

اتفاق ہو سکتا ہے رد میں تو حضرت امام ابو حنیفہ کی تصنیف کے درپے تھا
اور جہاں مناظرہ شافعی المسند لکھ کر امام محمد کی کتاب کو ضعیف ثابت کر رہا
ہے پھر کس سے امام صاحب کی تصنیف کی کیا سند مل سکتی ہے سوم چونکہ امام
محمد صاحب نے اہل مدینہ کے رد میں لکھی ہے اور امام صاحب کی تصنیف کی
کیا سند مل سکتی ہے سوم چونکہ امام محمد نے کتاب الحجۃ اہل مدینہ کے رد میں لکھی تھی
اور امام محمد صاحب علاوہ شاگردی کے اصل فقہ میں اکثر امام مالکؒ کے پیرو تھے
اس لئے اگر یہاں شاگردی کی علامت ہیں امام محمد کی کتاب مذکور کو وہ اچھا سمجھیں تو اس
سے امام محمد اور امام مالک کی کتاب کی شان لگ سکتا ہے چہارم امام شافعیؒ ایک فاضل
اہل مجتہد صاحب المذہب کی شان سے یہ امر بعید ہے کہ وہ ایسا قول بے اصل
مناظرہ پیش کرتے کہ یہ تیری کتاب بسم اللہ سے لے کر آخر تک غلط ہے حالانکہ یہی
بات تو ہر ایک شخص بڑی آسانی سے اپنے مخالف کی نسبت کہہ سکتا ہے پس اگر
امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر فاضل امام محمد کی تصنیف کے درپے ہوتے تو دلائل
کے رد سے ثابت کرتے کہ یہ کتاب ان وجوہات سے غلط ہے اور ان دلائل
کا اشکال سے ذکر کیا ہو۔ بھلا کوئی شخص یہاں کہہ سکتا ہے کہ وہی امام شافعیؒ جن کے
واسطے یہ مشہور ہے کہ انہوں نے فرمایا استعنت فی العلم بسبب
فی الحدیث بابن عیینۃ و فی الفقہ بمحمد اور کہا
من اراد الفقه فلیلزم اصحاب ابی حنیفة فان المعانی
قد تیسرت لهم والله ما صرت فقیها الا بکتب محمد
بن الحسن۔ اسی امام محمد کو یوں کہیں کہ تیری کتاب بسم اللہ سے تا آخر غلط
ہے اور پھر امام محمد کی نسبت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہے کے مطابق
کلام کریں تو ہم ان کی کلام کو کچھ بھی نہ سمجھیں امام شافعی سے مناظرہ میں وہ لاجواب



ہو جائیں اور رنگ زرد ہو جاتا ہے یہ مشکل ہے عقل اور من گھڑت روایات ہیں
جو اصحاب امام ابو حنیفہؒ کے دشمن متعصب گروہوں کو ساتھ اپنے دل کو خوش کرتے
ہیں سو آپ جانتے ہیں کہ امام محمد کی وہ کتاب کون سی تھی جس پر آپ کو تاویت
ہیں کہ ان کی اس کتاب سے مراد ہے جو انہوں نے تردید اہل مدینہ میں لکھی تھی جو لکھنؤ کے
مطبع نو انا حمدی میں چھپ چکی ہے اور اس کا جواب اب تک مالکیوں سے
نہیں ہو سکا اس میں اقوال امام ابو حنیفہ درج ہیں جو اکثر صحاح ستہ میں بھی ہیں اور
پیرا قوال صحابہ بھی پھر امام شافعی صاحب کس طرح اس کتاب کو کہہ سکتے تھے کہ
بسم اللہ سے تا آخر غلط ہے جس کا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ یہ تمام احادیث مرفوعہ
اور اقوال امام ابو حنیفہؒ سراسر غلط ہیں کچھ حق کی بو نہیں بھلا امام شافعی ایسا کہہ
سکتے تھے حالانکہ ابو حنیفہؒ کے اقوال کی عظمت کے وہ خود قائل ہو چکے ہیں چنانچہ
کتاب موفق جلد ۲ صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے۔ قال سلیمان بن داؤد الہاشمی
قال لی الشافعی قول ابی حنیفة اعظم من ان یدفع
بما هوی۔ یعنی امام ابو حنیفہؒ کا قول اس سے برتر ہے کہ ہم اپنی خواہشات
سے رد کر سکیں۔ حاصل یہ کہ امام شافعیؒ امام محمد کے علم و فضل کے قائل اور
ان کی کتابوں کے مداح تھے چنانچہ کشف الظنون جلد ۲ کے صفحہ ۲۶۲ میں امام محمد
کی کتاب مبسوط کے ذکر میں لکھا ہے۔ ویروی ان الشافعی استحسنه
وحفظه واسلم حکیم من کفار اهل الکتاب بسبب
مطالعة حیث قال هذا کتاب محمدکم الاصغر
فکیف کتاب محمدکم الاکبر۔ یعنی مروی ہے کہ امام شافعیؒ
نے اس کتاب کو پسند کیا اور اس کو یاد کر لیا اور ایک حکیم جو کافر اہل کتاب سے
تھا اس کتاب کے مطالعہ کرنے سے مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب چھوٹے محمد

[illegible] کی کتاب ہی ہے تو [illegible] کتاب کا [illegible]
تو پھر یہ کبھی خیال نہیں کیا جا سکتا کہ امام شافعی، امام محمد کی ایک کتاب [illegible]
[illegible] دوسری تصنیف [illegible]
نسبت جو کہیں کہ وہ اول سے آخر تک غلط ہے بلکہ یہ بالکل بیہودہ اور لغو بیان
ہے [illegible] بالکل [illegible] خرافات ہے۔

**وہابی** | [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] مجتہد
الا انہ کان لا یعرف العربیۃ [illegible]
[illegible] وکان لا یعرف الاحادیث ولہذا اجری
بقبول الاحادیث الضعیفۃ ورد الصحیح [illegible] ولم یکن
فقیہ النفس بل کان [illegible] لان معہ علی مناقضۃ
[illegible] الاصول

**حنفی** | امام غزالی پر [illegible] امام غزالی کے تعصب سے [illegible] کوئی
کتاب نہیں ہے [illegible] امام ابوحنیفہ کی [illegible]
کے قائل تھے وہ ان کی نسبت [illegible] لکھ سکتے تھے [illegible] احیاء العلوم میں بھی
[illegible] جیسے دیگر [illegible] حضرت امام [illegible]
[illegible] لکھ سکتے
تھے [illegible] کر دیا ہے کہ [illegible]
[illegible] امام صاحب [illegible]
صاحب [illegible] سے [illegible]
اس پر بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس کتاب کا امام غزالی [illegible] المنخول
[illegible] اصل عبارت



جو [illegible] کی شان میں [illegible] آدمی [illegible]
[illegible] امام صاحب کی
نسبت اس عبارت کو [illegible] احیاء العلوم [illegible] میں ہے۔ فالفقہاء
الذین هم زعماء الفقه و قادة الخلق اعنی الذین
کثر اتباعهم فی مذاهب خمسة الشافعی و مالک
و احمد بن حنبل و ابو حنیفة و سفیان الثوری رحمهم
الله تعالی و کل واحد منهم کان عابدا و زاهدا و عالما
بعلوم الآخرة و فقیها فی مصالح الخلق و مریدا بفقهه وجه
الله تعالی [illegible] خدا کے [illegible]
پیروان مذہب [illegible] شافعی، مالک، احمد بن حنبل، ابوحنیفہ
سفیان ثوری رحمہم اللہ [illegible] علوم آخرت
[illegible]
رکھنے والا [illegible] امام شافعی و مالک کے حالات لکھ کر امام ابوحنیفہ کی
نسبت اس طرح پر لکھا ہے: واما ابوحنیفة رحمه الله تعالی
فلقد کان عابدا زاهدا عارفا بالله تعالی خائفا منه
مریدا وجه الله تعالی بعلمه۔ یعنی امام ابوحنیفہ عابد زاہد
عارف [illegible] اپنے علم میں رضاء الٰہی کے طالب تھے۔ ناظرین احیاء العلوم
کی عبارت مذکورہ [illegible] انصاف کریں کہ امام غزالی نے جب [illegible]
طرح امام ابوحنیفہ کی نسبت [illegible] شہادت دی ہے تو پھر کیا حق
اس بات کو [illegible] امام ابوحنیفہ کی
نسبت یوں لکھیں کہ وہ مجتہد نہ تھے اور نہ فقیہ تھے اور بے جا قیاس کرتے تھے۔

حاشا وکلا یہ قول ہرگز امام صاحب کا نہیں ... کتاب جامع العلوم کا نہیں ہے بلکہ یہ
بجز اہل حق معتزلی بدعتی کا قول ہے جس کا قائل ... سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا

شب پرہ اگر وصل آفتاب نخواہد
رونق بازار آفتاب نکاہد

ابوقیس کا جواب آگے آئے گا اور وہم یعرف الحدیث کے
الزام کی تردید شہادت کثیر التعداد اکابر محدثین سے پہلے کر دی گئی ہے۔

**وہابی:** خطیب نے کہا انه ای ابا حنیفة کان مذهب
جہم یعنی مذہب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا جہمیہ تھا۔ ابو قتیبہ و خوری
نے کتاب ... میں امام صاحب کو مع دونوں شاگردوں ... ہے حافظ
سلیمان سے بھی مرجئہ ... ہے چنانچہ ذہبی نے میزان میں اس قول کو نقل کیا ہے۔

**حنفی:** حضرت امام ... کو جہمیت کا الزام دینے سے ... کو مرجئہ
اگرچہ ... ہے کہ کسی بات ... کرے ... مگر پھر بھی
بات ... پیچھے ... ہو گئے۔ حضرت ... مثال ...
... کے ... سمجھتے تھے ... اس سے ... کرتا
... تصور کرتے تھے ... امام جہمیت ... لگاتے ہیں
چنانچہ کتاب ... صفحہ ١٣٩ میں قول امام ابو حنیفہؒ کا جہم بن صفوان کے حالات میں
... [illegible] ... فیه ...
قال كيف حكمت على ولم تسمع كلامي قال الطفي عنك
... [illegible] ... قال ... فان
... ذلك ... [illegible] ...
... یعنی امام صاحب نے جہم بن صفوان کو



کہا تیرے ساتھ کلام کرنا حرام ہے اور ... میں خوض کرنا تو ... مصیبت
تو جب ... جہم نے سنا ... کہ آپ مجھ پر کیسے فتوے لگاتے ہیں جب
کہ آپ نے میرے کلام کو سنا ہی نہیں آپ نے فرمایا مجھے تیری ایسی باتیں
پہنچی ہیں ... کوئی مسلمان ... نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد آپ مجھ پر حکم ... بعیب
کرتے ہیں ... یہ تیری ... میں شہرت پا چکی ہیں ... کے
پوچھنے کی حاجت ... نہیں ہے ... امام صاحب تو مذہب جہمیہ کی بانی
کو ... ہیں ... کو جہمیہ قرار دیتے ہیں ... قتیبہ
... ابو قتیبہ ... ابن قتیبہ
ایک شخص ہے جس کی کتاب المعارف مشہور ہے۔ اب ... ابوحنیفہ ...
... کی دلیل ہے ... وہ ... نے
... دیکھ کر ... خود کوئی کتاب نہیں دیکھی
ورنہ ... یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ ... ابن
قتیبہ خود کیسے ہیں اور محدثین کے نزدیک ... سمجھتے ہیں۔ ... الاعتدال
صفحہ ... میں ... ان کی نسبت محدثین کی شہادت یوں درج ہے قال الحاكم اجمعت
الامة على ان القتيبي كذاب۔ قال الدارقطني كان ابن
قتيبة يميل الى التشبيه منحرف عن العترة وكلامه
يدل عليه وقال البيهقي كان يرى رأى الكرامية۔
... ملخصاً۔ یعنی حاکم نے کہا اس بات پر امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ
قتیبی کذاب تھا۔ دارقطنی نے کہا ہے ابن قتیبہ مذہب تشبیہ کی طرف مائل تھا
بیہقی کہتے ہیں کہ کرامیہ کی رائے رکھتا تھا پھر ایسا کذاب ... شخص اگر
امام ابوحنیفہؒ کے برخلاف کوئی ... الزام عائد کرے تو اس کی ... کیا اعتبار

جو سکتی ہے یہ بھی عجیب بات ہے جو میاں جمید آبادی لکھتے ہیں کہ حافظ سلیمانی نے
بھی امام صاحب کو مرجیوں میں لکھا ہے اور ذہبی نے میزان میں اس قول کو نقل کیا ہے
جو میزان الاعتدال کا بھی [illegible] آبادی نے امام [illegible] ہے [illegible]
کی کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا اور نہ لسان کبھی دیکھنا میزان الاعتدال ہو سکے پاس
ہے اور ہم نے اس کو اول سے آخر تک دیکھ لیا ہے اس کتاب میں حافظ سلیمانی کا
نام تک نہیں لکھا ہے جا بجا [illegible] خلاف امام صاحب [illegible] کا قول ذکر [illegible] ہے جو ہم بھی کسی کو نہ
سے ہے [illegible] آبادی کو دھوکہ ہوا [illegible] جمید آبادی [illegible] کے [illegible]
ہو جاتا ہے [illegible] رسالہ [illegible] جس کی کو [illegible] آپ نے کی ہے [illegible]
کہ [illegible] سے [illegible] جس جگہ سلیمانی کا امام ابو حنیفہ کی نسبت [illegible]
کو لکھا ہے شاید آپ نے منقول [illegible] رسالے موصوف نے [illegible] میں مسعر بن کدام کے
تذکرہ میں [illegible] دیکھ کر امام ابو حنیفہ خیال کر لیا ہے جیسا کہ اس میں لکھا ہے

مسعر بن كدام [illegible] ولا عجب بقول الايمان
كان من المرجئة مسعر بن كدام وحماد بن ابي سليمان
والنعمان وعمرو بن مرة وعبد العزيز بن ابي رواد وابو معاوية
وعمر بن ذر [illegible] جماعة يعني مسعر بن كدام ثقة ہیں اور وہ
تھے [illegible] سلیمانی نے [illegible] قول [illegible] ان کے مرجیوں میں شمار کیا ہے۔
مسعر [illegible] وحماد [illegible] ابو معاویہ [illegible]
[illegible] ایک جماعت [illegible] ایسی صورت میں اس کو نعمان سے ابو حنیفہ
[illegible] ایک صریح غلط [illegible] کا [illegible]
[illegible] مسعود [illegible] سے امام ابو حنیفہ
[illegible] ہیں [illegible] سے امام ابو حنیفہ کی [illegible]



جاویں تو آپ کی [illegible] کے قول سے ہو گئی ہو سکتے ہیں
کہ ان علماء [illegible] میں امام ابو حنیفہ شامل ہیں [illegible] سلیمانی کا کوئی
اعتبار [illegible] سے علاوہ [illegible] کے امام ابو حنیفہ کو مرجیہ کہنے کے
معنی ثابت ہوتے ہیں علاوہ اس کے خود امام ابو حنیفہ نے اپنے مرجیہ کہے جانے
کو [illegible] جواب دے دیا ہے [illegible] ہو تو پھر کسی کو
مرجیہ کہنے کا [illegible] علامہ [illegible] کتاب الرفع
والتکمیل کے صفحہ [illegible] میں لکھتے ہیں۔ وفی التمهيد لابي الشكور السالمي
ثم المرجئة على نوعين مرجئة مرحومة وهم اصحاب
النبي صلعم و مرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بان
المعصية لا تضر والعاصي لا يعاقب وروي عن عثمان
البتي انه كتب الى ابي حنيفة وقال انتم مرجئة فا
جابه بان المرجئة على ضربين مرجئة ملعونة
وانا بريء منهم ومرجئة مرحومة وانا منهم
وكتب فيه ان الانبياء كانوا كذلك الا ترى الى قول
عيسى عليه السلام ان تعذبهم فانهم عبادك
وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم۔ یعنی مرجیہ مرحومہ
اور [illegible] اصحاب نبی صلعم ہیں اور مرجیہ ملعونہ اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ گناہ
کچھ مضر نہیں ہے اور عاصی کو کوئی مواخذہ نہیں ہو گا عثمان بن ابی لیلیٰ نے امام ابو حنیفہ
کو لکھا کہ تم [illegible] جواب [illegible] ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کا قول ہے [illegible]
گر ان کو عذاب دے تو تیرے اپنے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو تو عزیز
ہے [illegible] سے کوئی شبہ [illegible] ہے کہ وہ مرجیہ کس [illegible] میں

جو اس بات کی قائل ہیں کہ گناہ کی کوئی سزا نہیں ہے۔ ہاں ایک گروہ مرجیہ مرحومہ کا ہے جو اس بات کی قائل ہیں کہ اگر خدا چاہے تو گناہ گار کو اس کے گناہ کی سزا دے اور جو چاہے تو معاف کر دے اور تمام انبیاء کرام اس بات کے قائل ہیں اور امام صاحب کا بھی یہی مذہب ہے پس عجب ہے ان لوگوں پر جو امام صاحب کی نسبت یہ بیان کریں کہ آپ کسی قسم کے مرجیہ ہیں وہ صحیح ہے کہ آپ ان پر لعنت بھیجتے اور ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ ان مرجیہ مرحومہ میں تمام اہل سنت محمدیہ اور خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں کہ یہ مرجی داخل ہیں وہابی اس کے برخلاف ہوں تو ہوا کریں۔

**وہابی** تاریخ بغدادی میں یہ بھی ذکر ہے کہ ابو اسحاق فزاری نے کہا کنت آتی ابا حنیفة فاسأله عن الشيء من الغزو فسألته عن مسئلة فاجاب فيها فقلت يروى عن النبي كذا وكذا قال دعنا من هذا۔ یعنی میں ابو حنیفہ کے پاس آتا تھا اور ان سے امر غزوہ سے کچھ پوچھتا تھا میں نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے جواب دیا میں نے کہا حضرت سے اس بارہ میں روایت ہے تو امام ابو حنیفہ نے کہا اس سے ہم کو چھوڑ یعنی حدیث کا ذکر مت کر۔

**حنفی** اگر معترض کا مقصود ہوتا کہ قطع دلیل ہے یہ قول کس طریق پر نقل کیا ہے تو وہ اس کو محل اعتراض میں ہرگز پیش نہ کرتا لیکن چونکہ وہابیوں کو تحقیق سے غرض نہیں صرف اپنا شاپ شاپ کرنا اور اپنے جاہلوں کا دل خوش کر لینا مقصود ہوتا ہے اس لیے وہ کسی کتاب سے کوئی قول خواہ اس کا مصنف کسی طرح سے نقل کرے بظاہر مخالف دیکھ کر ہی غنیمت سمجھ کر عقیدہ لاحاصل کی صورت میں مخالفین کے سامنے پیش کرتے ہیں سو واضح ہو کہ



خطیب بغدادی کا یہ اپنا قول نہیں اور نہ اس کو اس قول سے اتفاق ہے بلکہ اس نے مورخانہ طریق پر جہاں مدحت امام ہمام کے مادحین کے اقوال نقل کیے ہیں وہاں قادحین کے قول بھی لکھ دیے ہیں جو دونوں کے دیکھنے کی بہت ضرورت ہے جیسا کہ جامع مسانید خوارزمی کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے فالخطيب ابن سعد وتبعه [illegible] في [illegible] الخطيب في تاريخه عن القادحين فيه اعلم انه لم يقصد بذلك الاجماع ما قيل في الرجل على عادة المؤرخين ولم يقصد بذلك انتقاصه ولا الحط من مرتبته بدليل انه قدم كلام المادحين واكثر منه من نقل مآثره السابقة في اكثرها انما اعتمد اهل المناقب فيه على ما في تاريخ الخطيب ثم عقبه بذكر كلام القادحين اكثر منه من نقل مآثره السابقة في اكثرها انما اعتمد اهل المناقب فيه على ما في تاريخ الخطيب ثم عقبه بذكر كلام القادحين ليبين انه من جملة الاكابر الذين لم يسلموا من خوض الحساد والطاعنين فيهم ومما يدل على ذلك ايضا ان الاسانيد التي اخرج بها الخطيب غالبها من متكلم فيه او مجهول ولا يجوز اجماعا [illegible]

ماحصل اس عبارت کی تردید ہے کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں قادحین کے نقل کیے ہیں اور معلوم ہو کہ اس سے غرض صرف اس قدر ہے کہ جمع کرنے سے ہے جو کسی شخص کے حق میں کہے گئے ہوں جیسا کہ مورخین کی عادت ہے اور اس سے ہرگز اس کی قدر و منزلت کی تنقیص مقصود نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس نے پہلے مادحین کے اقوال لکھ دیے ہیں و مآثر و ثنایات

کا ذکر کر دیا ہے جن پر اہل مناقب کا اعتماد ہے اور اس کے بعد تو وہ ان
کے اقوال بھی نقل کر دیئے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ آپ ان بزرگان دین سے ہیں جو
جاہل حاسدوں کی بیجا طعن سے نہیں بچ سکے اور اس امر کی یہ صریح دلیل ہے کہ
جو روایات قدح نقل کی گئی ہیں اکثر راوی ان کے متکلم فیہ اور مجہول شخص ہیں جن کی
روایات بالاجماع غلط ہیں۔ اب اس تصریح سے صاف معلوم ہو گیا کہ بعد از ان
حضرت امام صاحب کی کسر شان کی غرض سے ایسے اقوال نقل نہیں کئے اور نہ اس کو ان
اقوال نقل نہیں کئے کہ آپ کے بھی مثل دیگر اکابر دین کے حاسد بہت تھے جنہوں
نے ایسے فضول بجو بھی آپ کے خلاف کر دیئے ہیں جو بالکل بیہودہ اور لچر ہیں
دوم اگر فرض کر لیا جاوے کہ اس نے ایسے اقوال کو صحیح سمجھ کر بلا اعتراض کے نقل
کیا ہے تاہم اس سے امام اعظم کی شان کی نسبت کوئی تنقیص باور نہیں ہو سکتی چنانچہ
کی عبارت امام کے صلح مذکور میں اس طرح پر لکھی ہے۔ والدرس صحة
ما ذكره الخطيب من القدح من قائله لا يعتد به
فانه ان كان من غير اقران الامام فهو مقلد لما
قاله اوكتبه اعداء او من قرسه بما من قول الاقران
بعضهم في بعض غير مقبول۔ وقد صرح الحافظ الذهبي
وابن حجر بذلك قالا لا

لا يجوز منه الا من     قال الذهبي وصاحب

عصر مسلم امنه الاعصر السبق والصدق يعني اگر بعض
اس قدح کو جو     نے نقل کی ہے اس کے قائل سے صحیح تسلیم کر لیا جائے
تو بھی اس کا کچھ اعتبار ہے کیونکہ اگر قادح امام صاحب کے عصر سے بعد کا ہے تو وہ
امام صاحب کے دشمنوں کے اقوال کا مقلد ہوگا اور اگر آپ کا ہمعصر ہے تو بھی



اس کا قول نا معتبر ہے کیونکہ پہلے گذر چکا ہے کہ ہمعصروں کے اقوال ایک دوسرے
کے بارہ میں غیر مقبول ہوتے ہیں جیسا کہ حافظ ذہبی اور ابن حجر نے تصریح کی ہے
اور کہا ہے کہ خصوصاً جب ظاہر ہو جائے کہ یہ بات کسی عداوت ذاتی یا مذہبی
کی وجہ سے کہی گئی ہے کیونکہ حسد سے سوائے معصومین کے کوئی شخص نہیں بچ سکتا
ذہبی کا قول ہے کہ مجھے کوئی زمانہ معلوم نہیں ہے جس کے لوگ حسد سے بچ سکے ہوں
سوائے عصر انبیاء اور صدیقین کے۔ سوم خطیب بغدادی کو امام ابو حنیفہ کی
نسبت متعصب ہے محمد بن محمود نے امام ابو حنیفہ کی اور ان کے اصحاب کی نسبت
سخت سست لکھا ہے جس سے خطیب اور صیمری وغیرہ نے ان کی خوب
خبر لی ہے اور تردید میں کتابیں لکھی ہیں چنانچہ شامی شرح در مختار کے مقدمہ میں
لکھتے ہیں ومن المتعصبين للامام العلامة يوسف بن عبد الهادي
الحنبلي مجلد كبير سماه تنوير الصحيفة وذكر فيه عن
ابن عبد البر لا تتكلم في ابي حنيفة بسوء ولا تصدقن احدا
يسئ القول فيه فاني والله ما رايت افضل ولا اورع ولا افقه
منه ثم قال ولا يغتر احد بكلام الخطيب فان عنده
العصبية الزائدة وتحامل

عليه مكل وجه وصنف فيه تصنيفا سماه السهم المصيب
في كبد الخطيب۔ یعنی بعض ان لوگوں میں سے جو امام صاحب سے اعزاز یہ
کی حمایت کرتے ہیں علامہ یوسف بن عبد الہادی حنبلی بھی ہیں جنہوں نے ایک
کتاب تنویر الصحیفہ لکھی ہے اس کتاب میں بیان کیا کہ ابن عبد البر نے کہا کہ امام
کے حق میں کوئی برائی کا حرف نہ کہے [illegible]
[illegible] کیونکہ خدا کی قسم [illegible] امام [illegible]

اور الفقہ میں دیکھی پھر کہتے ہیں کہ کوئی شخص خطیب بغدادی کی کلام پڑھ کر دھوکہ نہ کھائے کیونکہ انہوں نے ایک جماعت علماء مثل امام ابو حنیفہ وامام احمد اور ان کے بعض اصحاب پر بڑا تعصب کیا ہے اور ان پر ہر ایک طرح کے عیب لگائے ہیں جس کی تردید میں سبط ابن الجوزی نے السہم المصیب فی کبد الخطیب کتاب لکھی ہے۔ ان کے علاوہ خطیب بغدادی کی تردید میں ایک کتاب السہم المصیب فی الرد علی الخطیب علامہ عیسیٰ بن ابو بکر ملک معظم ایوبی کی متوفی ۶۲۴ھ اور ایک کتاب سہم المصیب فی نحر الخطیب حافظ جلال الدین سیوطی نے بھی لکھی ہے۔ دیکھو کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۳۰ علاوہ ازیں قول وعامۃ ما عندہ کی ایک تاویل بھی ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے مشابہ حافظ الحدیث یزید بن ہارون کا قول بھی موجود ہے جیسا کہ کردری جلد اول صفحہ میں ہے۔ عن عبد اللہ بن ابی عبید قال کنا عند یزید بن ہارون فقال المغیرۃ عن ابراہیم فقال رجل حدثنا عنہ علیہ السلام فقال یزید یا احمق ہذا تفسیر قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم تصنع بالحدیث ما لم تفہم معناہ۔ یعنی ابن ابی عبید کہتے ہیں کہ ہم یزید بن ہارون کے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے مغیرہ سے ابراہیم سے یوں روایت کی ہے اس پر ایک شخص کہنے لگا کہ ہم کو آنحضرت کی حدیث بتاؤ۔ یزید نے اس سے کہا اے احمق یہ تو حضرت کی تفسیر ہے تو حدیث کو کیا کرے گا جب اس کا معنی نہیں سمجھ سکتا۔ ایسے ہی ابو اسحاق فزاری کی روایت مذکورہ کو اگر صحیح فرض کر لیا جائے تو اس کی صحت بعینہ اسی صورت کے مطابق ہے جو اس روایت یزید بن ہارون میں ہے یعنی جب فزاری نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھا اور امام صاحب نے جواب دیا اور فزاری نے کہا آنحضرت کی حدیث تو یوں ہے تو آپ نے یہ کہہ کر ہمارا جواب تو یہی تفسیر



حدیث تھا جس کو یہ سمجھ نہیں سکا نیز یزید بن ہارون کی طرح ان کو کہہ دیا ہو کہ تم حدیث کا ذکر چھوڑ دو جب تمہیں ان کی سمجھ نہیں اب بتائیے اس میں آپ کا کیا الزام ہے۔ الحاصل حضرت امام اعظم ایسے مسلم پیشوائے دین فقیہ ومحدث کی بابت جو شخص یہ الزام لگائے کہ وہ قرآن وحدیث کے برخلاف مسائل بیان کرتے تھے اور قال اللہ وقال الرسول کی پرواہ نہیں کرتے تھے اس کا قول بالکل مردود ہے جیسا کہ برخلاف اس کے بشارت محمدی ثابت ہو چکا ہے کہ آپ ہر مسئلہ میں قرآن وسنت سے استنباط کرتے تھے اور احادیث صحیحہ و آثار صحابہ اور تابعین کو مدنظر رکھتے تھے الحمد للہ اکابر محدثین امام صاحب کے ہی اقوال پر فتویٰ دیتے تھے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

**وہابی** خطیب بغدادی نے کہا ما ولد فی الاسلام اشأم منہ یعنی اسلام میں ان سے زیادہ منحوس کوئی پیدا نہیں ہوا۔

**حنفی** مخالف نے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا کہ خطیب بغدادی نے کس سے یہ فقرہ روایت کیا ہے اور یہ بھی بیان نہیں کیا کہ یہ قول کس کی بابت ہے پھر ایسے بے ہودہ بے اصل اقوال کو مخالف کے سامنے بطور استدلال میں پیش کرنا بڑی حماقت کی بات ہے ہم اوپر خطیب کی بابت معتبر کتاب الخیرات الحسان کے حوالے سے امام صاحب کی مدح میں روایت لکھ چکے ہیں جو ابن ابی داؤد سے روایت کی گئی ہے۔ اور جس کا مضمون یہ ہے کہ امام صاحب کی نسبت سوائے جاہل یا حاسد کے کوئی کلام نہیں کر سکتا تو پھر وہی خطیب اپنی ہی روایت کے برخلاف امام صاحب کی مذمت میں کس طرح کہہ سکتا ہے کہ ما ولد فی الاسلام اشأم منہ۔ ممکن ہے کہ ایسا کلام کسی شریر حاسد نے کسی بزرگ کی نسبت کہا ہو کیونکہ اکثر جاہل حاسد بزرگوں کی نسبت ایسے بیہودہ دل آزار کلمات کہہ دیتے

ذی ذرا بھی نادرست تھے جب کہ حضرت امام شافعی کی سنت الگ کے تحت پڑھا دیے بعد
پر وحشی حدیث ان کی سنت میں روایت کرتے ہیں۔ عن انس قال قال
رسول اللہ صلعم یکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن
ادریس ھو اضر علی امتی من ابلیس۔ دیکھو شرح سفر السعادت صفحہ ۱۲۳
لعنت ہو ان پر کہ جن کے وقت دشمنی کی وجہ سے [illegible] کی کثرت ہو روایت
وضع کی [illegible] امام صاحب کی مرفوعہ میں [illegible] تو کس
حضرت امام کی قدر و منزلت میں کیا فرق آ سکتا ہے جب [illegible] بات کا کمال
ہو چکی ہے کہ آپ جیسا عالی دین اسلام [illegible] کی اسند نظیر [illegible]
تو [illegible] اللہ [illegible] ہوا ہے اور [illegible] وجہ کہ پتا نہیں [illegible]
نصف صفحہ [illegible] پر جاری ہے اور آپ کے متبعین کی تعداد اس وقت خدا کے فضل
سے اسلامی دنیا کی دو تہائی کے قریب ہے [illegible] امام کی نسبت
یہ کلمات [illegible] کی عاقبت خراب کرنے کے ہو حضرت امام کی شان میں
[illegible] نہ سکی ہے۔

**وہابی** امام بخاریؒ نے فزاری سے روایت کی ہے کہ کنت عند سفیان فنعی النعمان فقال الحمد للّٰہ کان ینقض الاسلام عروۃ عروۃ ما ولد فی الاسلام اشام منہ یعنی سفیان نے بات سن کر امام ابو حنیفہ کے مرنے کی خبر [illegible] الحمد للہ کہ ایسا آدمی دنیا سے گیا جو اسلام کے حلقے کو توڑتا تھا اور اس سے زیادہ شامت والا کوئی نہ تھا۔

**حنفی** اول تو یہ روایت ایسی لچر کی روایت کی طرح یار لوگوں کی گھڑی ہوئی ہے [illegible] امام بخاری پر یہ افترا محض ہے کہ اس کے راوی ہیں اگر کوئی [illegible] کہ اس روایت کی کوئی سند امام بخاری تک ہو تو وہ بخاری کو یہ روایت حاصل ہوئی ہے



کیونکہ ابواسحق فزاری کو امام موسیٰ نے دیکھا نہیں تھا بلکہ فزاری کی موت امام
بخاری کی ولادت سے پہلے ۱۸۵ھ میں ہو چکی تھی۔ دوسرا اس روایت میں یہ بھی بیان
نہیں ہے کہ روایت [illegible] قول ہے کیونکہ نعمان کی بابت [illegible] نہیں
ہے سفیان ثوری کے زمانہ میں ہوئے حضرت امام کے اور [illegible] سے نعمان
نہیں جو سفیان سے پہلے ہو گئے تھے مثلاً نعمان بن المنذر الغسانی جو بقول میزان ضعیف
تھا اور اس نے عقیدہ فتنہ میں [illegible] کتاب تصنیف کی تھی اور لوگوں کو اس کی طرف
دعوت کرتا تھا۔ دوسرا [illegible] بقول موسیٰ بن ہارون و ابن حبان [illegible]
میزان کے جھوٹی اور دوسری روایات کی روایت کرنے میں متہم تھا [illegible] نعمان بن ثابت
الجزری جو بقول بخاری منکر الحدیث [illegible] امام احمد کے نزدیک [illegible]
الحدیث تھا [illegible] روایت کیا کرتا تھا [illegible] یحییٰ بن سعید اس کو
ضعیف [illegible] ابی شیبہ [illegible]
[illegible] وقت موجود ہونے کے [illegible]
سے امام ابوحنیفہ ہی سمجھ لینا [illegible] اور انصاف [illegible] ہے کہ نعمان
سے ابواسحاق فزاری کی مراد نعمان [illegible] موجود [illegible] کی تائید [illegible]
[illegible] گمراہ کرنے میں [illegible] عروۃ عروۃ بھی
[illegible] مراد ہو جو [illegible]
اور جھوٹی روایات کے روایت کرنے میں متہم تھا [illegible] مراد ہو
سکتا ہے بالفرض [illegible] احتمالات کے موجود ہوتے حسب قاعدہ مسلمہ اذا جاء الاحتمال
بطل الاستدلال کے آپ یہاں لفظ مطلق نعمان سے امام ابوحنیفہ کی شامت ہرگز
قرار نہیں دے سکتے [illegible] کوئی شخص ایک لمحے کے لیے بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ سفیان
ثوری کی یہ جرأت قابل تسلیم نہیں کیونکہ سفیان ثوری امام ابوحنیفہ کے [illegible] اور [illegible]

سے تھے اور معاصروں کی کلام ایک دوسرے کے برخلاف محققین اہل حدیث کی
نزدیک بالکل غیر مقبول ہوتی ہے چنانچہ میزان الاعتدال کے صفحہ دوم میں لکھتے ہیں کلام
الاقران بعضهم فی بعض لا یعبأ به لاسیما اذا لاح لك
انه لعداوة او لمذهب او لحسد وما ینجو منه الا من
عصمه الله۔ یعنی بعض معاصروں کی کلام بعض کے حق میں بے اعتبار ہوتی ہے
خصوصاً جب کہ ظاہر ہو جاوے کہ یہ بات کسی عداوت مذہبی یا حسد والی سے
کہی گئی ہے کیونکہ حسد سے سوائے معصوموں کے کوئی نہیں بچ سکتا۔ اور خیرات الحسان کے
صفحہ ... میں لکھا ہے قد عرفناك ان الجارح لا یقبل منه الجرح
وان فسره فی حق من غلبت طاعاته علی معاصیه و
مادحوه علی ذامیه ومزکوه علی جارحیه اذا کانت
یشهد العقل بان مثله من تعصب مذهبی او منافسة
دنیویة کما یکون بین النظراء وغیر ذلك وحینئذ
فلا یلتفت لکلام الثوری وغیره فی ابی حنیفة وابن ابی ذئب
وغیره فی مالك وابن معین فی الشافعی والنسائی فی احمد
بن صالح ونحوه ولو اطلقنا تقدیم الجرح لما سلم لنا احد
من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فیه طاعنون
وهلك فیه هالكون۔ یعنی ہم معلوم کرا چکے ہیں تجھ کو یہ بات کہ جارح کی جرح
اگرچہ مفسر ہی کیوں نہ ہو ایسے شخص کی نسبت ہرگز قبول نہ کی جاوے گی جس کی طاعات
اس کے معاصی پر غالب ہوں اور اس کی مدح کرنے والے اس کی ذم کرنے والوں
اور اس کے تزکیہ کرنے والے اس کی جرح کرنے والوں سے زیادہ ہوں جب
کہ عقل اس بات کی شہادت دے کہ اس قسم کی جرح تعصب مذہبی یا حسد



دنیوی کی وجہ سے ہے جیسا کہ ہمعصروں وغیرہ کے مابین ہوتا چلا آیا
ہے پس ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ کی نسبت ثوری وغیرہ کی کلام کی طرف ہرگز
التفات نہ کی جاوے گی۔ اور امام مالک کے حق میں ابن ابی ذئب وغیرہ اور امام
شافعی کی نسبت ابن معین اور احمد بن صالح وغیرہ کے حق میں نسائی وغیرہ کی کلام کا اعتبار
نہ کیا جاوے گا اگر ہم مقدم جرح کو مطلق کر دیں تو ائمہ مسلمین سے کوئی امام بھی
جرح سے سلامت نہیں رہ سکتا کیونکہ ایسا کوئی امام نہیں ہے جس کی نسبت طاعنین
نے طعن کیا ہو اور ان کی بدگوئی سے ہلاک نہ ہوئے ہوں۔ آخر محققین کی یہ تصریح
آپکے نزدیک معتبر ہیں اور آپ ہمعصروں کی کلام کو ایک دوسرے کے حق میں
تسلیم کرتے ہیں تو پھر آپ کو امام مسلم کا امام بخاری و ابن مدینی کی نسبت یہ قول
بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ یہ دونوں حضرات حدیث کے [illegible] تھے
اور حقیقت میں تھے چنانچہ امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ کی [illegible] حدیث کے
بحث کرتے ہوئے اپنے ہمعصروں کی نسبت جو ان میں منتحل الائمہ تھے
اس طرح تحریر کیا ہے وقد تکلم بعض منتحلی الحدیث من
اهل عصرنا۔ یعنی تحقیق ہمارے زمانہ کی بعض ہمعصروں نے جو طالب الحدیث
نے کلام کی ہے اور منتحل یعنی طالب الحدیث سے ان کی مراد حسب تصریح امام
نووی کے علی بن المدینی و امام بخاری ہیں جب آپ مرسل احادیث کے متصل کی شرط
تصریح کردہ ... ثابت ہو جاوے کی ... سب محدثین
جمہوری کہتے ہیں اس کے مخالف ہونے کی کوئی ثابت ہوتی ہے چنانچہ نواب صدیق
حسن خان نے ابجد العلوم کے صفحہ ۲۴۲ میں اس طرح پر لکھتے ہیں فی کتاب
اصطلاحات الفنون لاهل الحدیث مراتب و اولها الطالب
وهو المبتدی الراغب فیه ثم المحدث وهو الاستاذ

الکامل وکذا الشیخ والامام معناه ثم الحافظ وھو الذی
احاط علمه بمائة الف حدیث متنا واسنادا واحوال
رواته جرحا وتعدیلا وتاریخا ثم الحجة وھو الذی احاط
علمه بثلثمائة الف حدیث [illegible] فانه لمعرفی. یعنی کہ شیخ
نے اصطلاحات محدثین میں لکھا ہے کہ اہل حدیث کی کئی درجہ ہیں پہلا درجہ طالب
یعنی مبتدی کا ہے پھر محدث کا اور حافظ کا ہے اور اسی طرح شیخ اور امام کا درجہ
ہے [illegible] سے بڑھ کر حافظ ہے جس کو ایک لاکھ حدیث متنا وسندا معلوم
ہوں اور ان کی جرح و تعدیل اور تاریخ کے یاد ہوں پھر اس سے بڑھ کر حجۃ
کا درجہ ہے جس کو تین لاکھ حدیث مع متعلقات کے یاد ہوں اب دیکھئے
تم جہل کے ذہن کا تو اس پر [illegible] ہے کہ امام بخاری اور علی بن مدینی محدث
حافظ حجت اور امام ائمہ حدیث ہیں مگر برخلاف اس کے ان کے ہمعصر امام مسلم
[illegible] کو حدیث میں صرف جتنا ہی کی کہتے ہیں اور محدث تک کا درجہ ان
کو نہیں دے سکتے سوال یہ ہے کہ کس قدر تو ہین و تنگی ہے یہ آپ [illegible]
کر سکتے ہیں؟ اور سنیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اسے اس ذکر میں بھی دیکھ
لفظ قرآن کو مخلوق ہونے کا قائل سمجھ کر مشرف جیسی کرتے اور لوگوں کو ان کے
پاس آنے جانے سے ممانعت کرتے ہیں چنانچہ مقدمہ فتح الباری کے صفحہ ۴۹۰
میں لکھا ہے۔ وقال ابو حامد بن الشرقی سمعت محمد
بن یحیی الذھلی یقول القرآن کلام اللہ غیر مخلوق ومن
زعم لفظی بالقرآن مخلوق فھو مبتدع لا یجالس
ولا یکلم ومن ذھب بعد ھذا الی محمد بن اسماعیل
فاتھموہ فانه لا یحضر مجلسه الا من کان علی مذھبه



یعنی ابو حامد شرقی نے کہا کہ سنا ہے محمد بن یحیی ذہلی کو کہتے تھے کہ قرآن شریف
کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور جس نے کہا کہ تلفظ قرآن کا مخلوق ہے پس وہ مبتدع
[illegible] کے پاس نہ بیٹھنا چاہیئے اور نہ اس سے بولنا چاہیے اور اس کے بعد جو شخص محمد
بن اسمٰعیل کے پاس جاوے اس کو بھی متہم جانو کیونکہ ان کی مجلس میں وہی جاتے تھے
جو اس کے مذہب کا ہوگا دیکھو امام بخاری کی نسبت امام ذہلی ان کے استاذ کی
کس قدر سخت جرح ہے کہ وہ ان کو معتزلہ فرقہ میں سے سمجھتے تھے جو تلفظ قرآن کا مخلوق
ہونے کا قائل ہے جیسا کہ صیانۃ الناس کے صفحہ ۲۲ میں فرقہ معتزلہ کے بیان میں
لکھا ہے۔ وامالمعتزلة فکان شیخھم معمر یقول
ان [illegible] الاجسام [illegible] اللہ۔ یعنی معتزلہ کے
فرقہ معمریہ کا شیخ کہتا تھا کہ قرآن فعل اجسام ہے یا حروف صوت سے مرکب
ہے اور فعل محدث ہے ایسے ہی امام کو بنانے کو پن ۲۵۰ میں بمقام نیشاپور
ایک مجلس میں کسی شخص نے الفاظ قرآن کی نسبت سوال کرنے پر فرمایا۔ افعالنا
مخلوقة و الفاظنا افعالنا۔ مقدمہ فتح الباری صفحہ ۴۹۰ یعنی افعال
ہمارے مخلوق ہیں اور ہمارے لفظ ہمارے افعال ہیں نتیجہ یہ کہ قرآن کے الفاظ
مخلوق اور فعل اجسام ہیں۔ مولوی اگر صاحب جیرت کتاب کی تقریب سے حرجہ
کوا [illegible] ہوئی ہے سکو روا رکھے تو آپ براہ مہربانی آپ ہی فرمادیں کہ امام
ذہلی کے فتوی اور جرح سے امام بخاری کے سالم و محفوظ رہنے کی وجہ اور کیا سبیل
ہو سکتی ہے۔

رازی نے رسالہ ترجیح شافعی میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر شافعی کا

وبابی | بہ غرض کہ بہت بہت گیا۔ ولو کان الشافعی فی حد
[illegible] فی علم حدیث لذکرہ کما ذکر ابا حنیفة فی [illegible]

یعنی اگر امام شافعیؒ علم حدیث میں ضعیف ہوتے تو امام بخاری اپنی کتاب تاریخ کبیر میں ان کا ذکر کرتے جیسے ابوحنیفہؒ کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

**تنبیہ** امام رازی کا کوئی رسالہ ترجیح شافعی میں نہیں ہے البتہ مرقاۃ شافعی میں ان کا رسالہ [illegible] عبارت مذکور ہے [illegible] عبارت [illegible] نہیں کیا کہ آپ نے [illegible] سے کہاں سے [illegible] امام بخاری کا [illegible] کا انکار [illegible] ہے کیوں کہ [illegible] امامت [illegible] کا ذکر تاریخ کبیر میں کیا ہے اس کے [illegible] ثابت ہے کہ تضعیف یحییٰ بن معین کی امام ابوحنیفہ کی [illegible] ہے۔ و اما الامام محمد [illegible] فذكر [illegible] في تاريخه الكبير [illegible] عن عبد الله [illegible] [illegible] ثم انه ما ذكره في باب الضعفاء [illegible] كان قد روى شيئا كثيرا من الحديث وكان [illegible] في [illegible] [illegible] في [illegible] [illegible]

---

[illegible] ذكر محمد بن [illegible] قال يحيى بن معين ما رأيت احدا اقدمه على وكيع وكان يفتي برأي ابي حنيفة وكان يحفظ حديثه كله وكان قد سمع



یحییٰ بن معین کے قول سے تضعیف امام ابوحنیفہ کی ترجیح [illegible] امام رازی کی عبارت [illegible] ہے [illegible] کی حکایت [illegible] تضعیف [illegible] ثابت [illegible]

---

سمع من ابي حنيفة حديثا كثيرا، قال: وقيل ليحيى بن معين يا ابا زكريا ابوحنيفة كان يصدق في الحديث قال نعم صدوق، قال: وسمعت يحيى بن معين يقول: [illegible] ابوحنيفة او الشافعي او ابويوسف القاضي فقال [illegible] حديثه [illegible] قوم صالحون وابويوسف لم يكن من اهل الكذب [illegible] ولكن ليس [illegible] حديثه بشيء۔ یعنی یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ [illegible] حالانکہ وہ امام ابوحنیفہ [illegible] امام ابوحنیفہ [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] حدیث [illegible] [illegible] امام شافعی کی سنت [illegible]

امام شافعی کی سنت [illegible] ان کے [illegible]

بخاری نے امام شافعی کا تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے اور کتاب الضعفاء میں ان
کا ذکر نہیں کیا ہے امام شافعی ان کے نزدیک ضعیف نہ تھے اور بغیر کسی سبب
بے اعتبار ہے۔ مولوی [illegible] مذکور نے آپ کو یہ سمجھا کہ امام رازی نے اس
تصریح سے امام ابو حنیفہ کی تضعیف ثابت کرنی چاہی ہے صرف یہ وہم ہی نہیں
ہے بلکہ امام رازی پر محض ایک طرح کا [illegible] ہے امام بخاری کا حضرت
امام کا ذکر ضعفاء میں کرنا محض بوجہ تنافر مذہبی اور ذاتی عداوت کی تھا جس کی
وجہ یہ ہے کہ امام ابو حفص کبیر بخاری شاگرد امام محمد نے امام بخاری کو کہہ دیا تھا کہ آپ
فتوے نہ دیا کریں کیونکہ آپ فتوے دینے کی لیاقت نہیں رکھتے [illegible]
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن کسی نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک بکری کا دودھ
دو لڑکوں نے پی لیا تو رضاع ثابت ہوگا یا نہیں امام بخاری نے فرمایا رضاعت ثابت
ہو جاتی ہے۔ اس بات پر [illegible] سب لوگ مستعد ہو گئے اور اس بدمزگی کی وجہ
سے آپ کو بخارا چھوڑنا پڑا جیسا کہ فتح القدیر اور ہدایہ وغیرہ شروح ہدایہ میں مصرح
ہے پس امام بخاری کا امام صاحب کو ضعفاء میں درج کرنا محض اس بحث کے باعث
تھا جو ان کو امام صاحب کے پیروؤں سے ہوئی تھی اور ظاہر ہے کہ جو جرح بوجہ عداوت
یا تعصب کے بھی کسی پر کی جائے وہ محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہے جیسا کہ ابھی
گزر چکا ہے۔ [illegible] روایت [illegible] امام بخاری کا [illegible] ثابت ہونا
جب رسالہ [illegible] چھپ کر شائع ہو [illegible] ہمارے
دوست مولوی ابو یوسف محمد شریف صاحب [illegible] مسجد کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ
نے [illegible] روایت [illegible] الاسلام [illegible] امام بخاری کی نسبت [illegible]
[illegible] کر جبکہ [illegible] امام بخاری نے کس کتاب میں
یہ روایت لکھی ہے یا کس راوی سے ابو اسحق فزاری کا یہ روایت کرنا ثابت ہے؛



دیکھو رحمہ اللہ [illegible] ہے کہ یہ روایت امام بخاری نے تاریخ صغیر میں نعیم بن
حماد مروزی سے [illegible] سے لکھی ہے پس اب اس خلاف پر ہم بڑی دلیل
سے کہتے ہیں کہ یہ روایت اصل میں موضوع ہے اور حضرت سفیان ثوری پر افترا
ہے کہ جس نے امام ابو حنیفہ کی نسبت ان کی وفات کی خبر سن کر الحمد للہ کہا
کیونکہ نعیم بن حماد مروزی [illegible] اگرچہ امام بخاری کا شیخ ہے اور ان کے نزدیک
معتبر ہے اور اس سے چند احادیث انہوں نے نقل کی ہیں [illegible] مگر اکثر محدثین
کے نزدیک وہ مختلف فیہ ہے [illegible] علاوہ اس کے ضعف اور
شرارت کے [illegible] احادیث کا الزام ان پر لگایا ہے [illegible] امام صاحب کا تو یہ
ایسا دشمن تھا کہ ان کی عیب جوئی میں جھوٹی روایات خود گھڑ کر ان کی طرف
منسوب کرتا تھا، چنانچہ میزان الاعتدال میں اس کی نسبت لکھا ہے۔ [illegible] الازدی
کان ابو نعیم یضع الحدیث فی تقویۃ السنۃ وحکایات
مزورۃ فی ثلب النعمان کلھا کذب۔ یعنی ابو الفتح ازدی مشہور
حافظ موصلی نے کہا ہے کہ ابو نعیم تقویت سنت میں اصل حدیثیں اور جھوٹی
حکایتیں امام نعمان کی برائی میں گھڑا کرتا تھا جو سب کے سب جھوٹی ہوتے تھے اور تہذیب التہذیب
کے صفحہ [illegible] میں لکھا ہے وقال النسائی ضعیف [illegible]
الدولابی [illegible] یعنی نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور الدولابی
دولابی نے اس کو وضع احادیث کی طرف منسوب کیا ہے اور تذکرۃ الحفاظ جلد
[illegible] صفحہ [illegible] میں ہے [illegible] مناکیر [illegible] الحدیث
پھر اس کے صفحہ [illegible] میں ہے وقال ابو سعید بن یونس روی احادیث
مناکیر عن الثقات [illegible] عامۃ ما یرویہ [illegible]
ولا یتابع علیہ [illegible] یعنی اگرچہ [illegible] ساتھ

[illegible]



[illegible]

**وہابی:** یحییٰ بن معین نے کہا ابو حنیفہ سے حدیث ذکر کرو ان کی حدیث قابل اعتماد نہیں۔ دیکھو کتاب المنتظم لابن جوزی۔

**حنفی:** اس موقع پر ہم کو بے ساختہ کہہ دینا پڑا کہ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ کیا یہ وہابی یحییٰ بن معین نہیں ہیں جن کا ایک قول ہے کہ ادھر تو وہ ابو حنیفہ وسفیان و مالک والاوزاعی والقراءة عندی قراءة حمزة والفقه فقه ابی حنیفة علی هذا ادرکت الناس (دیکھو تاریخ الخطیب صفحہ ۳۴۵) اور یہ بھی ان کا قول ہے۔ کان ثقة صدوقا فی الفقه والحدیث مامونا علی دین الله اور کہا ابو حنیفه ثقة فی الحدیث لا یحدث الا بما یحفظه ولا یحدث بما لا یحفظ (تہذیب الکمال) پھر ان اقوال کی موجودگی میں کون شخص خیال کر سکتا ہے کہ یحییٰ بن معین امام صاحب کی نسبت کہیں کہ ان سے حدیث مت ذکر کرو ان کی حدیث قابل اعتماد نہیں اور ابن جوزی کا حال ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ وہ ایک سخت متعصب شخص تھا جس کو اکثر ائمہ عظام سے دشمنی تھی اور پھر باوجود اس کے اس میں یہ سخت عیب تھا کہ جرح کے قول کو تو نقل کر دیتا تھا اور جرح کی نسبت جو کسی نے توثیق و تعدیل کی ہوتی تھی اس کا ذکر نہ کرتا تھا چنانچہ امام ذہبی نے میزان میں ترجمہ ابان بن یزید عطار میں لکھا ہے وقد اورده ایضاً العلامة ابو الفرج ابن الجوزی فی الضعفاء ولم یذکر فیه اقوال من وثقه وهذا من عیوب کتابه یذکر الجرح ویسکت عن التوثیق علاوہ اس کے چونکہ ابن جوزی کی کتاب المنتظم خود صاحب کشف الظنون … کا مجموعہ ہے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عدی نے … امام شافعی کے قتل سے امام ابو حنیفہ کا نام لکھ دیا ہے کہ یحییٰ بن معین



نے امام شافعی کی بھی حدیث کو ناپسند کیا ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہو ابو حنیفہ کے موصل کے متعلق قول بھی ابن معین سے گزر رہا ہے۔

**وہابی:** میزان الاعتدال میں لکھا ہے النعمان بن ثابت ابن زوطی ابو حنیفه الکوفی امام اهل الرائی ضعفه النسائی من جهة حفظه وابن عدی وآخرون۔ یعنی نعمان ابو حنیفہ امام اہل رائے کے ہیں ان کو نسائی نے باعث سوء حفظ ضعیف کہا اور ابن عدی اور دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح کہا۔

**حنفی:** اول تو ہمیں اس بات کے تسلیم کرنے سے بالکل انکار ہے کہ میزان الاعتدال میں صراحت سے لکھ دیا ہے کہ میں اس کتاب میں جو شخص معصوم ہے۔ ائمہ متبوعین مثل امام ابو حنیفہ و شافعی و بخاری کا ترجمہ درج نہیں کروں گا چنانچہ اس کی عبارت یوں ہے وکذا لا اذکر فی کتابی من الائمة المتبوعین فی الفروع احدا لجلالتهم فی الاسلام وعظمتهم فی النفوس مثل ابی حنیفة والشافعی والبخاری۔ جس میں اس کتاب میں ائمہ متبوعین کا ہرگز ذکر نہیں کروں گا کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت اور عظمت مسلم ہے مثل امام ابو حنیفہ و شافعی اور بخاری کے پس جب کہ صاحب کتاب نے خود تصریح کر دی ہے کہ وہ ان حضرات کی نسبت اس کتاب میں کچھ ذکر نہ کریں گے تو پھر وہ برخلاف اس کے امام ابو حنیفہ کی نسبت یہ جرح کس طرح کر سکتا تھا جس سے صاف ثابت ہے کہ امام صاحب کی نسبت کسی نے ان جملوں کو یہ عبارت میزان الاعتدال کے حاشیہ پر ایزاد کر دی اور پھر ناقل نے اصل عبارت سمجھ کر درج کتاب کر لی۔ چنانچہ میزان کے بعض نسخ صحیحہ میں یہ عبارت … کر کے یہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ یہ ترجمہ اس نسخہ میں تھا اور دوسرے میں نہ تھا اس

لیے ہوئے اس کو حاشیہ پر درج کر دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اصل عبارت میں فقرہ
من جهة حفظه کو ان کی طرف منسوب کرنا بالکل غلط ہے اور مسند
کنندہ صاحب رسالہ نے اپنی طرف سے ختم کر کے جرح مبہم کی صورت بنا دی ہے حالانکہ
نسائی نے تو صاف طور پر صرف اس قدر لکھا ہے۔ نعمان بن ثابت لیس
بالقوی فی الحدیث۔ اور یہ جرح غیر مفسر مبہم ہے جو قابل قبول نہیں
ہے علاوہ ازیں یہ جرح بھی امام نسائی سے امام بخاری کی طرح مذہبی تعصب
کی وجہ سے صادر ہوئی ہے کیونکہ امام نسائی مائل بہ تشیع تھے جیسا کہ ابن خلکان نے
لکھا ہے۔ وکان یتشیع۔ یعنی وہ تشیع کرتے تھے مگر ان کی موت بھی ان
کی تشیع ہی کے سبب سے لوگوں کے زدوکوب سے ہوئی ہے اور یہ تشیع کا تعصب امام
صاحب سے ظاہر ہے پس انہوں نے اگر آپ کی نسبت لیس بالقوی
لکھ کر پہلو تہی کر لی تو کیا مضائقہ۔ ان وجوہ اس قدر جرحات پھر بھی نہ ہوتی اگر
کی تفسیر اور بیان بھی کر دیں کیونکہ تمام محدثین آپ کی ثقاہت کے قائل ہو چکے
ہیں اور امیر المومنین فی الحدیث شعبہ جیسے جلیل القدر محدث نے آپ کی نسبت صاف
شہادت دے دی ہے کہ آپ جید الحفظ اور حسن الفہم تھے۔ اغراض ان کی یہ تو
۴۲ پھر اگر امام نسائی بوجہ حسد کے آپ کو بلا وجہ لیس بالقوی
کہہ دیں تو امام صاحب کی ثقاہت میں کیا فرق آ سکتا ہے۔ اسی طرح ابن عدی
کی جرح بھی مبہم غیر مبین ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہے علاوہ اس کے ابن عدی
کی عادت ہے کہ وہ ذرا سی بات پر ہی بعض ائمہ بلکہ صحیحین تک کے راویوں
کو بھی ضعیف قرار دیکر اپنی کتاب اسماء الکامل میں درج کر دیتا ہے اور
تعصب یہ ان سے یہ تصریح کر کے ابن عدی نے ان کو ضعفاء میں قرار دیا تھا
نہیں ان کو بھی کر میزان میں درج نہ کرتا۔ یہ حضرت ابن عدی کی ضعیف کی



کی تردید کر دی ہے چنانچہ میزان میں ابان کے ترجمہ میں اس طرح پر لکھا ہے۔ حمران
ابان الاصل احد الثقات اورده ابن عدی فی کامله
یعنی ابن عدی نے جو اس کو ضعفاء میں شمار کیا ہے تو برا کیا ہے چنانچہ
ابن قطان کی نسبت یوں لکھا ہے۔ محمد بن عثمان احد الائمة
هو فی کامل ابن عدی مذکور فلهذا ذکرته والا
قاله حسن حدیثه۔ یعنی محمد بن قطان کا ذکر میں میزان میں اس لیے کیا ہے
کہ ابن عدی نے اس کا کامل میں ذکر کیا تھا ورنہ یہ شخص حجت ہے اور ضعفاء
میں شمار نہیں ہو سکتا۔ ثابت بن اسلم کی نسبت لکھا ہے۔ ثابت بن
اسلم البنانی ثقة بلا مدافعة کبیر القدر قلت
ثابت ثابت کاسمه ولولا ذکر ابن عدی له ما ذکرته
یعنی ثابت بن اسلم متفق علیہ ثقہ کبیر القدر تھے۔ اور ثابت مثل اپنے نام کے
ثابت ہیں اگر ابن عدی ان کا ذکر نہ کرتے تو میں ان کا ذکر ہرگز نہ
کرتا۔ غرض جب ابن عدی کی یہ عادت ہی ہے کہ اس نے ذرا ذرا سی بات پر
متفق علیہ ثقات کو بھی ضعفاء میں شمار کیا ہے تو پھر ایسے شخص نے کہ جن کی امام و غیرہ
کہ جن کی جلالت و ثقاہت پر بڑے بڑے محدثین شہادت دے
چکے ہیں اگر کسی وجہ سے ضعیف کہہ دیا تو ان کی ایسی جرح کا کیا اعتبار ہے۔
ذکر ہے کہ انه قال فی ابن فلان ذهب لانه
وثانی | یشتم الصحابة و مناظیه و الرجل ربما رفعه الیه
من حدیث بلده وان کان ضعیفا یترک النسخة
بجملته ربما رفع الیه من احادیث صغار اسناد و
کان مصحیا لم یتقلد بل عدل عن الامتحان و

النساء۔

حنفی کی

اپنی دوست نے نہیں لکھا کہ کس نے کس کتاب میں یہ قول کس سے نقل کیا ہے اور پھر جہاں ان صاحب نے لکھا ہے امام صاحب کا کوئی دوسرا ہمسر نہیں ہے کہ بن کر اور کوئی اور شخص ہو کیونکہ امام صاحب کی شہرت ان قدر سے ثابت ہیں جو ابو حنیفہ کی کنیت سے ہے جو جیب تک معلوم ہو چونکہ کس کا قول کس کے حق میں ہے اس طرح قابل جواب کہا جائے مانا کہ امام صاحب کی نسبت وہی تشریح ہے جو پہلے شہادت کبار محدثین ثابت کر چکے ہیں کہ آپ صحیح حدیث کے تتبع اور تفحص کے سبب رہتے تھے اور ان احادیث پر آپ کا عمل ہوتا تھا جو باصحت ثابت تھیں اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کا آخری عمل جس پر ہوا ہو اور کہ اکثر اوقات حدیث فتوے دینے کے وقت امام صاحب کے اور آپ کے شاگردوں کے اقوال کی تلاش کرتے اور ان کے مطابق عمل دیا کرتے تھے دیکھو شہادت نمبر ا میں قول ابن داؤد حضرت سفیان ثوری اور نمبر ۲ میں قول امام اسحٰق اور نمبر ۹ میں قول محمد بن سماعہ اور نمبر ۲۲ میں قول فضیل بن عیاض اور شعبہ۔ میں قول یحییٰ قطان اور نمبر ۔ میں قول حسن بن صالح۔ کتاب موفق جلد اصفحہ ۹۰ میں محدث یوسف سے جو صحیحین کے رجال سے ہیں مروی ہے۔ سمعت وکیعا یقول لقد وجد الورع عند ابی حنیفۃ فی الحدیث ما لم یوجد عند غیرہ۔ یعنی حضرت وکیع فرماتے تھے کہ حدیث کے اخذ و روایت کے بارہ میں جیسی کہ پرہیزگاری واحتیاط امام ابو حنیفہ میں پائی گئی ہے ایسی اور کسی میں پائی نہیں گئی پھر اگر بغرض وہی شخص اس کے برخلاف آپ کی نسبت بلا دلیل یقین رکھتا ہے وہ مفت ظلم۔ کہہ دے تو اس کے قول کا کیا اعتبار ہے علاوہ اس کے امام شعرانی نے میزان کبریٰ کے صفحہ ۶۶ میں لکھا



ہے۔ وقد من اللہ تعالیٰ علی بمطالعۃ مسانید الامام ابی حنیفۃ الثلاثۃ من نسخۃ صحیحۃ علیہا خطوط الحفاظ آخرھم الحافظ الدمیاطی فرأیتہ لا یروی حدیثا الا عن خیار التابعین العدول الثقات الذین ھم من خیر القرون بشہادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کالاسود و علقمۃ وعطاء وعکرمۃ ومجاھد ومکحول والحسن البصری واضرابھم رضی اللہ عنہم اجمعین فکل الرواۃ الذین بینہ وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدول ثقات اعلام اخیار لیس فیہم کذاب ولا متہم بکذب وناھیک یا اخی بعدالۃ من ارتضاھم الامام ابو حنیفۃ لان یاخذ عنہم احکام دینہ مع شدۃ تورعہ وتحرزہ وشفقتہ علی الامۃ المحمدیۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا کہ امام ابو حنیفہ کی تین مسندوں کے صحیح نسخے میری مطالعہ میں آئے جن پر حفاظ کے دستخط ثبت تھے اور اخیر دستخط حافظ دمیاطی کا تھا جن میں نے ان مسانید میں ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی جو خیار و عادل اور ثقات تابعین مثل اسود علقمہ۔ عطاء۔ عکرمہ۔ مجاہد۔ مکحول اور حسن بصری وغیرہ کے سوا کسی کے روایت کی ہو جو بہترین زمانہ کے تھے کہ آنحضرت کے شہادت دی ہے یعنی تمام راوی درمیان امام ابو حنیفہ اور رسول خدا کے عادل۔ ثقہ۔ اعلام اخیار ہیں جن میں کوئی کاذب یا متہم بکذب نہیں اور تیرے لیے اے بھائی کافی ہے عدالت ان اشخاص کی جن کو امام ابو حنیفہ نے اس بات کے لیے پسند کیا ہے کہ ان سے باوجود نہایت پرہیزگاری و احتیاط و امت محمدیہ پر شفقت کے دین کے احکام اخذ کئے جاویں افسوس کہ امام جیسا حدیث کے اخذ و روایت

کرے کا اس قدر شائق ہو وہ صاحب [illegible] سے لغت پر [illegible] اور [illegible] سے [illegible] [illegible] کی یہ [illegible] جانب [illegible] حاشیہ [illegible]

وہابی

امام ابو حنیفہؒ [illegible] ایک [illegible] سے [illegible] ان کا [illegible] صاحب قاموس سے [illegible] گیا ہے۔

حنفی

صاحب قاموس نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کو [illegible] [illegible] میں لکھا ہے الحنیفۃ [illegible] [illegible] ابو حنیفہؒ میں [illegible] کی نسبت [illegible] [illegible] [illegible] صاحب قاموس کی طرف منسوب [illegible] [illegible] امام ابو حنیفہؒ [illegible] صاحب قاموس کی طرف منسوب [illegible] [illegible] ابو بکر [illegible] [illegible] صاحب قاموس کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امام ابو حنیفہؒ [illegible] اور [illegible] ان کے مناقب [illegible] کتاب لکھی ہے [illegible] اس قصہ کو امام غزالی نے کتاب [illegible] [illegible] لکھا ہے۔ [illegible] [illegible] مجد الدین [illegible] [illegible]



علی ابی حنیفۃ و [illegible] [illegible] فارس [illegible] مجد الدین [illegible] [illegible] [illegible] اما من [illegible] ابی حنیفۃ و [illegible] فی [illegible] [illegible] اعتراض [illegible] نقل [illegible] [illegible] اور صاحب کی [illegible] کا اعتراض [illegible] [illegible] امام ابو حنیفہؒ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] علم نحو کے استاد مانے جاتے ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] امام صاحب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

غلطی کا ہے جس میں کئی ایک احتمال ہو سکتے ہیں مگر کاتب یہی دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے عالموں فاضلوں سے صریح غلطی ہو گئی ہے اور کسی سے ان کی نسبت کچھ بھی کہا نہیں گیا۔ آپ امام بخاری رحمۃ اللہ ہی کو دیکھیں کہ ان سے اپنی صحیح کی کتاب الانبیاء کے باب ولقد کان فی یوسف واخوتہ کے ذیل میں لفظ استیأسو کو بروزن افتعلوا بنانے میں کس قدر بھاری غلطی ہوئی ہے حالانکہ علم صرف کے جاننے والے بخوبی جانتے ہیں کہ لفظ استیأسوا بروزن استفعلوا ہے اور یہ غلطی ایک مدت کے بعد شارحین صحیح بخاری نے پکڑی ہے بخاری کے راویوں کا بھی جنہوں نے بلا واسطہ امام بخاری سے اس کو سنا تھا اس کی طرف خیال نہیں گیا تھا۔ اب اس موقع پر کیا کوئی یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ معاذ اللہ امام بخاری یا ان کے راوی کم علم تھے نہیں ہرگز نہیں علاوہ اس کے یہ غلطی تو صرف علم صرف کی ہے کئی غلطیاں امام بخاری سے روایت حدیث میں بھی ہو گئی ہیں حالانکہ صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانی گئی ہے۔ عن عائشۃ ان بعض ازواج النبی قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدا فاخذن قصبۃ یذرعنہا فکانت سودۃ اطولھن یدا فعلمنا بعد انما کانت طول یدھا الصدقۃ وکانت اسرعنا لحوقا بہ وکانت تحب الصدقۃ۔ بعض راویوں کے وہم سے بجائے حضرت زینبؓ کے حضرت سودہؓ کا نام امام بخاری نے سہواً درج کر دیا ہے کیونکہ سب سے پہلے آنحضرتؐ کے ازواج مطہرات سے حضرت زینبؓ ہی ۲۰ھ میں فوت ہوئی ہیں اور انہیں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہماری وفات کے بعد ہماری ازواج میں سے سب سے پہلے فوت ہو گی مگر امام بخاری نے غلطی سے حضرت



سودہ کی نسبت یہ پیش گوئی سمجھ کر ان کا نام لکھ دیا ہے حالانکہ ان کی وفات ۵۴ھ ہجری میں ہوئی ہے جیسا کہ عینی جلد ۴ صفحہ ۳۲ اور تیسیر القاری پارہ ۶ صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے۔ وفی تلویح ھذا الحدیث غلط من بعض الرواۃ والعجب من البخاری کیف لم ینبہ علیہ ولا من بعدہ من اصحاب التعالیق حتی ان بعضھم فسرہ بان لحوق سودۃ من اعلام النبوۃ وکل ذالک وھم وانما ھی زینب بنت جحش فانہا کانت اطولھن یدا بالمعروف وتوفیت سنۃ عشرین وھی اول الزوجات وفاۃ وسودۃ توفیت سنۃ اربع وخمسین۔ یعنی تلویح شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ یہ حدیث غلط ہے اور تعجب ہے بخاری سے کہ وہ اور دیگر اصحاب تعالیق اس سے بے خبر رہے یہاں تک کہ بعضوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ انتقال حضرت سودہؓ کا آنحضرتؐ کی نبوت کی نشانیوں سے ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے بلکہ پہلے انتقال ۲۰ھ ہجری میں حضرت زینب بنت جحش کا ہوا ہے اور انہی کا ہاتھ صدقہ دینے کی وجہ سے لمبا تھا۔ وہ سب ازواج مطہرات سے پہلے فوت ہوئی تھیں اور حضرت سودہ کا انتقال پیچھے ۵۴ھ ہجری میں ہوا ہے۔

دیکھئے کتاب الانبیاء باب قول اللہ عزوجل واذکر فی الکتاب مریم۔ حدثنا محمد بن المثنیٰ حدثنا ابو انیس عن عثمان بن المغیرۃ عن مجاہد عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ـه رأيت عيسى و موسى و ابراهيم فاما عيسى فاحمر جعد عريض الصدر واما موسى فآدم جسيم سبط كانه من رجال الزط اس حدیث کو عن مجاہد عن ابن عباس کہنا چاہیے تھا کیونکہ تمام محدثین مثل محمد بن کثیر و اسحاق بن منصور سلولی و ابن ابی زائدہ و یحیی بن آدم وغیرہ نے اس حدیث کو عن مجاہد عن ابن عباس سے روایت کیا ہے چنانچہ عینی جلد ۷ صفحہ ۲۲۰ میں لکھا ہے وقال ابو مسعود الحافظ خطاء البخاری فی قوله عن مجاهد عن ابن عمر و انما رواه محمد بن كثير واسحاق بن منصور السلولی و ابن ابی زائدة و یحیی بن آدم وغيرهم عن اسرائيل عن عثمان عن مجاهد عن ابن عباس [illegible] قال عن مجاهد عن ابن عمر و الصواب عن ابن عباس یعنی حافظ ابو مسعود نے کہا ہے کہ بخاری نے اس کے بیان کرنے میں کہ اس حدیث

---

ـه یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں حضرت عیسیٰ و موسیٰ اور ابراہیم کو دیکھا پس عیسیٰ تو سرخ رنگ [illegible] سینہ چوڑا [illegible] گندم گوں جسیم اور سیدھے بال والے جیسے قوم زط کے مرد۔

ـه یعنی سالم اپنے باپ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ایسی بات نہیں ہے جیسا کہ خیال کرتے ہیں خدا کی قسم آنحضرت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احمر نہیں بتایا۔



کو مجاہد نے ابن عمر سے روایت کیا ہے غلطی کی ہے کیونکہ اس حدیث کو محمد بن کثیر اور اسحاق بن منصور سلولی و ابن ابی زائدہ و یحیی بن آدم وغیرہم نے اسی طرح روایت کیا ہے کہ روایت کی مجاہد نے ابن عباس سے اور کرمانی نے کہ غلطی کی بخاری نے اس کہنے میں کہ روایت کیا اس حدیث کو مجاہد نے ابن عمر سے کیونکہ صواب یہی ہے کہ روایت کیا اس حدیث کو مجاہد نے ابن عباس سے علاوہ اس کے ابن عمر سے تو اس [illegible] ایک اور حدیث [illegible] حدثنا الزهرى عن سالم عن ابيه قال لا والله ما قال النبى صلى الله عليه وسلم لعيسى احمر۔ ۲ مروی ہے اس کے ابتداء ہی میں حضرت ابن عمر اس شخص پر کہ جس نے کہا ہے کہ آنحضرت نے حضرت عیسیٰ کو احمر بتایا ہے قسم کھا کر انکار کرتے ہیں جس سے اور بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ بجائے ابن عباس کے ابن عمر غلطی ہے [illegible] اور بہت سی صریح غلطیاں صحیح بخاری میں ایسی ہیں [illegible] کہ ان سے امام بخاری اور ان کے راویوں کے علم و فضل اور حدیث دانی میں کوئی کسی طرح کا فرق نہیں آسکتا تو پھر امام ابوحنیفہ نے [illegible] ان کی بجائے [illegible] ان کی نسبت کم حدیثی کا الزام لگا کر جھگڑا بنایا جاتا ہے سچ تو یہ ہے کہ تعصب بہت بڑی بلا ہے۔

وہابی | حاصل کلام یہ کہ جس قدر جرح ان پر ائمہ جرح و تعدیل سے کی ہے اتنی سی دوسرے امام کے حق میں نہیں کی [illegible] قطع نظر کرو۔

---

ـه یعنی سالم اپنے باپ عمر سے روایت کرتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے جیسا کہ خیال کرتے ہیں خدا کی قسم آنحضرت نے حضرت عیسیٰ کو احمر نہیں بتایا۔

شیعے بھی رد حنیفہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے ہیں [illegible] نفوس کی بات ہے
کہ کوئی حنفی شیعہ کی [illegible] کا رد کرتے نظر نہیں آیا۔

**حنفی**

ہمارے اجوبہ مذکورہ بالا سے نفس الامر ثابت ہو گیا کہ آپ
نے اپنی تحریر کا کل گندہ مواد جس کو ۱۲ جوابوں کی صورت میں
پیش کیا تھا ان میں سے حضرت امام شافعی، سفیان ثوری، ابن مدینی، ابن ابی داؤد،
یحییٰ بن معین، امام ذہبی، امام غزالی صاحب [illegible] پر تضعیف امام ابوحنیفہ
کے حوالے محض افترا اور بہتان نکلے بلکہ بجائے تضعیف کے ان حضرات سے
شدومد کے ساتھ امام صاحب کی اصل توثیق اور مدحت ثابت ہے۔ امام جوزجانی
نسائی اور ابن عدی کی تضعیف بوجہ حسد اور تعصب ہونے کے اتفاق محدثین
غیر مقبول ہے اور بیر عداوت اور حسد پر مبنی ہونے کی وجہ سے قابل التفات نہیں اسی
طرح خطیب بغدادی اور ابن جوزی کے اقوال متعصبانہ و حاسدانہ ہرگز قابل التفات
نہیں ہیں ورنہ آپ کو صحاح ستہ وغیرہ کی صحت سے ہاتھ دھونا اور مسند امام احمد
میں بہت سی موضوع حدیثوں کی موجودگی کا قائل ہونا پڑے گا۔ ابن قتیبہ اور
میلانی تو وہی ضعیف اور بے اعتبار شخص ہیں دوسرے پر ان کا اعتراض کب
قابل التفات ہو سکتا ہے۔ جمعوی اول تو کوئی غیر مشہور شخص ہے دوسرے ان کی
رائے وحرف سے کچھ تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی شافعی المذہب معلوم ہوتا ہے
اور یہ ظاہر ہی ہے کہ ہر ایک مذہب کا آدمی اپنے امام کے مذہب ہی کو افضل
سمجھ کر اس کی ترجیح میں طرح طرح کے وجوہ سوچتا اور دوسرے کو الزام دیا
کرتا ہے اسی طرح امام [illegible] کے اقوال بھی اپنے مذہب کی تائید میں ہیں اگر
ایسے قول کو امام ابوحنیفہ کی تضعیف پر محمول کیا جاوے تو امام محمد کی کتاب
الحجہ اور ترجیح [illegible] امام طحاوی اور [illegible] وغیرہ کی تحقیقات دیکھنا



حنفی مذہب کو سچا اور ائمہ ثلاثہ کی تضعیف بھی سمجھنا چاہیے۔ غرض آپ
کے تمام خرافات کا کافی جواب ہم نے ایسی تفصیل سے نکال کر دکھا دیا ہے
کہ اگر آپ یا آپ کے ہم مشربوں میں ذرا بھی مادہ شرم و حیا کا موجود ہو تو پھر کبھی امام
ابوحنیفہ کی تضعیف اور ان پر جرح کا نام تک نہیں لیں گے یہ ہم مانتے ہیں بہت
دیگر ائمہ کے امام ابوحنیفہ پر زیادہ نکتہ چینی ہوئی ہے کہ آپ کو معلوم نہیں [illegible]
فاضل محمود [illegible] طرح آپ [illegible] سنت محمدیہ میں [illegible] اور [illegible]
گئے تھے اسی طرح مثل [illegible] آپ کے [illegible] تھے لیکن تاہم جس قدر
آپ کے حاسدین تھے ان کے مقابلہ میں مادحین کی تعداد آپ کی ملک کے برابر
بھی نہیں ہے۔ اور جس قدر امام صاحب کے مادحین ہوئے ہیں اس قدر کسی دیگر امام
کے نہیں ہوئے چنانچہ اسی رسالے [illegible]
امام ابوحنیفہ کی مدح اور ان کی [illegible] تعریف [illegible]
ورنہ [illegible] آپ یا آپ کے ہم مشرب قیامت تک کچھ جواب
نہیں دے سکتے افسوس میاں جہلم آبادی امام صاحب کے [illegible]
ہوتے ہیں کہ حنفیہ کے مقابلہ میں شیعہ [illegible] کے ثبوت کو وقعت
دیتے ہیں اور کہتے ہیں [illegible] کہ یہ تو ٹھیک ہے
کہ شیعہ کی کتابیں اور [illegible] ہم جواب نہیں دے سکتے لیکن اگر ہمارے [illegible]
جہلم آبادی شیعہ کی کوئی معقول بات جو وہ حضرات امام کے برخلاف کہتے
ہوں ہمارے پیش کریں تو ہم جواب دینے کو تیار ہیں [illegible]
کہ اب کوئی زائد بات آپ پیش نہ کر پائیں گے کیونکہ آپ [illegible] کتب
شیعہ سے مل سکتی تھی مضمون زیر بحث میں [illegible] آپ نے [illegible]
اور کافی [illegible]

اتنی بڑی کوئی نہیں ہے آپ کا اعتراض تو خاک میں مل چکا ہے اب
کوئی دیگر پیمانہ تلاش کیجئے تب بھی یہی حال ہے کیونکہ
آپ کے سلف کرام کی خدمت میں کئی صدیاں گزشت ہو چکے
ہیں لیکن سرقت امامت امام الاصول شہ کو کچھ نہیں لگا سکے اور کس طرح لگا
سکیں۔ چراغے را کہ ایزد بر فروزد — ہر آنکہ تف زند ریشش بسوزد
کیا آپ کو شرم نہیں آتی کہ ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جیسوں میں سے شیعہ
کے اعتراض کا جواب دیتے کوئی نظر نہیں آیا اور یہی خبر نہیں کہ دو ڈھائی
سال سے زیادہ ہو گئے ہیں رسالہ اصلاح کا اعتراض تنقید مولوی نے حوالہ دے کر
ذکر کیں امام بخاری پر اعتراض کی وجہ ذکر کر دیے اور آپ گویا سیہ کی کی
جانب سے ابھی تک کوئی جواب نہیں ہوا ذکر کرتے ہیں تو کہتے وہ یہ اعتراض کا
کیا جواب دے کر امام بخاری پر مطعون ہوئی کیا کہ شیعہ کے دیگر اعتراضات
تو ایک طرف رہے زمانے ان کے پہلے ہی اعتراض کا آپ سے کیا جواب دیا
ہے جو کتاب فضل الباری فی شرح صحیح البخاری مصنفہ مولوی سید علی اظہر کے صفحہ
۳۴ پر ہے جہاں علامہ مسلمہ بن قاسم سے صحیح بخاری کی تالیف کا سبب اس
طرح پر لکھا ہے کہ امام بخاری کے استاد علی بن مدینی نے جن کی خدمت میں

؎ وصاحب تاریخ مسلمہ بن قاسم کتاب صحیح علی بن مدینی کتاب العلل وکانه
ضنینا به لا یخرجه الی احد ولا یحدث به لشرفه و
عظم خطره و کثرة فائدته فغاب علی بن المدینی فی
بعض حوائجه فاتی البخاری الی بعض بنیه فبذل له مائة
دینار ثم تلطف مع امه فاخرجت الکتاب فدفعه



وہ اکثر حاضر رہا کرتے تھے علم حدیث میں ایک ایسی بے مثل اور نایاب

الیه و اخذ علیه العهود المواثیق ان لا یحبسه
اکثر من الامد الذی ذکر فاخذ البخاری الکتاب
وکان مائة جزء فدفعه الی مائة من الوراقین و
اعطی کل رجل منهم دینارا علی نسخه ومقابلته فی یوم
ولیلة فکتبوا الدیوان فی یوم ولیلة وقوبل ثم صرفه
الی ولد علی بن المدینی وقال انما نظرت الی شیء فیه
وانصرف علی بن المدینی فلم [illegible] الخبر ثم ذهب البخاری
فعکف علی الکتاب شهورا واستحفظ وکان کثیر الملازمة
لابن المدینی وکان ابن المدینی یقعد یوما لاصحاب الحدیث
یتکلم فی علله وطرقه فلما اتاه البخاری بعد مدة قال له
ما حبسك عنا قال شغل عرض لی ثم جعل علی یلقی الاحادیث
ویسألهم عن عللها فیبتدره البخاری بالجواب بنص کلام
علی فی کتابه فعجب لذلك ثم قال من این علمت
هذا هذا قول منصوص والله ما اعلم احدا فی زمانی
یعلم هذا العلم غیری فرجع الی منزله کئیبا حزینا
وعلم ان البخاری خدعه [illegible] حتی [illegible]
مغموما بذلك ولم یلبث الا یسیرا حتی مات واستغنی البخاری
عن مجالسة علی وانتفع عنده بذلك الکتاب وخرج الی
خراسان ووضع الکتاب الصحیح فعظم شانه وعلی ذکره

کتاب لکھی تھی جسے وہ کسی کو دکھاتے نہ تھے۔ اتفاقاً وہ کسی ضرورت سے سفر کو چلے
گئے جس پر امام بخاری نے ابن مدینی کے ایک بیٹے کو ۱۰۰ اشرفیاں اس وعدہ
پر دیں کہ اپنے باپ کی کتاب نکال دو کہ میں اسے دیکھوں اور تین دن میرے
پاس رہے۔ چنانچہ اس کو زر نے مفتون کیا اور اپنی والدہ سے وہ کتاب لے کر
کتاب مذکور نکال کر امام بخاری کو دی اور بہت سے عہد و مواثیق لئے کہ تین
دن سے زیادہ اپنے پاس نہ رکھنا۔ امام بخاری نے کتاب ملتے ہی یہ تدبیر کی
کہ وہ موجودہ کتاب ایک سو کاتبوں کو ایک ایک جزو دے کر ایک ایک
اشرفی اجرت کے دیکر کہا کہ ایک رات دن میں لکھ کر مع اصل خود کو دو
چنانچہ جب لکھی گئی تو امام بخاری نے اصل کتاب ابن مدینی کے بیٹے کو یہ کہہ
کر کہ اسے میں نے دیکھ لیا ہے، واپس کر دی اس کے بعد امام بخاری نے اس
کتاب کو کئی ماہ میں یاد کیا جب ابن مدینی واپس آئے تو ان کو اپنے بیٹے کے
ماجرے کی کچھ خبر نہ ہوئی ان کا قاعدہ تھا کہ ارباب حدیث کے لیے ایک مجلس
مقرر کرتے تھے جس میں علل و طرق حدیث وغیرہ کے متعلق کلام کرتے تھے پھر عرصہ
کے بعد اس مجلس میں امام بخاری بھی تشریف لائے اس پر ابن مدینی نے اتنے
عرصہ کی غیر حاضری کا سبب پوچھا انہوں نے کسی ضروری کام کا عذر کیا پھر ابن
مدینی نے احادیث بیان کر کے حاضرین سے ان کے علل کے متعلق سوال کرنا
شروع کیا۔ امام بخاری نے بعینہٖ وہی جواب دیئے جو ان کی کتاب میں لکھے تھے
اس پر ابن مدینی نے متعجب ہو کر امام بخاری سے پوچھا کہ تمہیں یہ باتیں کہاں سے
معلوم ہوئیں یہ فن تو مخصوص ہے خدا کی قسم میں اپنے زمانہ میں سوائے اپنے
کسی کو اس علم کا عالم نہیں پاتا۔ اس کے بعد ابن مدینی محزون اور شکستہ دل اپنے گھر
میں آئے اور معلوم کیا کہ امام بخاری نے ان کے اہل و عیال کو مال دے کر فریب



دیا جس سے ابن مدینی ہمیشہ غمگین رہ کر تھوڑے عرصہ میں انتقال فرما گئے اور
امام بخاری خراسان کو چلے گئے اور انہوں نے اس کتاب سے نقل حاصل کر
کے بخاری کو کل اور نیز کتب تواریخ لکھیں اور انہیں عظمت و رسوخ دی اور بڑا
نام پایا۔

دیکھو اگر بیان مذکورہ بالا صحیح ہے (اور غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ علامہ مسلمہ
بن قاسم قرطبی معاصر دارقطنی کا قول بسبب ترجیح صحیح مسلم بر صحیح بخاری جو علامہ ابن
حجر نے مقدمہ فتح الباری میں نقل کیا ہے اس بات کا مشعر ہے کہ علامہ مذکور کا
خیال صحیح بخاری کی نسبت بہت عمدہ نہ تھا) تو اس سے صرف یہی ثابت نہیں ہوتا
کہ صحیح بخاری کی تالیف میں امام بخاری کی یہ کارروائی ثابت ہو رہی ہے صرف ابن
مدینی کی کتاب کی نقل اور طرق احادیث وغیرہ سے مؤلف بن گئے بلکہ جس حرکت
سے ابن مدینی کی کتاب صرف دیکھنے کے لیے حاصل کر کے اس کی نقل کر
کی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اس سے امام بخاری کی امانت اور عظمت و
جلالت پر ایک بہت ہی نازیبا و بدنما دھبہ پڑتا ہے جس کا دور کرنا آپ
لوگوں کا فرض مقدم تھا مگر افسوس تعصب نے آپ کو [illegible]
کہ اپنے گھر کی تو کچھ خبر نہیں ہے اور غیروں کی نکتہ چینیوں پر آپ تلے ہوئے ہیں۔

خواجہ در بند نقش ایوان است
خانہ از پائے بست ویران است

وہابی دوست اس سے آگے یہ عذر پیش کرتا ہے کہ امام صاحب پر جو
نے جو حملے کیے ہیں یہ اس لیے کئے ہیں کہ اڈیٹر اہل فقہ نے الجرح علی البخاری
کا مضمون شائع کر کے امام بخاری پر حملے کئے تھے کہ اگر اڈیٹر اہل فقہ سے [illegible]
تھی تو اس کی ذات پر جس قدر چاہتا حملے کر لیتے اور [illegible]

لیکن یہ کونسی عقل مندی کی بات ہے کہ عداوت تو ایڈیٹر اہل فقہ سے ہو اور تحریک ایک ایسے برگزیدہ امام کے برخلاف شروع کر دی جائے جس کو دنیا کی اسلامی آبادی کے دو تہائی مسلمان (حنفی) اپنا دینی پیشوا سمجھتے ہیں اور جن کی ورع و زہد اتقاء، اجتہاد، ثقاہت تحری فی الحدیث کے تمام محدثین گواہی دیتے آئے ہیں واہ رے آپ کی دانائی۔

؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

وہابی | ایڈیٹر اہل فقہ کو کہا جاتا ہے کہ تم بھی اگر کوئی مرد ہو اس طرح کا رکھتے ہو کہ جیسے ہم نے کچھ عرصہ ہوا امام ابو حنیفہؒ کا ضعف بھی کئی علماء سے حضرت امام شافعیؒ جو ایک انہار ایسے ہیں اور چھوٹے بڑے محدثین سے ثابت کیا ہے امام بخاری کے حق میں نقل کرو کہ امام بخاری کی بیان کی ہوئی احادیث میں ایک دو پر جرح کرنا بے سود اور البلیہ خطا بر بزرگان گرفتن خطاست۔ تحریر بھی تو دیکھو کہ تمہارے امام ہمام کو تو ایک بھی صحیح حدیث نہ ملی جیسے کہ اوپر کی کلاموں سے ظاہر ہے۔

حنفی | تمہارا جس قدر گندہ مواد شیعہ کی قصور عمری سے آج تک جمع تھا وہ سب کا سب مضمون اہل الذکر میں پھوٹ کر بہ چکا ہے اور اس کا کافی علاج ہم اپنے اس مضمون میں کر چکے ہیں اگر ہمارے سیف مرہم کے کاری زخموں سے تم جانبر نہ ہو سکے اور پھر کوئی ردی مواد جمع ہو گیا تو ہم اس پر بھی عمل جراحی کرنے کو حاضر ہیں ہم نے صرف امام شافعی بلکہ باقی ائمہ مذہب اور سائر ائمہ حدیث کی شہادت سے امام صاحب کی ثقاہت اور حافظ حدیث ہونے کا کافی ثبوت دے چکے ہیں اور امام بخاری کی فقاہت و اجتہاد وغیرہ کی طرف بھی کسی قدر المضرورت اشارہ کر چکے ہیں اور یہ تو ہمارا شیوہ نہیں



کہ امام بخاریؒ یا کسی دیگر امام حدیث کو برا بھلا کہیں کیونکہ حدیث میں وہ ہمارے بھی پیشوا ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ہم آپ کی طرح بخاری پرست نہیں ہیں یہ تمہارا ہی کام ہے کہ مصرعہ خطا بر بزرگان گرفتن خطاست زبان پر ہے اور عمل اس کے برخلاف لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ حیدر آبادی کے ارشاد کے اس فقرہ کی نسبت "کہ تمہارے امام ہمام کو تو ایک بھی صحیح حدیث نہ ملی۔ كَعَنْقَاءِ لَا يُشْهَدُ عَلَى إِسْنَادٍ مَعِين"

؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

کے اور کیا کہیں ناظرین رسالہ ہذا خود ہی اس کی راستبازی کا اندازہ کر گئے ہیں

وہابی | اب ناظرین کو یہ جتلا کر مضمون ختم کئے دیتا ہوں مگر وقت تحریر مجھے اس بات کا ذرا بھی خیال ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی جامع مسند کتاب نہیں بلکہ ان کے مذہب کے مسائل سے تحریر کیا ہے۔ حنفیوں کی طرف کسی کی تنقید کرتے ہیں کہ علاوہ حنفی کی امام صاحب کی تو مسند نہیں۔ لسان المیزان سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خوارزمی نے جس مسند کو جمع کیا اس کو وہاں لوگ ابو حنیفہ کی سمجھتے ہیں اور یہ مسند ۶۶۳ میں درج پائی اور یہ مسند در حقیقت امام صاحب کی نہیں بعض حنفی کوئی امام صاحب کی نہیں۔

حنفی | اب وہ وقت ضرورت آگیا ہے کہ اگر میاں حیدرآبادی اور ایڈیٹر اہل الذکر کہیں زندہ ہیں تو اس مسودہ کو شروع کر لیں کیونکہ ان کی سالہا کی کاروائی پر پانی پھر گیا ہے اور سیف صارم نے ان کے خس بت کو پاش پاش کر کے امام صاحب کی عظمت کا ڈنکا اسلامی دنیا میں بڑے زور شور سے بجا دیا ہے نہیں تو اندیشہ ہے کہ اہل الذکر اور اس کے حامی

کہیں عدم آباد کو چل بسے ہوں۔ کیونکہ جب سے مطبع سراج الاخبار سے یعنی مسانید نے پہلی جھلک دکھانی شروع کی ہے تب سے رسالہ اہل الذکر کی حالت ابتر ہوئی اور اس کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ بجائے پندرہ روزہ ہونے کے دو دو ماہ کے بعد اس کی شکل دکھائی دیتی ہے اور اب تو اس کے ایڈیٹر صاحب کے بارے کہیں ایسا گمان ہے کہ تعجب نہیں کہ وہ فوت ہو کر قبر میں مدفون ہو گیا ہو اور یہ امر کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں اور مسند جو منسوب امام صاحب کی مسند نہیں سو یہ بات مخالف کبھی نہ کہتا اگر اس نے مسند خوارزمی کبھی خواب میں بھی دیکھی ہوتی محقق مناظر کا یہ فرض ہے کہ کسی کتاب کی نسبت کوئی نتیجہ قائم کرنے سے پہلے اس کو خود پڑھ لے لیکن بیچارے وہابیوں کی تو صرف نئے نئے ڈھکوسلوں پر بنیاد ہے اور یہ ایسی بے تکی ہانکنے پر مجبور ہیں تو ہم تمہیں بتائیں کہ تمہاری اس بات کا جواب تو خود مسند خوارزمی کی ابتداء ہی سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ ابو المؤید خوارزمی اپنی شروع مسند میں لکھتے ہیں

وقد سمعت فی الشام عن بعض الجاهلين بمقداره ويستنزله ويستعظم غيره ويستحقره وينسبه الى قلة رواية الحديث ويستدل باشتهار المسند الذى جمعه ابو العباس محمد بن يعقوب الاصم للشافعی وموطأ مالك ومسند الامام احمد وزعم انه ليس لابى حنيفة مسند وكان لا يروى الا عدة احاديث فلحقتنی حمية دينية ربانية وعصبية حنفية نعمانية فاردت ان اجمع بين خمسة عشر من مسانيده التی جمعها فحول علماء



اہلحدیث۔ یعنی میں نے شام میں بعض ایسے جاہلوں سے سنا جو امام ابو حنیفہؒ کی قدر نہیں جانتے وہ امام صاحب کی شان کو کم کرتے اور ان کی تحقیر اور غیروں کی تعظیم بیان کرتے اور آپ کی نسبت قلت روایت حدیث کا اعتراض کرتے ہیں اور دلیل میں وہ مسند پیش کرتے ہیں جو ابوالعباس محمد بن یعقوب شافعی نے جمع کی اور ایسا ہی موطا امام مالک اور مسند امام احمد کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام صاحب کا کوئی مسند نہیں ہے اور کہ انہوں نے صرف چند حدیثیں روایت کی ہیں لیکن مجھے دینی اور ربانی حمیت اور حنفیہ اور نعمانیہ عصبیت نے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ امام صاحب کے پندرہ مسندوں سے جن کو فحول علماء حدیث نے اکٹھا کیا تھا اس مسند کو تیار کروں اس کے بعد ابو المؤید خوارزمی نے ان ١٥ اسانید کے جن سے انہوں نے اس مسند کو جمع کیا ہے حسب ذیل نام لکھے ہیں۔ مسند له جمعه الامام الحافظ ابو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثی البخاری المعروف بعبد الله الاستاذ۔ یعنی پہلی وہ مسند ہے جس کو جمع کیا امام حافظ ابو محمد عبد اللہ مشہور باستاذ بن محمد بن یعقوب بن حارث حارثی بخاری نے۔ مسند له جمعه الامام الحافظ ابو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد العدل۔ دوسری مسند وہ ہے جس کو جمع کیا ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر شاہد عادل نے۔ مسند له جمعه الامام الحافظ ابو الحسين محمد بن المظفر بن موسى بن عيسى بن محمد۔ تیسری وہ مسند ہے جس کو جمع کیا امام حافظ صاحب جرح و تعدیل محمد بن عبد اللہ بن مثنی جرجانی نے۔ مسند له رواه الامام الحسن بن زياد

الوری۔ ساتویں وہ مسند ہے جس کو روایت کیا حسن بن زیاد لؤلؤی شاگرد
امام ابوحنیفہؒ نے مسند لہ جمعہ محمد بن الحسن
شیبانی۔ آٹھویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا حافظ عمر بن حسن شیبانی نے
مسند لہ جمعہ الامام الحافظ ابوبکر احمد
بن محمد بن خالد الکلاعی۔ نویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا
امام حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی نے مسند لہ جمعہ
الامام ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن خسرو البلخی
دسویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو بلخی نے
مسند لہ جمعہ الامام ابو یوسف القاضی یعقوب
بن ابراہیم الانصاری ورواہ عنہ یسمی نسخۃ ابی
یوسف۔ گیارہویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا قاضی امام ابو یوسف شاگرد
امام ابوحنیفہؒ نے اور روایت کیا اس کو بسند متصل امام ابوحنیفہؒ سے اور وہ
مشہور بنسخۂ ابی یوسف ہے۔ مسند جمعہ الامام محمد
بن الحسن الشیبانی ورواہ عنہ یسمی نسخۃ محمد
بارہویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا امام محمد بن حسن شیبانی شاگرد امام ابوحنیفہؒ
نے اور روایت کیا امام ابوحنیفہؒ سے اور وہ مشہور بنسخۂ محمد ہے۔ مسند
جمعہ ابنہ الامام حماد بن ابی حنیفۃ ورواہ عن
ابیہ۔ تیرہویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا امام ابوحنیفہؒ کے فرزند حماد
نے اور اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ مسند لہ جمعہ
ایضاً الامام محمد بن الحسن الشیبانی محمد
عن التابعین ورواہ عنہ یسمی بالآثار۔ چودھویں وہ مسند



جس کو جمع کیا امام محمد نے اور روایت کیا ہے امام ابوحنیفہؒ سے اور موسوم ہے
ان کے اور تابعین سے اور وہ مشہور بکتاب الآثار ہے۔ مسند جمعہ الحافظ
ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی
پندرہویں وہ مسند ہے جس کو جمع کیا حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام
سعدی نے۔ ان کے بعد باوجودیکہ یہ پندرہ مسانید جمع ہو چکی تھیں تاہم ابو المؤید
خوارزمی نے ہر ایک کے جن اصحاب نے آپ سے آپ کی مسانید کو روایت
کیا ہے وہ پانچ سو یا اس سے کچھ زیادہ ہیں اور دوسرے مسانید ان کے وہ مشائخ بھی
شامل ہیں جن سے امام شافعی نے اپنی مسند میں جس کو ابو العباس محمد بن یعقوب اصم
نے جمع کیا ہے روایت کی ہے جس میں ان کے کل مشائخ امام ابوحنیفہؒ کے اصحاب
میں سے ہیں پانچ ہیں اور حنبل کی ۱۰۰ سو کی تعداد میں وہ مشائخ بھی شامل
ہیں جن سے امام احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم اور ان کے شیوخ نے امام ابوحنیفہؒ
کے اصحاب سے روایت کیا ہے۔ ب تمہید تمہیدی و دیل اور اس کے بعد خیال
غور کریں کہ جامع مسند خوارزمی تو خود اقراری ہے کہ یہ مسند کچھ میرا ایجاد وغیرہ
نہیں ہے بلکہ امام ابوحنیفہؒ کی ان ۱۵ مسندوں کا مجموعہ ہے جن میں سے پانچ
یعنی ایک تو امام ابو یوسف متوفی ۱۸۲ھ کو امام ابوحنیفہؒ سے جس کو جمع
کیا تھا۔ اور باقی دیگر مسندیں دیگر حفاظ حدیث نے امام موصوف سے بالواسطہ
جس کو جمع کی تھیں پھر مخالفین کا یہ کہنا کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہیں پایہ کر
مسند خوارزمی ان کا اپنا مسند نہیں کہی جاتی اس کا جواب یہ ہے کہ اس (۴)
سے تو امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ کی بھی کوئی مسند نہیں ہے کیونکہ وہ مسند امام شافعی کی
بتائی جاتی ہے اس کو خود انہوں نے جمع نہیں کیا بلکہ تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد
کے بعد ابو العباس بن یعقوب اصم متوفی ۳۴۶ھ نے امام شافعی کی ان احادیث

کو جو انھوں نے اپنے شاگردوں کے آگے بیان کی تھیں اور ربیع بن سلیمان متوفی ۲۷۰ھ اور حرملہ بن یحییٰ متوفی ۲۴۳ھ تلمیذ امام شافعی نے کتاب الام اور مبسوط میں درج کی تھیں، ابوجعفر محمد بن مطر نیشاپوری نے منتخب و ملتقط کرا کر یا خود انتخاب کر کے جمع کیں اور نام اس کا مسند امام شافعی رکھا جس سے اس کے ابواب وغیرہ میں بڑی بے ترتیبی واقع ہوئی چنانچہ یہ سب حال بستان المحدثین کے صفحہ ۴۰ میں اس طرح پر لکھا ہے۔ مسند امام شافعی عبارت است از احادیث مرفوعہ کہ امام شافعی در حضور شاگردان خود باسانید بیان مے فرمود و روایت مینمود و نیز از احادیث و مسموعات ابوالعباس محمد بن یعقوب الاصم از ربیع بن سلیمان در ضمن کتاب الام و مبسوط واقع شدہ بود نیز بجمیع خود مسند امام شافعی نام کردہ و جامع و ملتقط این احادیث شخصے از نیشاپور است کہ او را ابوجعفر محمد بن مطر گویند و از ابواب ام و مبسوط این احادیث را التقاط کردہ جدا نوشتہ و بعضے ایں جمع را بجز موجودہ ابوالعباس اصم را مؤلف مسند شافعی و دار مسند و مستخرج گویند کہ خود ابوالعباس انتخاب این حدیث کردہ است محمد بن مطر کاتب محض بود پس ازیں مسند بترتیب نیاورد و نہ بر ابواب بلکہ کیف ما اتفق التقاط نمودہ جدا نوشتہ است و لہذا تکرار بسیار در اکثر مواضع در وے یافتہ میشود انتہیٰ ملخصاً اسی طرح مسند امام احمد اگرچہ اس کا بہت حصہ انھوں نے خود مسودہ کیا تھا لیکن اس میں بہت سی زیادتی ان کے بیٹے عبداللہ نے کی ہے اور نیز ابوبکر قطیعی نے بہت کچھ اس میں بڑھایا ہے اور امام احمد نے خود اس کو مرتب نہیں کیا جسے اس میں اکثر جگہ غلط واقع ہو گئی ہے چنانچہ اسی بستان المحدثین کے صفحہ ۲۱ میں اس طرح لکھا ہے مسند امام احمد حنبل ہرچند تصنیف و تسوید خود آں امام عالی مقام است لیکن در وی



زیادات بسیار از پسر ایشاں عبداللہ است و بعضی از زیادات ابوبکر قطیعی کہ راوی آں کتاب از پسر ایشاں است نیز ہست و امام ہمایں کتاب بطریق بیاض جمع ایکردہ و ترتیب و تہذیب او از آں امام بوقوع نیامدہ بلکہ بعد از وے پسر او عبداللہ بترتیب آں پرداختہ لیکن در آنجا خطاہائے بسیار کردہ مرتباں را در شیبان درج کردہ و بالعکس۔ انتہیٰ ملخصاً اور اتحاف النبلاء کے صفحہ ۱۴۴ میں لکھا ہے۔ و اہل علم ذکر کردہ اند کہ شرط احمد در ایں مسند آں است کہ جز حدیث صحیح تخریج نکند اما ابوموسیٰ المدینی گفتہ کردہ بے احادیث موضوعہ نیز ہست کما ذکرہ ابن الجوزی۔ پس جب کہ مسند جیسی کی کمال بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے بلکہ یہ اعتراض تو مسند امام شافعی وغیرہ پر وارد ہو سکتا نہ امام ابوحنیفہ پر۔ کیونکہ امام ابوحنیفہ جس زمانہ میں ہوئے ہیں اس وقت تک تصنیف و تالیف کا کوئی رواج نہ تھا بلکہ تالیف و تصنیف کی طرف علماء کو آپ ہی نے متوجہ کیا ہے اور کتاب فقہ اکبر، کتاب العالم والمتعلم، کتاب الاوسط کتاب المقصود خود تصنیف کر کے اس مبارک رسم کی بنیاد ڈالی۔ اس حالت میں اگر ان کو اجتہاد و استنباط کے اعلیٰ و اہم کام سے وقت نہ ملا ہو تو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی نسبت کتابت حدیث کے

---

۱؎ اگر ان کتابوں کی سند دیکھنی ہو تو ابومنصور ماتریدی متوفی ۳۳۳ھ کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ السوائم و باب الوکالۃ کے باب، وکالت بالبیع والشراء اور ابواللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ کی کتاب النکات کے باب ... اور قاضی ابوزید الدبوسی متوفی ۴۳۰ھ کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ المال اور ابوعلی الدقاق کی کتاب النکاح کے باب العدۃ اور ابوسہل الزجاجی کی کتاب ... کے باب ... کو دیکھو۔

مانع نہ ہوتی تو وہ ضرور ہی کوئی مسند خود جمع کرتے مگر تعجب تو یہ ہے کہ امام شافعی جن کے زمانہ میں تصنیف و تالیف کا چرچا بڑے جوبن پر تھا اور آپ کے استاد و امام محمد بن حسن شیبانی جن سے آپ ایک اونٹ کا بوجھ علم حاصل کرنا تسلیم کرتے ہیں بقول فوائد البہیہ صفحہ ۹۰ نو سو نوے کتب تصنیف کر چکے تھے امام شافعی نے اپنی مسند کو خود یا ان کے شاگردوں نے جمع نہیں کی اب حیدر آبادی کا یہ کہنا کہ حنفی لوگ کسی کی تقلید کرتے ہیں کیا علمائے احناف کی ہاشکل خصوص اور بعض نادانی کا سوال ہے کیونکہ مقلدین امام ابوحنیفہؒ بجز ان کی مسند ہی کی تقلید نہیں کرتے بلکہ ان کے ان اجتہادی و استنباطی احکام کی تقلید کرتے ہیں جو انہوں نے بمشورہ اپنے اصحاب کے قرآن اور احادیث سے اخذ و استنباط کئے اور اپنے شاگرد امام ابو یوسف سے قلمبند کرائے اور پھر ان کو امام محمد شاگرد امام ہمام نے اپنی کتب مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر کبیر، کتاب الآثار، مؤطا وغیرہ میں بڑی اہتمام و انتظام کے ساتھ جمع کر کے ذوق کو ایسے طریقہ پر مرتب کر دیا کہ دنیا اور مجتہد و عالم کی طرح رجوع کرنے کی ضرورت نہ رہی چنانچہ یہ سب حوالہ جات مسئلہ کے صفحہ ۲۸ میں مفصل لکھ دیا گیا ہے ہر معترض کو اپنے بیجا اعتراض سے شرم کرنا چاہیئے۔

اب چونکہ مؤلف کے تمام اعتراضات کی تردید ہو چکی ہے اور حضرت والا شان امام الائمہ سراج الامۃ امام ابوحنیفہؒ کی فضیلت ائمہ دین و اکابر محدثین کی شہادت سے ثابت ہو چکی ہے اس لیے ہم جمعہ اہل حدیث وہابی اور دیگر مخالفین امام ہمامؒ کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر جواب الجواب لکھنے کی طاقت رکھتے ہیں تو میدان میں آئیں اور جس طرح سے ہم نے ہر ایک پہلو پر مفصل بحث کی ہے اسی طریق کو مد نظر رکھ کر ہمارے اس تالیف کا مقابلہ کریں ورنہ آئندہ اس گندہ طریق گستاخی



بزرگان دین سے باز آجائیں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین

ختم شد

## تقریظ و تاریخ رسالہ ہذا از عالم حبیب و فاضل نبیل محمود کرانوی شیخ عبد اللہ صاحب رئیس عمر پیک

| | | | |
|---|---|---|---|
| خدارا عجز ہم حمد و ثنا | درود و خدا، د مصطفیٰ | دراین پس کہ شد ختم | بستان طرف اکناف را |
| اولی فقیر محمد نسیم | نسیم و علیم غلام کریم | محمد کرم دین محمد فرمود | شدہ فاضل امی و ذکی |
| رسالہ ازین ہر دو تصنیف شد | کہ او وقت با منصف تعریف شد | بہر اعتراضے دو جواب | کو کرد ندر جد نمایاں |
| جوابات آں جملہ پختہ و دلیل | صبا شد ہم گشتہ ذلیل | درین رسالہ وحی ژرف | بعز آن مجیبات مخالف غرق |
| بجائے موافق رعایت شود | مخالف براہ ہدایت شود | شدہ روشن از سنت نبوی | سراپا از پیچ امت احمدی |
| بہ اہل قرینہ جرأت بود | کہ بد اندیشاں نو ور زید بود | کتبے زیاب سے ستغایا | مصاف وارد و نہ باز لہ با |
| پس از کلفت بخت ہم حق عار | وارم شدہ بد اندیشاں تمام | بہ تب نے ازین جملہ بیدو نوشت | فدائے ہر دو کنند بہشت |
| الٰہی بود عمر ہر دو دراز | کہ خذ کار دینش عہد کار ساز | تفسیت نماند بل جہا | دیو و مبارک تر آن زباں |
| بہ سند خیر بجیسے نیز | ارشد اعتراضات ہم تغییر | مبر دیکس کن جیب اخذ | بجز آن تقید شما ساف |
| حقا ... راقم | شتر بے ... دافع فور | خدایا براہ ... خدا | محمد دار ... حنفی با |
| | تاریخ ... سیف صارم ... | تاریخ شمشیر تیز ... ۱۳۲۶ | |

### ایضاً

| | |
|---|---|
| الٰہی تیزی شمشیر غازی دہ زبانم را | پئے اعدائے دین برہان صحیح کن بیانم را |
| سپاس سیکیس لے خالق اکبر بدحکمت | کو دشمن ساختی از جلوۂ این سیف جانم را |
| دلم با مذہب حضرت امام اعظم معتقد کرد | بلا ریغ لالہ نعمان تعلق گلستانم را |
| زدا غال شوم طلبان چوں تحریر مختصر آید | چو جبل مطلع شعر بیاد آید زبانم را |
| چو بو با مرگے الٰہی ... است جانم را | ارشاع لے باصحاب آہستہ برواز آشیانم را |
| جو نام این رسالہ سیف صارم شد مناسب شد | کو شمشیر زباں تیز است تاریخ از ختامم را ۱۳۲۶ |
| دعائے حضرت نعمانی بود شیخ و مصنف را | خداوندا سلامت دار ہر دو دعا و جانم را |



## تاریخ و تقریظ از عالم زمان فہام دوراں مولوی محمد سلام اللہ صاحب قاضی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

| | | | |
|---|---|---|---|
| چو شائق این رسالہ سیف | بدیدہ بخوانند و گفت بسید | جہد شد سید بدیا نات قہار | از اندیشاں ... |
| ہم ہر دو و گشتہ از رسالہ | کہ از علم ... است بکار | خدا ہر دو مصنف ... | کو احسا نماں ... |
| | نیاز بخش ... گفتم | ... تاریخ ... | |

## تقریظ و تاریخ از عالم عصر فاضل دہر مولوی نیاز احمد صاحب ساکن قصبہ ... ضلع گجرات

| | | | |
|---|---|---|---|
| چہ کیمیں ضمیر اخیار | نخبۃ الفکر عمدۃ الآثار | اسیف صارم بجرمان تبریز | ... |
| آمد از طبع سرخ بر شاں | شد و گمر خاطر احباء | حضرت مولوی کرام الدین | اعلم الدہر ... |
| عادی نقل جامع معقول | ناظر بحث و عالم احسن | بہم و ... | با فقیر محمد ... |
| طبع فیض مجیب برکات | مخزن علم و مظہر اسرار | حامی سنیان و حنفیان | کرد تردید ... |
| دیدہ ابحاث ... | کرد تالیف ... | دشمن دشمنان دین اسلام | ہر ... کند |
| بر تی، نیچری، و وہابی ... | ... | فالے بحث ... | ... |
| حیف ... | از قرآن و ... | سیکند ترک ... | ... |
| در تعمیل ابن تیمیہ را | ... | ... | ... |
| دور ... اور روشنت | بعد اہل حق ... | والئے ... | ... |
| آنچہ ... | ... | ... | ... |
| ... | دیدہ ... | ... | ... |
| سال تاریخ ... | ... | ... | ... |
| بہر بازی و وہابی را | سیف صارم ... ۱۳۲۶ | ... | ... |
| رستہ گفتم ... | ... | ... | ... |

نوٹ: سیفِ صارم حمایتِ ابرار کے لیے جو تیار ہوئی ہے ۔۔ وہابی کے سر اور پاؤں پر مار کر وہ بودا نامراد ہے اس کا دل ہی دغا وہ ہے جو غرور و تکبر سے مقابلہ پر تیار ہوا تھا اس طرف ایما ہے کہ مصرع سیف صارم ... الخ کو اعداد ۱۳۴۳ کو جمع کر کے لفظ وہابی کے حرف واؤ اور حرف یا کو جو اس کا سر اور پاؤں ہے کاٹ ڈالو اور عدد حرف الف کو لفظ وہابی کے درمیان ہونے کی وجہ سے اس کا دل ہے وہ بھی حساب میں مت لو یعنی ان کے مجموعہ کے اعداد ۱۷ کو مصرع کے اعداد ۱۳۴۳ میں سے نکال دو تو سال تاریخ مطلوب حاصل ہو گا۔ خلاصہ ۱۳۴۳ — ۱۷(۶+۱۰+۱) = ۱۳۲۶ ہے اور یہی سال سنہ طبع رسالہ ہے۔ خاتم شد۔

## تاریخ و تقریظ از جامع معقول و منقول مولوی میر علی حسن صاحب امام مسجد ٹکر ضلع جہلم

بحمد اللہ کتابے لاجوابے — چو شد مطبوع و تالیف اللہ اللہ
ز تصنیفات مولانا مکرم[1] — پئے رشد و ہدایت ضال و گمراہ
مبلغ او د اولنا کرم درین — کہ ہست او فاضل و ذی علم باجاہ
باوصاف امام بو حنیفہ[2] — نہادہ سیفِ صارم نام واللہ
چو سیف است آں ز بے برہان قاطع — دلائل صاف اور روشن تر از ماہ
بے بیہودہ ورالے یاوہ گوئے — مرکب جہل و نادانی و بیراہ
بشانِ حضرتِ اعظم معظم — زبان را طول کردہ دست کوتاہ
بجا بحش آنچناں دندان شکن شد — گریزاں دشمنِ دین شد بہر راہ
شود بیہودہ گو اے دشمنِ دین — حضور حضرتِ نعمان حق آگاہ
محبت بو حنیفہ فرض عین است — چو گشتی از یں رہ بے خبر آہ

[1] مولوی فقیر محمد صاحب ۱۲ [2] حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ



کے سرنافت چوں ابو حنیفہ — زگم راہی خود افتادہ در چاہ
بہ نفسی کر و دیو نہ خواستی — ترا را نیست نسبت با شہنشاہ
مگن تو بہ از ایں بیہودہ گوئی — وگر نہ مرگ باشد بر تو جانکاہ
بہ ترس از داور حق اے وہابی — بجو از لطف ایں سیف ار شام در گاہ
مگن تو اے عجین کو سیر سابق — بگو صمصام خون آشام باشد

۱۳۲۶ھ

## ایضاً

سیفِ صارم شد چو شائع در جہاں — در جگر دشمن خلیدہ تیر تیز
کرد ہے تاریخ ماہ و فلک — گفت با آب دو دم شمشیر تیز

۱۳۲۶ھ

## قصیدہ تقریظیہ از عالم اجل فاضل بے بدل مولوی محمد فیض الحسن صاحب ... خلف مولانا ... فیضی مرحوم برادر زادہ مصنف رسالہ ... حضرت صاحب جلال پور شریف ...

عزمی یساعدنی والدھر یحتال — وان امنت فیستحل مبدأ آمق ال
... — ... حوادث نازہ من صد سیکتم
... — بکی الاکتاب ولا قیل ولا قال
... — ... وقال لیست
... — لا کن ... لان الله قتالی
... — ... تعجب ... یا محمد ...
... — فی النفس ... بالله امثال
... — بفضل ... من ... 
ذرات من ... بفضل ... و ... 

وَزِنْتُ نَفْسِي وَالْأَقْرَانَ قَاطِبَةً
نفس خود را با اہل قران خود وزن کردم

مُسْتَدْرِكًا مَزَايَا مِنْ آمَالِكِهَا
خوبی ہا از مالکان خود ستدے میں سے آیند

مَا كُنْتُ وَحْدِي بَلْ خَانِي مُرَبِّي أَبَدًا
من در یگانہ تنہا ستم بلکہ غافل میں دراحت میں علم

لَهُ الْمَحَاسِنُ إِتْيَانٌ زَوَائِدُهَا
ازکمالات کاملش زتنہا خوبی حاصل میکنیم

وَاخْصُصْ مِنْهُ بِكَشْفِ الْعَيْنِ وَانْهُدِ مِنْ
از ذات گرامی او باغ علم سرسبز است

كُنْ فِي الْمَحَافِلِ كُوْهِيَّ وَذُوْ شَرَفٍ
ممدوح زینت محفل علم و صاحب عز و شرف است

وَقَوْلُهُ الشُّهْدُ لِلْأَعْدَاءِ وَمَرِّهُمْ
قول او برای اعدا زہر قاتل است کہ بقابل او دشمنان شکست

لَهُ الْمَكَارِمُ أَشْوَاكٌ لِأَعْيُنِهِمْ
محاسن او در چشم دشمنان خار است

عَلَّامَةٌ جِسْعٌ فَهَّامَةٌ بَطَلٌ
ممدوح علامہ فصیح اللسان فہامہ شجاع زبان است

شَمْسٌ بِهَا تَكْشِفُ الظُّلُمَاتِ إِنْ حَلَكَتْ
آفتاب علم است کہ تاریکی جہل از طلوع او دور گشت

سَمِحٌ وَبِحُبِّهِمْ فِي الْمَجْدِ أَمْثَالٌ
وعدیم کرد مجد و شرف ایں من ایشان ایشان باحد سبقت

وَكَمْ رَمَانَا مُخْتَلَفٌ مِنْهُمْ أَطْلَالٌ
ودنیا با ایشان بسبب خالی ماندن ویرانہ شد

فِي سِرْبِهِ الْمُقَوْمَاتُ الْعَيْشِ حَوَالِ
مرد میدان است کہ در شغل عمر کہ با رجال میکند

شُمُّ بُلْ قَلَوَاتُ لَا تَحِلُّ إِجْبَالِ
بلکہ دشت کوہ با ریزہ اند و اکثر ممدوح عطا اند

بِحْرَ الْبَحْرِ لُجَيْمٍ مِسْلَةٌ دَالُ
وقصر را جبل و فساد عمر منہدم شدہ اند

فَخْرُ الْأَمَاثِلِ لِلْأَفْضَالِ مَكْيَالُ
فخر علماء عصر و فضائل مجسم است

إِذْ سَاوُدُوا وَالْأَحْبَابُ جِرْيَالُ
در حق احباب شراب خالص است

لَهَا مِنْهَا جُنْدٌ بِاللهِ تَشْبَالُ
وفضائل او نزد شان منفیہ اند

فَرِيدٌ فَرِيدٌ وَمِنْطِقٌ وَمِفْضَالُ
یگانہ دہر و بحر را صاحب فضل کثیر است

مِيزَ لَهُمْ وَرَبُّ الْعَرْشِ اجْمَالُ
دیدہ از ظلمت جہل آخر زوال در پیش است



فَيُشْبِهُ مُشْبِهُمُ الْأَوَّلِ أَنْصَرْتُ
ازکرامت است کہ ہمین را صاحب را ذو فہم کنم

وَكَمْ دَقَائِقَ لَمْ يَفْطِنْ بِهَا أَحَدٌ
بسا دقائق علم کہ ہیچ کس حل او کامیاب شدہ

وَكَمْ أَوْبِيدْ لَمْ قَالَتْ بِسَائِدِهَا
بسا کمالات کہ ہیچکس تحصیل او قدرت نیافت

وَكَمْ أَكَابِرَ زَانُوا الْأَرْضَ مِنْ حِكَمٍ
اکابر زمانہ کہ بحکمت ہا از شمار زمین از زینت او شدند

وَكَمْ قَلَائِعَ عُلُومٍ قَدْ بَنَى كَرِيمًا
بسیار قلعہ ہا علوم لطف و کرم بنا میکرد

وَكَمْ عِدَاهُ إِذَا مَا أَقْبَلُوا فَسَدُوا
بسا دشمنان کہ بسیرے او متوجہ شدند با آخر مغرور شدند

وَمَنْ يُشَكِّكُ فَيَكْفِي ذَا الْكِتَابُ لَهُ
ہر کہ شک آرد در کلام من این کتاب برائے بیند

يَا وَيْلَ سَبَقَ دِمَامُ الْمُسْلِمِينَ وَمَا
بسا سات کہ شخص حق سب اسلام المسلمین میکرد

مَا ذَا الَّذِي رَدَّ أَمَا سَبَقَ مِنْ قَلَمِ
اے عالم کو ایں ضرر اسباب الم ہمہ ہیچ حل میکرد

يَا حَيَّةَ الشَّرِّ يَا ذِئْبَ الْعِبَادِ يَا
اے مار شر و ذئب فتنہ و فساد

بَلَّغْتُ وَلَكِنْ إِنَّكَ أَلْبَدْرُ أَشْكَالُ
بدر سعادت است کہ مثل و نظیر ندارد

إِلَّا مَحَلَّ وَلَمْ يَجِئْ بَعْدُ أَشْكَالُ
ممدوح من برای آں ہر اشکال حل فرمود

فَصَادُهَا وَلَهَا إِذْ صَادَ دَارُ قَالِ
صاحب حصول بغیر دشواری حاصل شود

فَهُمْ لَدَيْهِ إِذَا فَحَصْتَ أَطْفَالُ
نزد ممدوح بوقت غور شوں طفل مکتب نمائید

وَلَا لِعُلَمَائِهَا قَطُّ أَمْثَالُ
و بجز من تذکرہا علم ہیچ آرزو نے دارد

وَزَاهِرُهُمْ وَلَعْمَرِي مِنْهُ إِجْبَالُ
قسم بجز من کہ شخص کو آرکو اقرار نشکست اہل شدند

هَذَا الْكِتَابُ لِمَعْ بَارَاهُ قَتَّالُ
وایں کتاب سیف عالم است مقابل در کشیدہ است

أَرَاهُ الْأَبْوَادِي الْعُرْفِ يَعْتَالُ
دست علم کہ او برای غور را نحالت در حیلہ بیان میکند

فَهَلْ أَتِيحَ لَهُ مِنْ سَتْمٍ مَثَالُ
آیا او را اندر فعل شنیع ہیچ حال بدست آمد کلا

أَهْلُ الْخَبَائِثِ مِنْهُ وَهِيَ أَعْلَالُ
اے اہل خبث ایں شرارت شما از بزرگی لعنت شدند

قلد تم النفس انتم من سلامتها — وانکم یا اهالی الشر اهمال

تقلید نفس خود کنید و شما مقلد نفس خود هستید — و شما ای اهل شر شتر بے مهار هستید

من المثالب انتم اهلها وکذا — اعمالکم وکذا بالله اخوال

بلکه عیب جوئی بزرگان دین شما را اهل العیوب گفتن سزاوار است — بلکه شما را اعمام و اخوال عیوب گفتن سزاوار است

هذا الکتاب لسیف صارم لکم — دهیاء داهیة هم و وکلوال

این کتاب تیغ بران است که شما را — باعث آفت و رنج و ملال است

هذا هو الفصل من قول لناظره — وانه حکم بالحق مقوال

این کتاب برائے ناظرین قول فیصل است — و حکم صادق است که بحق حکم مے دهد

ماذا اقول وفی تحقیقه مؤلفه — بحر العلوم و حجحاج و رئبال

من در وصف این کتاب چه گویم که مؤلف او کانی شهادات است — که بحر علوم یقینا است و فاضل بے بدل و صاحب الرای

من فیضه انبجست انهار مکرمة — من باسه فی قلوب الناس اوجال

از فیض او نهرها کرامت جاری هستند — از هیبت او در دلهاء مردمان خوف است

الهادی
للنشر والتوزیع

۳۸۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
فون 042 37361473 موبائل 0300-6809226
ای میل alhaadi38@gmail.com